Shafiq Lakhnavī, Aḥmad Ḥusain

Aṭiyah-i ilāhī

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

عطیہ الٰہی

مصنفہ

جناب سید احمد حسین عرف ننھو صاحب شفیق لکھنوی

باہتمام جناب منشی محمد وصی علیخان صاحب وصف لکھنوی و جناب سید علی محسن خان صاحب آبر لکھنوی

مطبوعہ معیار پریس حسین گنج لکھنؤ

قیمت فی جلد [illegible] علاوہ محصول ڈاک [illegible] ملنے کا پتہ مفتی گنج [illegible]



سید احمد حسین عرف ننھو صاحب
شفیق اُمی لکھنوی

N. K. Press, Lucknow.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسن کیا چیز ہے ہوتی ہے نبوت کیسی × تو جسے چاہے وہی یوسف کنعان ہو جائے

بلا شبہ مجھ ان پڑھ کی شاعری بھی اوسکی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ سا شعبہ ہے جو خداوند کریم نے اپنی قدرت سے دولت نظم مجھکو عنایت فرمائی ہے ماشاء اللہ خزینہ نظم ایسی چیز ہے کہ جسکا خالی ہونا مدت دراز تک غیر ممکن ہے یہ تا قیامت یون ہی مملو رہیگا اگر خداوند کریم مجھے کوئی مالی ثروت عنایت کرتا تو میری ایسی عزت نہوتی جلیسے کہ کوچہ نظم مین نصیب ہوئی انشاء اللہ تعالے خداوند کریم مجھے اس دولت نظم کی سبب سے حیات جاودانی عنایت فرمائیگا آمین ثم آمین اگر خداوند کریم میرے ہر موئے تن کو صورت زبان گویائی عنایت فرمائے تو مین اوسکا ایک سجدہ شکر نہین بجا لا سکتا یہ اوسی پاک بے نیاز کے رسول اُمّی کا تصدق ہے جو مجھ ایسے نا قابل ان پڑھ کو قوت شاعری عنایت کی ہے جو ایک قابل شاعر کو زیبا تھی حضرات مین اپنا تھوڑا سا حصہ سوانح عمری کا جو متعلق شاعری کی ہے عرض کرتا ہون امید ہے کہ حضرات بغور ملاحظہ فرمائین گے۔

الفت ہر ایک شئی کو بڑھاتی ہے کسقدر دفتر وفا کا اک پر پروانہ ہو گیا

مجھے نو برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا مینے ایک شعر غزل مین عرض کیا وہ میرا راہبر ہے مین اوسکو بجنسہ پیش کرتا ہون۔

پکڑ کر لیچلا صبا یادیون بلبل کو گلشن سے * دبائے نال و پر سبھی مین اور منقار چلی مین
میرا میلان طبیعت شاعری کیطرف رہا اوسکے بعد مین کلکتہ اس ذریعہ سے گیا کہ مین جواہر
کا کام کرتا تھا اسوقت تک کچھ سلسلہ اوسکا باقی ہی مینے سات برس تک شعرگوئی کی
مشق کی شبانہ روز مین کہہ گیا اوس مدت مین مینے کسی شاعر کو اپنا کلام نہین سنایا
مین اب قدر کرتا ہون اوس سات برس کی مشق کی جناب حجو صاحب شرف مرحوم و
مغفور مٹیابرج سے جناب والد مرحوم و مغفور سے ملنے تشریف لایا کرتے تھے مین اکثر جو
اپنے ہمسنومین شعر پڑھتا تھا جناب والد معظم بھی سنا کرتے تھے اوںھون نے جناب
شرف صاحب سے فرمایا کہ میرا لڑکا شعر پڑھتا ہے ایسے کہ جس سے مجھے یہ گمان ہوتا ہی
کہ وہ اشعار اوسکے نہین ہین جناب شرف صاحب نے مجھسے فرمایا کہ تو شعر اپنے پڑھ
مینے بہت شرم کے ساتھ کچھ اشعار اونکی خدمتمین پیش کئے سننے کے بعد اونھون نے فرمایا
میان اپنے شعر پڑھو اونکا فرمانا مجھے ناگوار ہوا مینے گستاخانہ عرض کیا کہ شاید ابتدا مین
آپ بھی دوسرونکے اشعار اپنے نام سے پڑھتے ہونگے جناب موصوف نے فرمایا مین طرح
دونگا تو کہیگا طرح عنایت کی مین شعر کہنے لگا جتنے عرصہ مین اون جناب نے اونیس
شعر تحریر فرمائے مینے اونیس شعر نظم کئے سننے کے بعد جناب نی نہایت شاباشی دی
اور فرمایا کہ تو شعرگوئی کو کبھی نہ ترک کرنا پھر مین کلکتہ اور مٹیابرج کے مشاعرونمین شریک
ہونے لگا حضرات مٹیابرج جو اوستاد فن تھے منشی گلشن الدولہ بہادر و منشی حجت صاحب
اور حضرات جنکے نام مجھے اسوقت نہین یاد ہین یہ میری عزت افزائی فرماتے تھے
یہ سب حضرات آخری شاہ اودھ کے ملازم تھے منشی گلشن الدولہ بہادر اوستاد بھی
جہان پناہ کے تھے اوسکے بعد میرا لکھنؤ آنا ہوا مین مشاعرونمین شریک ہونے لگا
پہلا مشاعرہ میرے معزز دوست جناب حکیم سید آغا صاحب فاضل کے یہان تھا
مین اوس مشاعرہ مین شریک ہوا حضرات لکھنؤ نے میری نہایت عزت افزائی فرمائی

بعد وہ مشاعرے لکھنو کے کہ جنمین حضرات کا تمکین کا مجمع ہوتا ہی مین بھی اون مشاعرون مین شریک رہا اور ہون مین نہایت شکریہ حضرات شعراے لکھنو کا ادا کرتا ہون کہ اون حضرات نے میری ایسی عزّت افزائی کہ جو میری شان اور قوّت نظم سے بدرجہا زائد ہی میرے معزز دوست جناب نواب حامد علیخان صاحب بیرسٹرایٹ لا نے بتاکید مجھے ارشاد فرمایا کہ تو کلام اپنا جمع کرا در چھپوا مینے جناب موصوف کی تحریک سی خیال کیا کہ مین دیوان اپنا مرتب کرون لفضلہ دیوان میرا ردیف وار چھپ گیا مین جناب مذکور کے جہان اور احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہون سب سی بڑھکر اس احسان کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جناب موصوف کی فرمایش مین اتنا اثر تھا کہ مین اس مرتبے تک پہونچا ابتدائی حالتمین مینے جناب ابو صاحب جلیس مرحوم و مغفور نبیرہ جناب انیس مرحوم و مغفور کو اپنا کلام دکھلایا جناب مرحوم دال کی منڈی مین عالیجناب سید پیارے صاحب رشید مدظلہ کے یہان تشریف رکھتے تھے میری غزل جناب ابو صاحب جلیس دیکھنے کے بعد فرماتے تھے کہ تو بھائی پیارے کو بھی اپنی غزل سنادے مین ایک روز کانپور کے مشاعرے مین جا رہا تھا کسی مصرع پر میرے اور اون جناب مرحوم کے تقریر ہو رہی تھی کہ جناب پیارے صاحب بھی وہ تقریر سن رہے تھے جناب جلیس صاحب سے فرمایا کہ بھائی صاحب انکو آپ مجھے عنایت کیجئے یہ آپکی ماننے کی نہین اوس روز سے مین جناب اوستاد رشید صاحب مدظلہ کیخدمتمین اپنا کلام پیش کرنے لگا پہلی غزل مینے جناب کی خدمتمین پیش کی دیکھنے کے بعد مجھے دو لفظ تعلیم فرمائے حضرات ملاحظہ کرینگے اون دو لفظونکی معنی خیزی کو وہ لفظ بتاتے ہین کہ ہم کسی ملک الشعرا ماہر فن کی زبان سے نکلے ہوئے ہین۔ یار کی باتین یار سے باتین یار کی باتین ہجر یار سے باتین وصل بھی حاصل الغزل بھی ان دو لفظون سے میری شاعری یہانتک پہونچی کہ مجھے ضرورت نہین کہ مین غزل گوئی کے بارےمین کسی اور سے کوئی بات دریافت کرون جناب اوستاد صاحب مدظلہ العالی گاہی گاہی فن شاعری کو

بطور علم سینہ مجھے تعلیم کرتے رہے ہین اب عنایت الٰہی سے میری روشن خیالی میری شاعری کیلئے
لئے ایسی ہی کہ مجھے کوئی ضرورت نہین ہی کہ کسی شخص غیر سے غزل گوئی کی نسبت اور زبانکی
بابت کوئی بات دریافت کرون مین جناب اوستاد صاحب مدظلہ العالی کا نہایت
ممنون اور مشکور ہون کیونکہ جناب موصوف مجھسے اسدرجہ الفت فرماتے ہین کہ مجھے شفقت
پدری کا لطف ملتا ہی ناظرین مین پھر آپکی خدمتمین عرض کرتا ہون میرے دیوانمین جو بڑا
حصہ ہے وہ بے اصلاح ہی مینے جناب اوستاد کو وہ غزلین دکھائی ہین کہ جو مجھکو
مشاعرونمین پڑھنے کی ضرورت ہوئی تھی اور بے اصلاحی کا سبب یہ ہی کہ مجھے عالم مین
اس بات کا دکھانا ضرور تھا کہ جو کچھ مجھے خداوند عالم عنایت کرے مین محکمہ حضرات
ہندوستانکی خدمتمین پیش کرون بلکہ اس بات کو دکھادون کہ شاعری اور شی ہے
اور علم وفضل دوسری چیز ہے الحمدللہ زبان اردو کی شاعریمین کوئی قسم ایسی نہین ہی جسمین
خداوند کریم نے مجھے مجبور کیا ہو میرے دیوانمین بہت کم غزلین ایسی ہین جو مینے فکر سے
کہی ہین اسمین عرصہ ہونیکا سبب یہ ہی کہ افضال الٰہی سے نظم کرنا کوئی مشکل نہین ہے
مگر یاد کرنیمین دقت ہوتی ہی جو مشاعرہمین غزل پڑھتا ہون وہ غزل مجھے حفظ بھی کرنا ہوتی
ہے ہمیشہ مینے اس بات کو عیب سمجھا کہ دوسرا شخص مجھے بتلاتا جائے مین پڑھتا جاؤن
مجھے بجز ذات خدا کے کسی شخص غیر کی ضرورت نہین ہی نہایت افسوس مجھے اپنی حالت پر ہے
کہ مینے اپنی عمر کا حصہ بہت کم شاعریمین صرف کیا کیونکہ مجھے اور بھی تفکرات دنیوی مین
وقت صرف کرنا پڑتا ہی میری معزز دوست جناب نواب جاہد علیخان صاحب جاہ مدیر سٹرایٹ لائٹ
پرچۂ معیار مین اس حکایت کو درج فرمایا تھا ایک شاعر ان بڑہ بخارا ایران مین تھا
جسوقت وہ دربار شاہی مین جاتا تھا مع بادشاہ کے ساڑھے چار ہزار آدمی کرسی نشین
اوسکی تعظیم کرتے تھے جسکی عزت ایسی ہو اوسکے تموّل کا کیا شمار ہوسکتا ہی اگر ایسا شخص
اعلی درجہ کی شاعری بھی کرے تو کیا تعجب ہی مین اپنی بدقسمتی اور خوبی زمانہ سے شکایت

کرتا ہون کہ مجھی ایک بھی قدردان ہندوستان مین نہ ملا کہ تفکرات دنیوی سی آزاد کر دیتا اور مجھسے
سوائے نظم کی اور دوسرا کام نہ لیا جاتا اوسوقتمین حضرات ہندوستان کو کچھ ظاہر ہوتا جو
کچھ خداوند عالم نے مجھے قوت نظم پوری دی تھی مین پیش کرتا۔ شفیق اب قدردان کو
ڈھونڈھتے پھرتے ہو دنیامین تمھاری بدنصیبی سی تمھارا ہی وطن بگڑا۔ ناظرین یہانتک میری
سوانح شاعری کا حصہ ختم ہوا اب سبب اشاعت دیوان یہانسے عرض کرتا ہون سنہ ۲۴
ہجری مین مینے کلکتہ کا سفر کیا میرے معزز دوست جناب سید حسین صاحب شوستری ساکن
مال گڈگتہ پارسی چرچ نمبرے انے مجھی مہمان کیا چھ مہینے جیسی مہمان نوازی اونھون نے کی ہی میری
زبان ادس شکریہ مین قاصر ہی مجھے سو روپیہ دیوان چھپنے کیواسطے عنایت فرمائے
دوسرے جناب صاحب جی ہاشم صاحب ملک التجار ساکن جال کلکتہ امرتلہ گلی نمبر ا
ان جناب نے بھی میری پچاس جلدین قبل چھپنے کے خریدین روپیہ فوری عنایت کیا
مجھسے اون جناب سی بہت ہی تھوڑی ملاقات تھی جو کچھ اون جناب نے مہمان نوازی
فرمائی ہی مین نہایت ممنون ومشکور ہون اور رہونگا کلکتہ مین مین مشاعرونمین شریک
ہوا نہایت مہمان نوازی ومسافر نوازی فرمائی میری نہایت مدح کی اور قدر فرمائی مین جناب
جعفری صاحب رنجور شمس العلما مع حضرات شعرا اون جناب کا شکریہ ادا کرتا ہون میرے
معزز دوست جناب مرزا ابوجعفر صاحب ایم-اے۔ لکھنوی نی ایک مشاعرہ میرے واسطے منعقد کیا
مدرسۂ عالیہ مین بہت بڑا مشاعرہ تھا جسکے پریسیڈنٹ جناب نصیر الممالک صاحب
عارف تھی مینے اوس مشاعرہ مین دو غزلہ پڑھا اسکے علاوہ بھی مجھسے حضرات نے
متفرقات غزلین پڑھوائین میری نہایت عزت افزائی اور قدردانی کی بلکہ جو طالب علم
تھے رئوسا اور شرفا کے مدرسۂ عالیہ مین تشریف فرما تھے اونمین ماشاء اللہ قوت نقادی
پوری پوری تھی مین جملہ حضرات کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون میری اسقدر جو مدح
فرمائی اور قدر کی بلکہ اس شکریہ کے عوض مین ہمین اونکا دعاگو ہون یہ سب اثر میری معزز

دوست جناب مرزا ابوجعفر صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر کی تعلیم کا ہی کہ وہ صاحب زادے
ایسے نقاد سخن ہین بعد ختم مشاعرہ جناب مرزا ابوجعفر صاحب نی ایک تقریر فرمائی جسکا
حاصل یہ ہے کہ شفیق صاحب کا دیوان چھپ جانا چاہئے دیوانکی قیمت مبلغ دو روپیہ
روپیہ حضرات خریداران کو پیشتر عنایت کرنا چاہئے بلکہ مجھسے جناب نی یہ فرمایا کہ مین
مبلغ چارسو روپیہ فراہم کر دونگا امید ہے کہ بعد دیوان چھپنے کے وہ جناب خریدار
فراہم کرنیمین کوشش بلیغ فرمائین گی بیس جلدین جناب نصیر الممالک صاحب نے
لینے کا وعدہ فرمایا ہی بیس یا دس جلدین نواب نصیر حسین خانصاحب خیال نے بھی
خرید فرمانیکا وعدہ فرمایا ہی دس جلدین جناب شیخ محمود علی صاحب رئیس لکھنؤ سوداگر نے
خریدین اور روپیہ مجھکو پیشتر عنایت کردیا بذریعہ منی آڈر دس جلدین جناب سید
محمد صاحب شائی رئیس لکھنؤ ساکن حال کلکتہ محلہ بہاری روڈ کلکتہ نے خریدین اور روپیہ
مجھے پہلے عنایت کردیا دس جلدین جناب حکیم محمد صادق صاحب رئیس لکھنؤ ساکن
حال کلکتہ نے نصف قیمت مجھے قبل عنایت فرمائی دس جلدین میرے معزز دوست حاجی صاحب
سوداگر رئیس دہلی ساکن کلکتہ محلہ کولوٹولہ نے بھی خرید فرمائین مجھکو نصف قیمت بھی عنایت فرمادی
مین ان حضرات کی قدردانی کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون جناب عارف یعقوب صاحب
ملک التجار ساکن حال کلکتہ امرتلہ گلی نمبر ۵ ان جناب نے بھی سو جلدین لینی کا وعدہ فرمایا ہے
مجھے امید ہی اُن جناب سے کہ وہ ضرور ایفائے وعدہ فرمائین گے میرے دیوان چھپوانےمین
جناب سید علی محسن خان عرف ننھے آغا صاحب آبر لکھنوی اور جناب شاہزادہ محمد وصی علیخان
عرف سلطان صاحب وصف لکھنوی ان دونون صاحبون نے اپنا بہت وقت صرف کیا
مین نہایت اُن دونون حضرات کا ممنون و مشکور ہون اسمین سے ایک جناب میرا کلام
پڑھتے تھے مین اور جناب آبر سنتے تھے جہانپر ان دونون صاحبونکی رائے ہوتی تھی مصرع
بدلنے کی یا لفظ رکھنے کی مین افضال الہی سے فوراً مصرعہ بدل دیتا تھا اور لفظ بھی رکھ دیتا تھا

بلکہ جناب وصف صاحب نے بارہا مجھسے فرمایا کہ اس مصرعہ کو اس ترکیب سے نظم کر لو
مینے افضال الہی سے اونکے خیال سے الگ ہٹ کر مصرعہ نظم کیا جہان لفظ کی ضرورت
ہوئی جناب وصف نے پانچ چار لفظونکے نام لیئے مجھکو خداوند کریم نے اون لفظونسے
جداگانہ لفظ عنایت کیا میرے دیوان مین افضال الہی سے سوائے جناب اوستاد
مدظلہ العالی کے اور کسی شخص غیر کا کوئی مصرعہ یا لفظ نہین ہے اسکے شاہد جناب وصف صاحب
اور جناب آبر صاحب ہین حضرات ملاحظہ فرمائین مجھے اوستادونکے کلام سے کوئی مدد نہین
پہونچی کیونکہ مین ایک ان پڑھ ہون میری نظر سے کسی دیوانکا ایک لفظ بھی نہین گذرا مجھے
دوسرونکی نظم سے کیونکر فائدہ پہونچتا یہ جو کچھ خداوند کریم نے مجھے علم سینہ یا قوت نظم عنایت
فرمائی ہے یہ میرے رسول امی کا تصدق ہے مین امید کرتا ہون کہ حضرات متفرقات نظم دیوان کو
بھی ملاحظہ فرمائینگے مکرر گذارش کرتا ہون ساکنان ہندوستان سے اور اپنے معزز ناظرین سے
کہ اگر میری ہر نظم و نثر کو بشوق خرید فرمائینگے تو انشاء اللہ الرحمن اپنی عمر کا بقیہ حصہ انہین
اشغال مین صرف کرونگا جو کچھ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے عنایت فرمائیگا پیش کرتا
رہونگا۔ شعر۔ می گویم بہ از قند و نبات * من ندانم فاعلاتن فاعلات * جن حضرات نے تقریظین
یا قطع تاریخ میرے دیوان کی عنایت فرمائے ہین مین اون حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون
جو حضرات ہندوستان میرے دیوانکی جلدین خرید فرمائینگے مین نہایت ممنون ہونگا اور مجھے
امید ہے کہ مین رؤسائے لکھنو یا شرفائے لکھنؤ کی خدمتمین عرض کرتا کہ قبل دیوان چھپنے کے کچھ قیمت
عنایت ہوجائے یقینی وہ حضرات مجھکو عنایت فرماتے مگر میرا خیال یہ ہوا کہ بعد چھپنے کے مین
اون حضرات کی خدمتمین حاضر کرونگا مین دو تین مہینے سے علیل بھی ہون اس سے مین اون
حضرات کی خدمت سے محروم رہا میرے دوست نواب سید سجاد علیخان صاحب سجاد عرف
منجھو نواب صاحب ان جناب نے بھی مجھسے دس جلدین خرید فرمائین اور روپیہ مجھکو قبل چھپنے دیا فقط
سید احمد حسین عرف ننھو شفیق بدترین خلائق خادم الاحباب لکھنؤ سنگی گنج دریاوالی گلی

تقریظات بحساب تہجی

حاصل طبع جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج لکھنوی

باسمہ سبحانہ وتعالے شانہ

شفیق بالتحقیق وصدیق بالتصدیق جناب شفیق کا بعض کلام فصاحت نظام سنا زبان کی خوبی بیان کی خوش اسلوبی دونون دلکش پیرایہ مین ہین مین متحیر ہون کہ ان دونون مین کسی کو ترجیح دون

عبدہ وابن عبدہ احقر محمد جعفر اوج بقلمہ

تقریظ از نتیجۂ فکر جناب نواب حامد علیخان صاحب حامد بیرسٹر ایٹ لا

سید احمد حسین عرف ننھو صاحب متخلص بہ شفیق لکھنؤ کے رہنے والے ہین سنہ ۱۲۸۵ھ ع مین مفتی گنج دری والی گلی مین پیدا ہوئے حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کی اولاد مین ہین انکے والد جناب حاجی سید علی حسین صاحب مرحوم اور دادا جناب سید صادق علیصاحب مرحوم زبردست عامل تھے پڑھے لکھے نہ تھے سید احمد حسین جاہل مطلق نہین بلکہ یون کہون تو بجا ہوگا کہ آبائی جاہل ہین ایک لفظ کسی زبان کا نہ لکھ سکتے ہین اور نہ پڑھ سکتے ہین اپنا نام تک نہین لکھ سکتے لیکن ہر صنف سخن مین شعر کہتے ہین رباعی۔ سلام۔ مرثیہ۔ قومی نظمین۔ مخمس۔ غزل۔ سب کچھ کہتے ہین اور خوب کہتے ہین۔ بیشتر غزل کہتے ہین پہلے پہل جو شعر کہا وہ یہ ہی شعر ہے پکڑ کر لیچلا صیاد یون بلبل کو گلشن سے دبائے بال و پر مٹھی مین اور منقار چٹکی مین × جب یہ شعر کہا ہے انکی عمر نو یا دس برس کی ہوگی شعر مندرجۂ بالا ابھی اوسی زمانہ کا ہے۔ حضرت انیس کے نواسے جناب پیارے صاحب رشید لکھنوی کے جو اپنے رنگ مین مرثیہ غزل وغیرہ مین مثل و نظیر نہین رکھتے شاگرد ہین جو لفظین اوستاد بنا دیتے ہین وہ یاد رکھتے ہین اور جو کاٹ دیتے ہین وہ بھول جاتے ہین کئی برس سے اصلاح نہین لیتے کہ اب اصلاح کی ضرورت باقی نہین رہی —

کہنے کا انداز یہ ہے مصرع طرح یاد کرلیا قافیہ و ردیف کسی سے پوچھ لئے شعر کہنا شروع کیا

اور کسی نہ کسی سے لکھوا لیا شفیق شعر بہت جلد کہتے ہین سر جھکایا اور مضمون فکر کے سانچے
مین ڈھل گیا طبیعت ہر وقت حاضر رہتی ہے گویا فکر کرنے کی ضرورت ہی نہین پڑتی دو
برس سے زائد ہوئے ایک دن محلہ جلینی بازار لکھنؤ مین مجھسے ملنے آئے مین اس زمین مین
غزل کہہ رہا تھا۔ راز کا۔ ساز کا۔ پوچھا آپ کیا کر رہے ہین مینے جواب دیا کل مشاعرہ ہے
غزل کہہ رہا ہون کہا سنائیے مین نے مطلع پڑھا مطلع کس سے ادا ہو شکر بندہ نواز کا
ہر جز مین شعور دیا امتیاز کا۔ تعریف کی اور بہت تعریف کی معلوم ہوتا تھا کہ تعریف
کے ساتھ ہی ساتھ فکر کرتے جاتے ہین اتنی ہی دیر مین مطلع کہہ لیا اور پڑھا افسوس مجھکو
یاد نہین رہا شفیق کے دیوان مین موجود ہوگا مینے داد دی لیکن میری داد مین فکر شعر
شامل نہ تھی پھر مینے یہ شعر پڑھا ؎ کس منہ سے دوستون کے گلے راز داں ہون ہم + دشوار
جب چھپانا ہو اپنے ہی راز کا + اس شعر کی تعریف شفیق نے ختم نہین کی تھی کہ ایک شعر
اسی زمین قافیہ ردیف مین موزون کرکے پڑھا وہ شعر بھی مجھکو یاد نہین پھر مینے یہ
شعر پڑھا شعر ہمارے کیطرف تو کوئی دیکھتا نہین + منہ تک رہے ہین غور سے سب چارہ ساز کا
فوراً اس قافیہ مین بھی شعر کہا۔ الغرض تمام قافیہ شفیق نے دریافت کئے۔ قوافی منتشر تھے
میرے سامنے ایک پرچہ پر لکھے ہوے رکھے تھے مینے قوافی بتانے شروع کئے اور
شفیق نے غزل کہنا ایک شعر مجھکو یاد ہے تقریباً پرانا مضمون ہے میری رائے مین سنار بن کی
اتنا ہی بنا کیا ہے شعر موسی چلے ہین طور کی جانب اوٹھائی سر + کچھ بھی نہین خیال نشیب و
فراز کا + شفیق علم موسیقی سے واقف ہین اور بعض اوقات غزل کے پڑھنے مین اسکا پتہ
چل جاتا ہے۔ چند سال ہوئے مینے ایک مضمون شفیق پر لکھا تھا اُس مضمون مین یہ تحریر کیا تھا
کہ اگر غزل کا پرچہ اتفاقاً سیدھا ہاتھ مین آگیا تو آگیا ورنہ اُلٹا ہی ہاتھ مین لیتے ہین پڑھ
کسی سے اس مضمون کو شفیق نے پڑھوا کر سنا دوسرے دن سے مطلع پر نشان بنوا لیتے ہین
حافظہ نہایت قوی ہے قریب قریب سب اپنا کلام یاد ہے۔ اہل لکھنؤ گھر سے باہر قدم نہین

رکھتے لکھنؤ پر دل سے فدا ہین ہر اہل لکھنؤ کی وہی حالت ہے جو ناسخ کی تھی مصرع لکھنؤ مجھپر فدا ہے مین فدائے لکھنؤ ۔ لیکن لکھنؤ پر ایسی تباہی آئی ہے کہ باوجود اسقدر حب وطنی کے مینے کوئی ایسا شہر یا قصبہ ہندوستان مین نہین دیکھا جہان کوئی نہ کوئی اہل لکھنؤ نہ ملا ہو ہزارہا بلکہ بلا مبالغہ لاکھون آدمی لکھنؤ سے نکل گئے ۔ لکھنؤ خالی ہوگیا یہ مین کیا کہنے لگا یہ کہتا تھا کہ لکھنؤ مین اب بھی ایسے لوگ موجود ہین جو کانپور تک بھی تشریف نہین لیگئے لیکن شفیق نے کانپور ۔ الہ آباد ۔ بریلی ۔ رامپور ۔ میرٹھ ۔ متھرا ۔ سہارنپور ۔ بنارس دہلی ۔ پٹنہ ۔ بھاگلپور ۔ مرشدآباد ۔ منگیر ۔ کلکتہ ۔ بمبئی وغیرہ وغیرہ کی سیر کی ہے اور اس سیر سے اونکی شاعری پر بھی اثر پڑا ہے افسوس اونکا کلام میرے پاس نہین ہے صرف ایک غزل ہے ورنہ اسی حالت مین کہ ۱۸ برس سے مرض ذیابطیس مین اور کبھی روز سے جاڑے کے بخار مین مبتلا ہون پلنگ پر لیٹے لیٹے یا بیٹھے بیٹھے اونکے کلام کی بابتہ رائے زنی کرتا اب اوسی ایک غزل کے چند اشعار کی طرف ناظرین کی توجہ مبذول کرنے پر اکتفا کرتا ہون مطلع ملاحظہ ہو مطلع آنکھ لڑتے ہی جگر کے پار پیکان ہوگیا ہم تو سمجھے فیصلہ تیرا رگ جان ہوگیا + اور یہ مطلع بھی کس زور کا مطلع ہے

مطلع

آہ کی پر ضبط بھی تا حد امکان ہوگیا — آج میرا راز ظاہر در نہان ہوگیا

یہ شعر بھی سنئے ایک جاہل مطلق اور یہ شعر خدا کی شان ہے۔

شعر

کیا مری عمر دو روزہ بھی مصیبت سی کٹی — شرم آتی ہے مجھے کس کس کا احسان ہوگیا

اس مردہ مضمون مین از سر نو جان ڈالی ہے گستاخ کیا اچھی لفظ ہاتھ آئی ہے

شعر

پہلے ہی سے کسقدر دست جنون گستاخ تھا — دامن یوسف بھی وحشی کا گریبان ہوگیا

لفظ نام نے اس شعر کو نیا کر دیا۔ یہ لفظ اور اُس شخص کو ملے جو الف کا نام نہین جانتا

شعر

قتل اسد رضہ کی عشاق کوئی حد نہین | آپ ہی کے نام کا شہر خموشان ہو گیا

یہ شعر بھی کیسا خوب شعر ہی۔

شعر

اقربا روتے ہین کیون انکو بھی ہنسنا چاہئے | میرے مرجانے سے میرا راز پنہان ہو گیا

راز پنہان کے ٹکڑے نے کیا لطف پیدا کیا ہی۔

اس شعر مین کیا اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہی۔

شعر

آج ملک تن مین کیسی بستیان سنسان ہین | دل کے مرجانے سے سارا شہر ویران ہو گیا

مقطع سنئے۔

مقطع

وہ بھی کہتے ہین تعجب ہی مجھے اس بات کا | عشق مین میرے شفیق ایسا غزل خوان ہو گیا

سچ ہے۔ شفیق۔ جو وہ کہتے ہین وہی سب کہتے ہین ہمکو بھی تعجب ہی ایک جاہل مطلق انپڑھ اور ایسا شاعر شفیق تمھاری نظیر نہین تم خود ہی اپنی نظیر ہو دل سے دعا نکلتی ہی۔

تم سلامت رہو ہزار برس | ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

امروہہ - ۲۰ دسمبر ۱۹۱۶ء

خاکسار حامد علی

تقریظ از حلاوت زبان کلک جناب پنڈت برج نرائن صاحب چکبست لکھنوی

شفیق بندہ تسلیم

مجھے سخت افسوس ہی کہ مین تعمیل ارشاد سے معذور رہا اور آپکے دیوان کیواسطے قطعہ تاریخ نہ کہہ سکا
مینے آپکا کلام بارہا شوق سے پڑھا ہے اور سنا ہے۔ شعرا کے لیے کہا گیا ہے کہ شاگردان الہی ہین
اگر واقعی کسی کے لیے یہ لقب موزون ہو سکتا ہے تو آپ کے لئے آپکے کلام کی شستگی اور
لطافت قدرتی ہے۔ اور تصنع سے آزاد ہے مجھے کامل یقین ہے کہ آپکے کلام کا مجموعہ نظم اردو مین
قابل قدر اضافہ ہوگا اور بہایت شوق سے پڑھا جائیگا

چکبست لکھنوی
۱۴ جنوری ۱۹۱۶ء

تقریظ دیوان ہذا از گہرباری خامہ جناب مولوی مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی

یہ بات مسلم ہے کہ شاعری فطری چیز ہے اکتساب سے اسکو کوئی علاقہ نہین شاعر صرف
مدرسہ الہی مین تعلیم پاتا ہے مناظر قدرت اوسکے جذبات کو برانگیختہ کرتے ہین اور یہی آیات الہی
اوسکا تعلیمی نصاب ہین موجودات عالم مین صرف شاعری مین قوت ودیعت ہے کہ وہ
طبقات عالم کو درہم وبرہم کردے اوسی کی فکر مین دریاؤن کا جزر و مد پنہان ہے شعر کی
حقیقت پر اون لوگون نے پردہ ڈال دیا ہے جو اوسکو حقیقی شکل پر استعمال نہ کرسکے عہد موجود
مین شعر و شاعری کا کوئی معیار باقی نہین رہا اور اوسکی اہمیت کا انکشاف بعض سطحی نظر
نہ کرسکین صحن عالم مین صرف شاعری یہ رخنہ پڑ سکتی ہین۔

من نیستم آن سالک کونین سپرہم
آن تشنہ قدم کہ ز لب تشنگی دہم

گنجینۂ جوہر قدس است ضمیرم
جبرئیل در آید بحریم نگاہ ضمیرم

ہمارا مشاہدہ ہے کہ فضلا سے جو شعر موزون نہین پڑھے گئے وہ اکثر جاہل اور کمسن بچون نے

بلا تکلف پڑھ دئے یا بہت سے شاعر دیکھے جو دن رات اس فن ہی مین شغل رکھنے پر بھی
شعر کی حقیقت کا ادراک نہ کر سکے یہین سے شعر کی استعداد کا خداداد ہونا مسلم ہے
شاعری مطالعہ نفس کا نتیجہ ہی اور انسانکا مافی الضمیر فقط شاعر ہی کا قلمرو ہے۔

عرب جاہلیت مین صرف شاعری اوس قوم کے لئے طرۂ امتیاز تھی اونھین کی مرصع
نظمین کعبہ کی مقدس دیوارونکا طوق گلو تھین سوق عکاظ اونھین کی نوا سنجیو سے
گونجا تھا قبایل کی باگین اونھین کے ہاتھو مین تھین اگر وہ کسی قبیلہ کو برانگیختہ کرنا چاہتے
تو ایک شعر اونکا ہزار لشکرونکا کام دیتا تھا جب کوئی شاعر پیدا ہوتا تھا تو قبیلہ کی
عورتین جمع ہو کر فخریہ گیت گاتی تھین اور اوسکو مبارکباد دی جاتی تھی قبیلہ کی موت اور
زندگی فقط شعر سے وابستہ تھی۔

نظم کر لینا اور صاحب دیوان ہو جانا آسان ہی مگر شاعر ہونا اختیار سے باہر ہے بہت سے
صاحب دیوان شاعر ایسے ہین جو بتکلف شاعر بنے اور اونھون نے مختلف چمنوں سے
گلچینی کر کے ایک گلدستہ تیار کر دیا مگر پھولونکی ڈالیون کو مناسب مقام پر نہ لگا سکے
نہ اوس گلدستہ کو مرتب کر سکے بلکہ اونھون نے اصلی باغبانکی ریاضت کو بھی خاک مین ملا دیا
نظم کا ذوق فطری ہوتا ہی اس دعوی کی برہان مین مین اپنے شفیق دوست سید احمد حسین صاحب
کا دیوان پیش کرتا ہون باوجود اپنی بے سوادی کی نظم کرتے ہین باسواد اور اکثر ناظمون سے
ممتاز ہین اور ملکہ خاص رکھتے ہین کلام مین آمد زیادہ ہے آورد بہت کم جو ادبا مین ایک
بڑی صفت ہی گو یہ دیوان بتمامہ میری نظر سے نہین گذرا لیکن اسکا اکثر حصہ مینے وقتاً فوقتاً
سنا اور لطف اندوز ہوا شفیق کی خصوصیات مین یہ بات قابل ذکر ہی جسنے اونکو تمام
افراد مین ممتاز کر دیا ہی کہ پڑھے لکھے نام کو نہین مگر نظم کرتے ہین نہایت حاضر طبیعت ہین
معاملہ بندی اور جذبات سے کلام خالی نہین ہوتا شفیق نے اس عصر کے شعرا سے خراج تحسین وصول
کیا ہی امید ہی کہ اہل دنیا مین انکا دیوان قبولیت عام حاصل کرے۔

عزیز لکھنوی

تقریظ از مضمون ریزی خامۂ جناب پرنس محمد وصی علیخان عرف سلطان صاحب لکھنؤ تخلص صفی
لسان الفصحا بجا ہی جو جناب سید احمد حسنین عرف نبھو صاحب شفیق لکھنوی کو کہا جاتا ہے

اس لئے کہ زبان مادری انکی زبان اردو و نیز اصطلاحات زبان اردو سے یہ بخوبی واقف - اگرچہ مطلق نہ لکھے نہ پڑھے لیکن وہ خاص صفت جو ایک زبان اردو کے جاننے والے مین اعلیٰ پیمانہ کی ہونا چاہئیے ہے انمین خاطر خواہ موجود ہی میرے خیال مین مبصرین ضرور تنقیدی نظر ڈالین گی اور نہایت متانت سی کام لین گے کہ یہ جملۂ مذکور کس لئے جناب شفیق لکھنوی کیطرف منسوب کیا گیا ہو کہ بحیثیت انصاف ایک اُمّی خصال ہین تو ایسی حالتمین میرا مستند جواب یہ کافی ہو سکتا ہو کہ جناب شفیق لکھنوی حد زبان اردو و نیز اصطلاحات زبان اردو اور فطری مذاق اصناف نظم و نثر اور تخئیل جذبات طریقۂ زبان مذکور مین بہت ہی بہتر ہین - اگر اس حالت پر بھی جناب شفیق لکھنوی اس خطاب مذکورہ بالا کے مستحق نہ سمجھے جائین تو وہ واقعی بیحد حق تلفی ہی - انکی عظمت پاکیزہ خیال و نیز سیاست زبان اردو محتاج بیان نہین ہی کیونکہ فی الحال یہ اپنی آپ ایک نظیر ہین اور خیال لخیف مین مشکل ہی ایسا شخص ممکن ہونا - جناب شفیق اپنے حد مذاق اردو شاعری کی ایک رکن خاص ہین - ناقدان فن یہ دلمین نہ خیال کرین کہ اس خطابی جملہ سے سخیف کا کیا مطلب ہی محض اس غرض سی کہ دنیا مین ایسے ایسے لوگ بھی موجود ہین جنھون نی اس ذہر گی و بے سامانی علم پر اس حد کی مرکزی تحقیق اور فصاحت کا مادہ اپنی مین پیدا کر لیا ہی جناب شفیق لکھنوی کی شاعری مین جناب انیس مرحوم کا رنگ بھی اکثر مضمر ہے اثر - درد - عشق - ہجر - وصل - رنگ جذبات علی الخصوص مذاق سلیم متعلقہ زبان اردو تو خاص انکا حصہ ہی - کوئی شخص غیر جو جناب شفیق لکھنوی کی ماہیت سی واقف نہو وہ انکا کلام سنکر یہ نہین بتا سکتا ہی کہ یہ واقف اسرار فن شاعری و ماہر اصناف عروض و نظم و نثر نہین ہین - اس جملہ کا

تو مذاق سلیم انسان اپنے مین پیدا کرلے جناب شفیق لکھنوی کا انہماک شاعری اس پیمانہ پر ہوگیا کہ جسنے انکو اس خطاب مذکورہ بالا کا مستحق بنا دیا۔ جناب شفیق لکھنوی نے بجد تستقیم زبان مذکور کسی طرح کا ایثار و نیز اعتکاف مذاق خیالات شخص دیگر اپنی ذات سے وابستہ نہین کیا۔ بلکہ ہمیشہ ایسے اوقات پر انکی طبع مایل بانحطاط رہی۔ ہمیشہ یہ خیال رہا اور یقینی رہیگا کہ اپنے کلام مین ترکیب زبان فارسی یا ادق الفاظ عربی و نیز فارسی کا کثرت تصرف نہونا چاہیے کیونکہ ہندوستان زبان مذکور مستقل طور پر باقی نہ ہوگی میرے خیال سے تو جناب شفیق لکھنوی ضرور خطاب مذکورہ بالا کے مستحق ہین۔

وصف لکھنوی

از کرشمۂ فن طبیعت جناب نواب سید محمد ذکی خانصاحب ہاتف لکھنوی

ان اللہ علی کل شیٔ قدیر

شکر ہی اوس خداے واحد و قادر کا جسنے باوجود جسم و جسمانیت سے بری ہے نیکے ایک لفظ کن سے تمام موجودات عالم کو خلق فرما کر نعمات متعددہ و مختلفہ سے متنعم فرمایا کلام پیدا کیا اور جس شے مین چاہا قوت گویائی عطا فرمائی۔ جیسا کہ موسی عمران کو عالم وجود مین بھیجتے ہی نطق بھی عطا فرمایا۔ اور قابل نعت ہے وہ رسول امی جسنے بمصداق ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کوئی کلام نہ کیا لیکن اوسکے لئے خداے قادر نے تمام نباتات و جمادات وغیرہ مین قدرت سلام و کلام عطا فرمادی بعینہ اسی طرح قابل نعت ہی بقیۂ نور رسول یعنی حضرت سید المرسلین کا نفس۔ حجازاد بھائی وصی و جانشین حقیقی جسنے دنیا مین جلوہ فرما ہوتے ہی تمام صحف سابقہ کی مع قران کریم جو اوسوقت تک نازل بھی نہ ہوا تھا تلاوت فرمائی اور بہ فصاحت تمام رسالت حضرت پناہی کی شہادت دی لاکھ لاکھ درود و سلام ہو اوپر اونکے

آبائے طاہرین ہیں اور اونکی اولاد معصومین ہیں کہ میرے دوست جناب سید احمد حسین صاحب شفیق لکھنوی کا دیوان مسمّٰی بہ عطیۂ الٰہی طبع ہو کر باعث اظہار قدرت پروردگار عالم ہوا حضرات سرزمین لکھنؤ قدرتاً کچھ ایسی واقع ہوئی ہی کہ مرکز علوم ہو گئی۔ ایسی کہ مشرقی علوم و فنون بلکہ تمام اصناف میں ہر شخص یہاں کا گل سر سبد ہوا۔ اور مذاق شعری کو تو یہاں کی آب و ہوا کچھ ایسی راس آگئی ہے کہ جسکی کوئی حد نہیں او سپر طرہ متقدمین کی کوششیں اور موجودہ صاحبان زبان و ارباب حق کی صحبتوں کا اثر۔ باہتمام تمام مشاعروں کا ہونا اور زبان کی زندہ رکھنے کے اذکار کا سلسلہ رہنا وغیرہ وغیرہ بھی وہ اسباب ہیں جنسے سرزمین لکھنؤ پر بہتر سے بہتر شعرا ہر زمانے میں پائے گئے اور انشاء اللہ یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا۔ نتیجہ یہ کہ ہر طبقہ میں شاعرانہ مذاق کافی طور داخل طبیعت ہو گیا ہی اور بلا جنبہ داری کے کہہ سکتا ہوں کہ کیا عجب ہی کہ یہ امر بھی لکھنؤ کے مخصوصات میں شامل ہو۔

مثال میں جناب شفیق تلمیذ جناب رشید لکھنوی مدظلہ موجود ہیں جو فی الواقع جاہل محض ہیں حتیٰ کہ اپنا نام بھی نہ لکھ سکتے ہیں نہ پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن قدرت کیطرف سے کچھ ایسی طبع رسا مرحمت ہوئی ہی اور ایسا مذاق سلیم عطا ہوا ہی کہ آج آپکے سامنے ممدوح کا دیوان موجود ہی جو اونکے تصانیف کا نمونہ ہی۔ بڑی خوش قسمتی یہ کہ اوستاد بھی ملا تو شفیق اور اصل یہ ہی کہ قدرت نے ایک جاہل کو قدرت کلام فصیح عطا فرمائی پھر لکھنؤ کو ایسے شخص پر فخر ہونا بیجا نہیں ہی مذاق شعری کی حالت یہ کہ غزل مرثیہ۔ سلام۔ رباعی۔ قصیدہ۔ قومی نظم۔ وغیرہ وغیرہ غرضکہ تمام اصناف شاعری میں لکھنؤ ایسی معیار الکلام مقام نے خاص طور پر نام پیدا کر لیا۔ ایسا کہ نا واقف اصحاب محض کلام سنکر نہیں پہچان سکتے کہ یہ شخص جاہل ہی غرضکہ اس دیوانکے ملاحظہ سے حضرات کو کافی طور پر اندازہ کرنیکا موقع ملیگا کہ باوجود مٹی ہوئی حالت کے لکھنؤ ابتک اپنی وضع کا کس آن بان سے پابند اور اپنی زبان پر کیونکر قبضہ کئے ہوئے ہی۔

العبد المذنب

سید محمد ذکی علیخان عفی عنہ خلف نواب معتز الدولہ احتشام الملک سید محمد تقی خان بہادر اسد جنگ مغفور رستم نگر لکھنؤ

ع
از جوہر طبع جناب پروفیسر مولوی مرزا محمد ہادی صاحب رسوا لکھنوی بی اے

جناب نخو صاحب شفیق کا دیوان لکھنؤ کا معجزہ نہین تو کیا ہے کلام کا عیوب سے پاک ہونا کوئی خوبی نہین ہی بلا تصنع کل محسنات کلام سے آراستہ ہونا اور پھر سوادخوانی و خطی سے شاعر کا عاری ہونا البتہ کمال ہے بیشک لکھنؤ کی زبان شاعری کی جان ہے۔ بلکہ فصاحت و بلاغت کا ایمان ہے اب بھی اگر امتحان منظور ہو لکھنؤ کی کسی شریف خاندانون کی باتین سنو پھر مطول اور مختصر کے ورق اولٹو دیکھو جو کچھ سکاکی نے لکھا ہے ہماری زبان نے اوسکا عطر کھینچ لیا ہے اسمین شک نہین کہ لکھنؤ اس گئے گذری وقت مین بھی جو کچھ ہی غنیمت ہی۔ مگر نخو صاحب کا دیوان محض لکھنؤ کی زبان اور شریف خاندانکا جوہر نہین ہی خداداد موزونی اور اور طبیعت کے لگاؤ کو بھی دخل ہی ورنہ ہر گلی کوچہ مین لکھنؤ کے دو ایک شاعر ہوتے یہان تو صرف ایک شفیق ہی شفیق نظر آتے ہین نخو صاحب کا کلام کوئی معمولی بات نہین ہے اوستادانہ کلام بلکہ کمال ہے اہل سخن دیکھین گے اور وجد کرین گے پڑھین گے اور داد دینگے دلون سے آہ نکلے گی اور زبانون سے واہ اس سب پر طرہ یہ ہے کہ بہ گو اور لطیف گو دونون ایک ہی شخص مین جمع ہین طرح دیدو غزل کہلوا لو یہ تو کوئی بات ہی نہین اکثر شکی مزاجون نے امتحان بھی کر لیا جو ہمنے لکھا ہے ویسا ہی پایا۔

حررہ ہادی

ع
نوٹ - چونکہ یہ تقریظ دیر مین وصول ہوئی لہذا درج سلسلہ نہو سکی۔

از نتیجۂ فکر جناب سید علی محسن خانصاحب اکبر لکھنوی

ایسے دیوان کی تعریفیں اور کیا لکھئے
قابل نازش اردوے معلّیٰ لکھئے

دیوان شفیق از باے بسم اللہ تا تاے تمت میری نظر سے اچھی طرح گذرا وجہ اوسکی یہ ہی کہ جب مصنف نے نظر ثانی شروع کی تو مسودات غزلیات میں ہی پڑھتا جاتا تھا وہ سنتے جاتے اور جابجا حک و اصلاح کرتے جاتے تھے جناب شفیق کی پرگوئی اور زودگوئی کا اسکے پہلے بھی مجھکو چندہا مرتبہ تجربہ ہو چکا تھا اکثر مشاعروں کی غزلیں ساتھ کہنے کی نوبت آئی ہی جتنی دیر میں یہاں ایک شعر ہوتا وہ دو تین شعر کہہ چکے انمیں شاعرانہ قوت مشقی نہیں بلکہ خداداد ہے اصناف سخن پر ایک ہی ازکی قدرت و ملکہ ہی باستثناے تاریخ کہ الف بے ہی نہیں پڑھے حروف ابجد کے اعداد کیا جانیں ہاں صوری تاریخ بھی کہہ سکتے ہیں غرضکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ شفیق ایک مسلّم شاعر ہیں اور لکھنؤ کے تمام شعرا میں ایک ممتاز نظر سے دیکھے جاتے ہیں اور خوش گو بھی اس حد کے کہ مجھے نہیں یاد آتا کہ شفیق جس مشاعرہ میں پڑھے ہوں اور بخوبی داد نہ ملی ہو یہی وجہ ہی کہ فہرست خوش گویان لکھنؤ میں انکا بھی شمار ہے شفیق کی ذات علاوہ کمال شاعری کے چند دیگر صفات سے اور بھی متصف ہے جو شخص سیدھی اولٹی عبارت نہ پہچان سکے اوسکی بول چال ایسی صحیح و درست کہ پڑھے لکھوں کو تعجب ہو کیا مجال جو غلط اضافت ہو یا غیر فصیح جملہ زبان سے نکلے روزمرہ وہی جو ثقات شعرا کا ہونا چاہیے ایک یہ بھی صفت ہی کہ اور اکثر اہل لکھنؤ پر جو زبانکے بگڑنیکا اثر پڑا ہی انپر مطلق نہیں ہی یعنے انکی زبان وہی لکھنؤ کی اردوے معلّیٰ ابھی تک باقی ہی حافظہ ابتک ایسا قوی کہ ہمیشہ پوری غزل پڑھتے وقت یاد ہوتی ہی ایک شعر نہیں بھولتے طرفہ بات یہ ہی کہ جب اوستاد سے اصلاح لیتے تھے جب اصلاح بھی اوسی طرح بے روک صفائی سے پڑھ جاتے تھے جیسے اپنا شفیق خلیق

نوٹ۔ چونکہ یہ تقریظ دیر میں وصول ہوئی لہذا درج سلسلۂ نتیجہ نہ ہو سکی۔

متواضع خوش مزاج وطن دوست اور بندہ دوست پس پشت اپنے دوست کے علاوہ غیر کو بھی برا نہین سن سکتے مزاجمین شوخی وظرافت بھی ہے افسوس کہ شفیق نے اپنا ظریف کلام نہین رکھا ورنہ وہ بھی ایک مجموعہ دلچسپ ہوتا باشندگان لکھنؤ مین ہر طبقہ متین انکو اک طرحکی ہر دل عزیزی حاصل ہے جواہر کی تجارت کرتے ہین اچھا شعر پرکھنے مین بھی وہی ملکہ ہے جیسا کہ جواہر پرکھنے مین نگاہ ہے منصف مزاجی کی یہ حالت ہے کہ چاہے مبتدی کا شعر ہو مگر اچھا ہو تو یہ نہایت جوش وخروش سے داد دیتے ہین (عطیۂ الٰہی) کے ہر ورق بھی مینے پڑھ کے مصنف سے صحیح کیئے علاوہ اون ردیفونکے جنمینے دواوین کی باہم ترتیب کو تعلق ہے کوئی غزل میری نظر سے ایسی نہین گذری کہ جسمین تین چار شعر بہت اچھے نہ پائے ہون- تمام دیوان مین حضرت آتش کے رنگ کی جھلک نمایان طور پر نظر آتی ہے-

؎ قبول خاطر ولطف سخن خدا داد است

آبر لکھنوی



غزل نعتیہ

بوقت نظم کافی ہی سہارا مجھکو یزدان کا / نمونہ اُسکی قدرت کا ہی مطلع میرے دیوان کا

مقابل ہو تو پھیکا رنگ ہو لعل بدخشان کا / نگین مہر سلیمان کا ہی مطلع میرے دیوان کا

بکے تھے مصر کی بازار مین تونے نبوت دی / عنایت سے تری یہ مرتبہ ہی ماہ کنعان کا

ترا الطاف تھا ہون عبد اور معبود مین باتین / اسی سے اوج پر ہی مرتبہ موسی عمران کا

دہ کیا مردے جلا سکتے تھے تیرا حکم تھا خالق / ترے دم سے تہا یہ بھی معجزہ عیسی دوران کا

تجھی نے شیر سے اُنکو بچایا اپنی رحمت سے / وگرنہ کون تھا تیرے سوا صحرا مین سلمان کا

بنایا تونے آدم کو ملائک نے کیا سجدہ / یہ تیری مصلحت تھی ورنہ یہ رتبہ ہو انسان کا

خلیل اللہ نے کعبہ بنایا ہاتھ سے اپنے / یہی معمار قدرت چاہیے تھا تیری ایوان کا

تجھی نے نوح کا بیڑا بچایا غرق عالم تھا / تجھی نے اُسکو روکا اور توہی بانی تھا طوفان کا

بوقت قتل اسمعیل دنبہ بھیجا جنت سے / زمانہ مین ہوا چرچا تجھی سے عید قربان کا

تجھی نے لفظ کن سے دو جہان پیدا کیے یارب / تجھی سے زور چل سکتا نہین عالم کے سلطان کا

عجب محبوب ختم الانبیا پیدا کیے تونے / رسول پاک کو مالک بنایا دین و ایمان کا

اُسیکو مالک کوثر بنایا واہ ری قدرت / اُسیکی ملک ہی ادنی سی پورا باغ رضوان کا

اُسی سے معجزہ شق القمر کا ہو گیا پیدا / اُسی دمسے تو سینہ شق ہوا ہی ماہِ تابان کا

رسول پاک کے سب مرتبہ نسی ہی توہی واقف / ترے راز و نیاز عشق مین کیا دخل انسان کا

مری عزت بچانا نظم کے میدان مین ای یارب / توہی رتبہ بڑھائیگا شفیق اس غزل خوان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

دیوان ہوا مرتب دیکھے گا اک زمانا
ان پڑھ ہوں میں الہی عزت مری بچانا

اک لفظ کن سے تیرا ہر چیز کا بنانا
جیسا کہ تو ہے خالق ویسا ہے کارخانا

یکتا ہے تو بھی خالق تیرا نبی یگانا
دنیا میں جس سے پایا اسلام نے ٹھکانا

سب منکروں کے ہاتھوں وہ ظلم کا اوٹھانا
یہ اوسکا قاعدہ تھا اخلاق کا بتانا

تیرا پیام لیکر ہر سمت اوسکو جانا
تو دوست تھا الہی دشمن تھا اک زمانا

ایسے نبی کا یارب ایسا وصی بنانا
جسکو امام اوّل کہنے لگا زمانا

سچ ہے یہ نبی کے تھا فعل عاشقانا
دیدے گئے اپنی جانیں اسلام کو بچانا

ان سب نے منکروں کا استہزا کر دیا ہے
کفار کو تھا مشکل جا نو نکا بھی سمجھانا

ان کو ہی تو نے دی تھی ایسی صفت الہی
ہر دم جہاد کر کے کفار کو دبانا

ایمان کے چمن میں یہ معجزہ ہے ظاہر
نام نبی کو سنکر کلیوں کا پھول جانا

ایمان کے جو ہیں بلبل وہ کر رہے ہیں کوشش
اپنا بنا رہے ہیں جنت میں آشیانا

ان کی زبان کی قوت زائد ہو یا الہی
اسلام کا ہے ڈنکا بلبل کا چہچہانا

انسان ہون یا کہ طائر آباد اونکو رکھنا
پڑھتے ہین ہر چمن مین جو تیرا ہی فسانا
اس طرح سے نبی نے بویا ہی تخم ایمان
سنتے ہی نام خالق بیلونکا پھیل جانا
شاخین جہان مین اسکی ہر سمت کو گئی ہین
کس کو جہان نہین آیا ایسا چمن لگانا
جتنے شجر ہین اسکے سر سبز ہو رہے ہین
کیا لطف ہے زمین پر سبزے کا لہلہانا
جو پنجتن کو تو نے یارب دئے ہین رتبے
تو نے اونھین بنایا تو نے ہی اونکو جانا
کھیتی انھین کے دم سے اسلام کی ہری ہے
سینچا ہے اپنے خون سے ہر طرح دانا دانا
قوت علیؑ کی یہ ہے عالم مین آشکارا
وہ دست چپ سے اپنے خیبر کا در اوٹھانا
کچھ مصلحت تھی اسمین بولے نبیؐ علیؑ سے
کاندھے پہ میرے چڑھکر کعبے کے بت گرانا
بارہ امام بھی ہین ایسے امین یارب
تو نے عطا کیا ہے اسلام کا خزانا
دنیا مین ایسی قوت کس کو ہوئی ہے حاصل
سب سے بلند پایا ان کا ہی آستانا
اتنا خیال رکھنا مخدومۂ دو عالم
ہم ایسے عاصیون کو دوزخ سے تم بچانا
اوسکی خدائی بھر کا ہے اختیار تم کو
ہوگا تمھارا قبضہ جنت پہ مالکانا
پھر سب زیارتون سے روشن ہون سبکی آنکھین
میرا مع عزیزان کے ہو مدینہ جانا
بی بی اسی طرح سے حج سے بھی ہون مشرف
کونین کی خوزادی ہے عرض خادمانا
یارب ترے کرم کا کیا شکریہ ادا ہو
تو نے عطا کیا ہے کیا نظم کا خزانا
اچھا ہے یا برا ہے تیرا ہی ہے عطیہ
اسکو قبول کرنا ہے نظم جاہلانا
بے شبہ تو نے اپنی قدرت دکھائی سبکو
میری زبان سے نکلین الفاظ عالمانا
معبود میرا تجھپر احوال سب ہے ظاہر
تیرے سوا کسی کو مینے کریم جانا
تیرے سوا نہین ہے میرا کوئی سہارا
دم بھر مین تو ہی دینا اتنا مجھے خزانا
جس سے کہ میری نکلین یارب ضرورتین سب
حاجت روا ہے عالم عزت مری بچانا
روشن ہے تیرے در پر دی دست و پا ہون پاتا
کیا بات تیرے آگے قوت مری بڑھانا

کس سے کہون الہی سنتا ہے کون میری ‌ ‌ جو میرے کام آئے ایسا نہین زمانا
تیرے ہی در پہ یارب پھیلا ہی ہاتھ میرا ‌ ‌ میرا بشکل سائل ہی تیرے در پہ آنا
عزت تجھی نے دی ہی ہے تو ہی اسکا حافظ ‌ ‌ میرا بگڑ چکا ہے سارا ہی کارخانا
ہو غیب سے الہی سامان ایسا ظاہر ‌ ‌ کچھ ایسی ہو ترقی دیکھے جسے زمانا
سب التجائین میری مقبول ہون الٰہی ‌ ‌ دیکھو یقین اپنے سر پر رحمت کا تیری آنا
یارب قبول کرنا صدقہ مین پنجتن کے ‌ ‌ لا علم ہون الٰہی ہے مختصر فسانا

ان پڑھ شفیق یارب آیا ہے تیرے در پر
یہ ہو اثر سخن مین اچھا کہے زمانا

غزل نعتیہ

دعا میکش نے دی ہی پیکے پیمانہ محمدؐ کا ‌ ‌ قیامت تک رہے آباد میخانہ محمدؐ کا
نبی سب گرد ہونگے آپ ہونگے بیچ مین بیٹھے ‌ ‌ جنان مین ہوگا جب دربار شاہانہ محمدؐ کا
سوا ذکر خدا کے اور کوئی بات کیا ہوتی ‌ ‌ ملائک سے بھرا رہتا تھا کاشانہ محمدؐ کا
پلائین گے سبھونکو جام بھر کر ساقی کوثر ‌ ‌ نبی سب دیکھنے آئین گے میخانہ محمدؐ کا
گناہونکے سبب جاے تو اوسکو کیا ضرر پہونچے ‌ ‌ نہین دوزخ مین جل سکتا ہی پروانہ محمدؐ کا
مے حب علیؑ پیکر بہار خلد دیکھے گا ‌ ‌ چلے گا جھوم کر ایک ایک مستانہ محمدؐ کا
عجب کیا ہے جو یہ عرش برین بھی جھک گیا ہوتا ‌ ‌ زمین وہ کیا ہے جسپر ہوگا کاشانہ محمدؐ کا
خدا کا نام ہی لب پر چلا جاتا ہی جنت مین ‌ ‌ کسی کی بھی نہین سنتا ہی دیوانہ محمدؐ کا

شفیق زار وہ جنت مین جائیگا نہ اشعار پر
سنا ہی گوش دل سے جسنے افسانہ محمدؐ کا

اک جوانی کا سبب اور پہ ارمان ہونا ‌ ‌ سخت مشکل ہی مری موت کا آسان ہونا
مین کہان نظم کہان جاہل مطلق ہون مین ‌ ‌ اوسکی قدرت ہی مرا صاحب دیوان ہونا

کار گر پند و نصیحت نہین ہوتی اوسکو
وقت زینت ہی مجھے اونپہ ہنسی آتی ہی
یاد آتی ہین مجھے اونکی وہ بھولی باتین
تونے مجنون کے کف پا مین کئے زخم بہت
تونے صیاد قفس پر جو رکھے پھول تو کیا
گر اسی طرح ہین غارت گر دنیا تری ظلم
ہر رگ دلمین مری روز خلش ہوتی ہی
ایک دن آئیگا اک سوے عدم جانیکا
دل یہ کہتا ہی مرا سلسلہ گیسو سے رہا
ساکن ملک عدم شعبدہ یہ سیکھی ہین
یہ مرے کاتب قدرت نے مقدر مین لکھا
قیس نے دشت نوردی مین بسر اپنی کی
روشنی قبر پہ کردے کوئی اتنا بھی نہین
اے جنون تیری ہی خصلت ہی مری گر گین
لاش بھی تیری گلی سے نہ نکلنے دیگا
دل بیتاب مرا سینہ سے باہر آیا
بولا جلاد کہ ہم باتو نہین کرتے ہین قتل
بیکسی کہتی ہی ویرانہ رہے اوس جاپہ
مجھکو عسرت مین حیا آتی ہی یارب اسکی

جسکی تقدیر مین لکھا ہو پریشان ہونا
آئینہ دیکھنا اور آپ ہی حیران ہونا
خود مجھی کو سنا اور خود ہی پشیمان ہونا
میرا پابوس بھی اے خار مغیلان ہونا
موت بلبل کی ہی دوری گلستان ہونا
میری نظرونمین ہی عالم کا بیابان ہونا
اسمین ممکن ہی ترے تیر کا پیکان ہونا
رسم ہی خلق مین دو روز کا مہمان ہونا
مین نے سیکھا ہے پریشانسی پریشان ہونا
خواب مین آئین کہا یہ آنکھ تو پنہان ہونا
روز فرقت کا لعدینہ شب ہجران ہونا
میری تقدیر مین تھا ساکن زندان ہونا
قہر ہے دل کا چراغ تہ دامان ہونا
اب کبھی مجھسے نہ تو دست و گریبان ہونا
ہجر مین دم کا مرے صورت ارمان ہونا
اسکو ممکن ہی نہین راز کا پنہان ہونا
ہمکو منظور تھا ہی شمشیر کا عریان ہونا
جس سے ظاہر ہو کبھی گور غریبان ہونا
تیری موجودگی اور غیر کا احسان ہونا

میرے احباب یہ کہتے ہین کہ جاہل ہی شفیق
ہی بہت جائے عجب اسکا غزل خوان ہونا

وہ یہ کہتے ہین کہ ہر دم لب پہ ہے قابو اپنا
لڑتے ہی آنکھ اثر کرتا ہی جادو اپنا

یار گو پاس نہین دل تو نہین کچھ اتنا
درد کے صدقہ مین آباد ہے پہلو اپنا

پاس سے اوٹھکے وہ جانیکو ہین دل نالان ہے
کچھ سوا خانۂ ماتم سے ہے پہلو اپنا

ہم پئین یا نہ پئین غیر کو اک جام نہ دین
اپنی میخانہ پہ ہو جائے جو قابو اپنا

جگر امداد جو کرتا ہے تو دل کہتا ہے
تو تو ہر وقت مین ہی قوت بازو اپنا

آتش ہجر وہ بھڑکی ہے جگر جلتا ہے
دل ناشاد بچائے رہے پہلو اپنا

جسطرح چاہئے زینت کو ترقی دیجے
آئینہ اپنا ہے رات اپنی ہی گیسو اپنا

قتل لاکھون کو کیا ہی نہ تنہا قاتل
اپنے ہی ہاتھ سے تو تھام لے بازو اپنا

دلکی بے چینی سے جب مین ہوا بالکل عاجز
اپنے ہی ہاتھ سے زخمی کیا پہلو اپنا

یہ شفیق جگر افگار ہوا ہجر مین کیا
ابتو روکے سے بھی رکتا نہین آنسو اپنا

آئینہ مین عکس جب اوسکا مقابل ہو گیا
پھر تو وہ قاتل مرے قاتل کا قاتل ہو گیا

تیر مارا تھا جگر پر دل بھی گھایل ہو گیا
قاتل اک بسمل کے ساتھ اک اور بسمل ہو گیا

مین جنون مین کھتا ہون اوسکا مرقع دیکھکر
اب تو تو نام خدا با تو نکے قابل ہو گیا

سر جو کٹ کر گیا اوس بزم مین حاصل فروغ
نام روشن خلق مین اے شمع محفل ہو گیا

وہ بھی دل تھامے ہوئے آتے ہین گھبرائے ہوئے
اب اثر پورا ترا اے نالۂ دل ہو گیا

اوٹھ گئی وہ شمع میرے دلکی صورت جل گئی
غش ہوا مین اور بھی کچھ رنگ محفل ہو گیا

پھر تجھے ہم نذر دینگے اے خدنگ ناز یار
اور دل ممکن جو کوئی تیرے قابل ہو گیا

شمع نے آنسو بہائے جان پروانون نے دی
اونکے جاتے ہی دگرگون رنگ محفل ہو گیا

مفت وحشت کی سبب بدنام ہوتا ہی جنون
باعث صحرا نوردی یا اون کا تل ہو گیا

اے جنون زلف مسلسل کی محبت مین ہون قید
ساتھ میرے دل بھی پابند سلاسل ہو گیا

چودھوین شب مجھکو نیند آتی نہین الفت مین ماہ کامل آج اوس رخکی مقابل ہوگیا
اوسنے منہ دیکھا شکستہ کرکے شکل آئینہ جلوہ گہ لاکھون حسینونکا مرا دل ہوگیا
جمع تھے ارمان تیر ناز کے خالی تھی جا دلمین آبیٹھا تو وہ نارنگ محفل ہوگیا
چاک دامن تو کیا یوسف کا جوش شوق مین رنج سے ٹکڑے زلیخا کا مگر دل ہوگیا
مرنے بیٹھے ہمین نہین اب اوسکی آنیکی امید کام جو آسان تھا مجھکو وہ بھی مشکل ہوگیا
کیا تکبر بھی بری شے ہے خدا کی شان دیکھ آئینہ مین توہی خود اپنا مقابل ہوگیا
اقربا کفنا کے مجھکو تا لحد پہونچا گئے ساتھ میرا اونکا بس دو تین منزل ہوگیا
عید غیرونسے ملے وہ اسکو یہ صدمہ ہوا میرے سینے سے لپٹ کر غش مرا دل ہوگیا
ہر گھڑی ہر لحظہ کی مشق تصور اسقدر یار کا نقشہ ہماری آنکھ کا تل ہوگیا
درسے محفل مین بلایا اوسنے مین یہ خوش ہوا دو قدم کا راستہ بھی ایک منزل ہوگیا
مینے جب چاہا کہ بحر غمسے مین ہو جاؤن پار دور مجھسے منزلون دامان ساحل ہوگیا
دیکھکر روتے ہوئے مجھکو تمھین ہنسنا نہ تھا برق کے گرنے سے بیتاب ابر بھی دل ہوگیا
عشق عارض مٹ گیا ہوتے ہی عشق زلف یار شام سے ٹھنڈا چراغ خانہ دل ہوگیا

اے شفیق زار بعد مرگ بس اتنا تو ہو
سب کہین احباب اک ایسا بھی جاہل ہوگیا

کہہ لاکھ مگر کوچے سے بستر نہ اوٹھیگا یہ تیرا ستم ہمسے ستمگر نہ اوٹھیگا
سینے پہ مرے بیٹھکے خودسر نہ اوٹھیگا بے قتل کئے مجھکو ستمگر نہ اوٹھیگا
دل در سے ترے اے مرے دلبر نہ اوٹھیگا ہے ضعف بہت مجھسے یہ پتھر نہ اوٹھیگا
لازم ہے کہ تم ناوک مژگان سے کرو قتل ابرو کا اشارہ ہے کہ خنجر نہ اوٹھیگا
جو عشق کے رستہ مین جہان بیٹھ گیا ہے تا حشر کبھی وہ ترا لاغر نہ اوٹھیگا
ہر آبلۂ دل مین مرے راز بھرے ہین ہرگز مرے پہلو سے یہ لشکر نہ اوٹھیگا

جلا دنے بسمل کو کیا قتل یہ کہکر
اب تو کبھی ہنگامۂ محشر نہ اوٹھیگا

میخوار تری بزم مین مدہوش ہین ساقی
اب حال یہ پہونچا ہے کہ ساغر نہ اوٹھیگا

یہ مجھسے گران جان کا احوال فرشتون
تمسے بھی مرے قتل کا محضر نہ اوٹھیگا

سویا ہی ابھی تھک کے غم و رنج و محن سے
تا حشر کبھی میرا مقدر نہ اوٹھیگا

یہ اونکی حیا کہتی ہی تم بیٹھے ہو جب تک
محجوب ہین زانو سے کبھی سر نہ اوٹھیگا

اسطرح جلائیگی اوسے آتش الفت
پروانہ کا محفل سے کبھی پر نہ اوٹھیگا

کم سن ہو ڈرے جاتے ہو کیا قتل کروگے
جھجکی جو کہین آنکھ تو خنجر نہ اوٹھیگا

ساقی کا اولش ہو تو مین ٹھہرا تاہون ڈرسے
مجھسے یہ چھلکتا ہوا ساغر نہ اوٹھیگا

اے چارہ گرو آبلہ دلکو نہ چھیڑو
مرجاؤنگا مین صدمۂ نشتر نہ اوٹھیگا

یہ قاعدہ ہی صانع قدرت نے بنایا
اک پاؤنکے اک پاؤن برابر نہ اوٹھیگا

تیر نگہ ناز سے ہو جاؤنگا زخمی
گر درد مرے دلمین سمجھکر نہ اوٹھیگا

رکھ اشک ذرا اے صدف چشم امانت
دامن پہ گریگا تو یہ گوہر نہ اوٹھیگا

تم ظلم کرو منہ سے کبھی اف نہ کرینگے
ہم جان ابھی دیدینگے ستم گر نہ اوٹھیگا

اس ضعف مین قاصد کو بتادونگا مین کیونکر
گر ہاتھ مرا اونکے سوے در نہ اوٹھیگا

یہ سوچکے ہم کوچہ مین بیٹھے ہین تمھارے
آجاے قیامت بھی تو بستر نہ اوٹھیگا

دربان نے یہ کہکے مرے ہاتھ سے چھینا
فرماتے ہین وہ اب ترا بستر نہ اوٹھیگا

تم چھپ کے کہین جاؤ مگر چھپ نہین سکتی
رفتار سے کیا فتنۂ محشر نہ اوٹھیگا

ملتا ہی تری ایسی شفیق جگر افگار
کیا شور ترے مرنے کا گھر گھر نہ اوٹھیگا

راز عشق افشا کیا مجنون نے کیا اچھا کیا
خود ہوا بدنام اور لیلی کو بھی رسوا کیا

دوست صادق ہی وہی جو کام آئے دوستکی
ہجر کی شب ساتھ میرے دل مرا تڑپا کیا

چاک سینہ کر کے کی سیر دو عالم یار نے
زخم دل دیکھے کبھی داغ جگر دیکھا کیا

بعد مردن چاک سینے کو کیا جلاد نے
پھر کے آہ سرد میرا دل جگر دیکھا کیا

دل نشانہ کر کے ظالم نے ادھر پھیری نظر
کیسا مایوسی سے مین اپنا جگر دیکھا کیا

حشر کے دن اپنے کشتو سے کہا جلاد نے
پھر سراہے گا جو میرا کوئی بھی شکوا کیا

آئینہ مین دیکھ کے خود محو نظارہ رہا
اپنی ہی صورت کو آئینہ مین وہ دیکھا کیا

زندگی بھر ہجر کی راتو نہین نیند آتی نہ تھی
مر کے پھر مین تا قیامت چین سے سویا کیا

زخم دل زخم جگر کی تازگی بڑھتی گیی
بھر کے آہ سرد یہ شاداب گلدستا کیا

ہمسے وحشی دشت مین خار دنیہ یون چلتے رہے
ہر قدم پر پاؤں کا اک آبلہ پھوٹا کیا

اب دل بیتاب کہنے مین نہین ہے دوستو
مین خجل ہونگا جو اوسنے یار کا شکوا کیا

اسمین شرکت عشق کے اعجاز کی مطلق نہین
درد کو ہمنے دل مضطر مین خود پیدا کیا

کر کے مایل گیسوے شبرنگ پر مارا مجھے
یہ دل بیتاب میرے ساتھ تونے کیا کیا

دفن کرنا تھا نہ میرے ساتھ قلب سوختہ
تا قیامت قبر سے میری دھوان اٹھا کیا

مجھکو مارا اے اجل ظالم نے پھر کر آہ سرد
پھونک کر اوسنے چراغ زیست کو ٹھنڈا کیا

اب تری دیوانگی حد سے سوا بڑھنے لگی
رخ شفیق زار تونے جانب صحرا کیا

اوسکے کوچہ سے تو مین بی سر و سامان نکلا
حشر کر دونگا اگر قبر سے عریان نکلا

منتظر ہم غیر ہوئے لاش ترے در سے اوٹھی
حیف گھر سے نہ مگر تو بی سامان نکلا

آکے اغیار نے کی دفن و کفن کی تدبیر
دار دنیا سے یہ مین بی سر و سامان نکلا

معہ لو دیکھتی ہی ہاتھ بڑھاے سب نے
شکر ہے یہ تری وحشی کا گریبان نکلا

میری آنکھونکے تلاطم نے ڈبویا مجھکو
جوش گریہ ہی مرا باعث طوفان نکلا

جان و دلکو بھی سمجھتا ہون کہ ہے مال اوسکا
مجھسا دنیا مین کہان بی سر و سامان نکلا

آتش عشق سے اب کون بچائے مجھکو
دل بھی نکلا تو چراغ تہ داماں نکلا

لاشین پر ڈالنے کی چھکوائین مری لاش کے ساتھ
صبح کو صحبت جاناں سے یہ ساماں نکلا

جذب دل دیکھ تو عاشق کا ذرا او ظالم
ٹکڑے ہو ہو کے ترے تیر کا پیکاں نکلا

عشق گیسو میں عجب رات کٹی ہے میری
نالۂ دل سے کوئی نکلا تو پریشاں نکلا

وصل کا ذکر نہیں قصۂ غم سے حاصل
کیوں سنیں ہم کہ کسی اور کا ارماں نکلا

میرے احباب یہ کہتے ہیں کہ شاعر ہے شفیق
ہے تو جاہل یہ مگر خوب غزلخواں نکلا

یقین ہے دوست کو دشمن کو یکساں ہو الم میرا
سبب سے اونکے جانا ہوگا یوں سوئے عدم میرا
مری میت کو وہ کاندھا دیے جاتے ہیں مجمع میں
کبھی پھر عیادت آکے مجھکو دیکھ تو ظالم
نئی رفتار دکھلائی یہ کہکر مٹنے والوں نے
اوسی کی دوستی پر ناز ہے جو میرا دشمن ہے
یہ اوسکی زلف پیچین میں کہا کرتی تھی شانہ سے
تری سب کوششیں اے چارہ گر بیکار جائینگی
قیامت خیز ہونگے میرے نالے اوسکی تو چھین
میں اپنی تیرہ بختی کا اگر احوال لکھتا ہوں
نہ گھبرا گر کبھو خالق کرے مشکل تری آساں
کہا ظالم نے یہ ناواقفان عشق سے ہنسکر
ہمارے خواب میں آکر تغافل کیش چھپتا ہے
گریباں ڈر گیا دست جنوں کا نام ہی سنکر

جوانی میں جو موت آجائے ہو وہ تو نکر غم میرا
اوٹھائیں گے جنازہ دوست سب دو قدم میرا
مرینگے غیر بھی اب دیکھکر حباب وہ چشم میرا
نہ بھولیگا قیامت تک تجھے درد الم میرا
نہ پاؤگے قیامت تک کبھی نقش قدم میرا
کریگا قتل جو مجھکو اوسیکو ہوگا غم میرا
بڑھینگی جسقدر اوتنا زیادہ ہوگا غم میرا
مجھے مردہ سمجھ لینا مرض جب ہوگا کم میرا
ذرا جنبش دو کروٹ یار میں ایکی وقت ہر دم میرا
سیہ اشکو لکھے رویا کرتا ہے اگر قلم میرا
غنیمت جان لو اے دوستو آتا ہی دم میرا
اوسی پر لطف بھی ہوگا اوٹھائے جو ستم میرا
سمجھنا اتفاقی یہ بھی اک لطف و کرم میرا
گلے لپٹا ہے وہ ایسا گھٹا جاتا ہے دم میرا

دکھاتا ہے الٰہی حال اپنا اہل محشر کو
قیامت مین اوٹھون مین جب مجھے ملجائے غم میرا

مین ایسا تابع فرمان اوسکا حکم آتے ہی
کفن پہنا ارادہ ہو گیا سوئے عدم میرا

کرو حامد علیخان کا شفیق زار شکریہ
وہ محسن ہین کیا ہے حال پرچہ مین رقم میرا

نرگس نے مری چشم گہربار کو دیکھا
کس یاس سے ہم بیمار نے بیمار کو دیکھا

گھبرائے جو سینے سے مرے تیر کھنچ آیا
پیکان پہ نظر کی کبھی سوفار کو دیکھا

یہ میرے مسیحا تری تشخیص ہے کیسی
آزار بڑھا اور جو بیمار کو دیکھا

برہم ہی رہا ہمسے مزاج اوسکا ہمیشہ
سیدھا نہ کبھی ابروئے خمدار کو دیکھا

اوسوقت مسیحا تری کیا بات رہیگی
گر موت نے آکر ترے بیمار کو دیکھا

وہ دشت نوردی مین اذیّت ہین کھنچی
تھرائے مرے پاؤن جہان خار کو دیکھا

کچھ ہجر کا شکوہ جو کیا بزم مین بیٹھے
ظالم نے کئی مرتبہ تلوار کو دیکھا

تم اوٹھ گئے پہلو سے برا وقت سمجھکر
دم توڑتے ہمنے دل بیمار کو دیکھا

دل تھام کے ظالم ہوا انگشت بدندان
جب اوسنے شفیق جگر افگار کو دیکھا

توڑ کر سینہ مرا ناوک قاتل نکلا
حضرت عشق مدد ہو کہ مرا دل نکلا

دوستی کی ہو بھلا کس سے زمانہ مین امید
دشمن جان مرے پہلو مین مرا دل نکلا

جسکے باعث سے ہوئی دشت نوردی پہلے
پھر مرے پاؤن مین افسوس وہی تل نکلا

تھا اسی شکل پہ یکتائی کا دعوی تجھکو
آئینہ مین یہ ترا کون مقابل نکلا

ہجر مین آنکھون سے یہ قطرۂ خون ٹپکا ہے
جسکو خستگی سے دبایا وہ مرا دل نکلا

حسن یوسف کو تو سنکے بہت بگڑے تھے
چاند پر خاک نہ ڈالی جو مقابل نکلا

عاشق حیدر کرار ہوا اس سے شفیق
کوئی دنیا مین نہ حیدر کا مقابل نکلا

راز تیرا ہی تو ہی دیکھنے والا ہوتا
تیر تو نے ہی مرے دل سے نکالا ہوتا

عالم الغیب نے کچھ صبر دیا ہے دلکو
یہ نہ ہوتا تو زمانہ تہ و بالا ہوتا

ہے یقین راہ عدم کو میں ڈبو ہی دیتا
کوئی رستا جو مری پاؤں کا چھالا ہوتا

دیکھتے طالب دیدار کی اپنی صورت
تمنے غرفہ سی ذرا منہ تو نکالا ہوتا

آج سوم کو مری قبر پہ ہنسکر بولے
آپنے موت کو دو روز تو ٹالا ہوتا

خواب میں آکے گئے اتنا مناسب تھا نہیں
دیکے تسکین مرے دلکو سنبھالا ہوتا

بزم نوروز میں گر اتنا حسین کرتے شفیق
رنگ کے بدلے مرا خون بھی اچھالا ہوتا

قیس سی مجھسے ہی دنیا بھر سی یارانہ جدا
اب کہاں ہوتا ہی دیوانہ سی دیوانہ جدا

بزم میں کہتا ہی ساقی مجھسی تو خاموش رہ
رکھدیا ہے نام کا تیری بھی پیمانہ جدا

اپنی جا پر ہی مجھے صحرا نوردی کا مزا
ساری عالم سی مری دلکا ہی ویرانہ جدا

شوق میں میخوار سب مرمر کے پہونچیں گے وہاں
میرے ساقی کا ہی اس عالم سی میخانہ جدا

غور جب کرتا ہون ہر سو تو ہی آتا ہے نظر
تیرے رہنے کا بنا ہی آئینہ خانہ جدا

پھر نہ جلتا اور مرتا ہجر کی تکلیف سے
قہر ہے جب شمع سے ہو جای پروانہ جدا

روک کر قاصد کو اپنی دلمیں کچھ کہکر چلا
کام اپنا اور ہی اور کار بیگانہ جدا

حشر کے دن عدل اونکا دیکھکر میں خوش ہوا
ایک جا سب ہیں نہیں اپنی سی بیگانہ جدا

کوئی عالم بھر میں اوسکا دیکھنے والا نہیں
ہی مرے پردہ نشین کا سب سی کاشانہ جدا

اپنے میں ہاتھوں سی اپنی دل جگر ٹکڑی کرون
تا کہ اک عالم سی ہو میرا بھی افسانہ جدا

پیتے ہی گردن جھکا کر داخل جنت ہوا
تیرے بادہ کش کا ہی انداز مستانہ جدا

بھائی کے مرتے ہی یہ آفت ہوئی پھر شفیق
گھر بھی چھوٹا اور بڑے کی ٹھوکرین کھانا جدا

اوسے دیکھا تو بھولے دلمین کیا تھا
کرشمہ یہ رخ قاتل مین کیا تھا

اثر سے جسکے دل بھر آرہا ہے
وہی جانے کہ اوس مشکل مین کیا تھا

بوقت امتحان گر دیکھتا وہ
سوائے درد میرے دل مین کیا تھا

سکون ہوتے ہی دنیا سے سدھارا
تڑپنے کے سوا بسمل مین کیا تھا

طلب کرتے ہی دل سینہ سے نکلا
خدا جانے کف سائل مین کیا تھا

کہا یہ قیس سے مین کیا بتاؤن
نہ پوچھو عشق کی منزل مین کیا تھا

نظر پڑتے ہی غش کھا کر گرا وہ
نہ سمجھا قیس کچھ محمل مین کیا تھا

رہا سینے پہ میرے ہاتھ مر کر
کوئی سمجھے نہ اوسکے دل مین کیا تھا

لحد پر آکے میری پوچھتے ہین
شفیق افسوس تیرے دلمین کیا تھا

دل جلا پہلو جلا سارا کلیجا جل گیا
آہ کی اللہ ری گرمی کہ کیا کیا جل گیا

چارہ گر اب کوئی بھی امید صحت کی نہین
اُف جگر کی ہر زخم دلکا میری چھالا جل گیا

دھوئے جب دست حنائی اوسنے سرخی بھی
مجھکو یہ دھوکا ہوا اکھوڑا سا دریا جل گیا

آہ سوزان کو کیا ہے ضبط بیٹھے عمر بھر
چارہ گر بھی دیکھ لین سینے مین کیا کیا جل گیا

یا الہی اب کہان دیوانگان عشق جائین
وحشیونکی آہ سے دامان صحرا جل گیا

شمع رونے کی جو بیٹھے گرم جوشی بزم مین
رشک سے پروانہ بھی آفت کا مارا جل گیا

کونسی آتش مرے سینے مین پنہان ہوگئی
جسکی حدت سے مرے زخمونکا بخیا جل گیا

آبلوئین پاؤنکے گرمی ہے میرے اسقدر
زیر پا صحرا مین جو آیا وہ کانٹا جل گیا

اب دل سوزانکی گرمی حد سے زاید بڑھ گئی
دیکھنے مین نبض کے دست مسیحا جل گیا

راز جو مخفی ہین آہمین اب وہ چھپنے کے نہین
آتش فرقت سے میرے دلکا پردا جل گیا

نالہ کرتے آج ہی کے دن سٹو تم بھی شفیق
دھوپ مین اوس یار کا نقش کف پا جل گیا

اغیار کی کچھ آنکھ میں کچھ دل میں رہ گیا
سیر اغبار اوٹھتی ہی مشکل میں رہ گیا

نکلی نہیں امید کوئی موت آگئی
ارمان میرے دلکا مرے دل میں رہ گیا

سب عمر گذری طے نہ ہوئی اس سے راہ عشق
مجنون غریب ایک ہی منزل میں رہ گیا

یہ بھی ہی کوئی قید ذرا غور تو کرو
دیوانہ مر کے قید سلاسل میں رہ گیا

آئے خدنگ ناز تو جب گر اتمام ہو
تھوڑا سا خون اور مرے دل میں رہ گیا

قاتل یہ بولا سینکے نہ جائیگا حشر تک
اگر زخم کا نشان ہی گھایل میں رہ گیا

دریائے غم سے پار ہوئے ڈوبکر خوش نصیب
میں کیون جھجکے دامن ساحل میں رہ گیا

دست طلب بڑھا تو مگر بات بھی گئی
مرنیکے بعد کیا کف سائل میں رہ گیا

لیلی نے جو اشعار میں مجنوں سے کہا
وہ راز تا بہ حشر رہیں دل میں رہ گیا

محشر میں رنگ لائیگا پرسش خدا حشر در
جو خون میرا نوک قاتل میں رہ گیا

مرنے کا میرے بزم میں اتنا اثر ہوا
افسوس بیٹھے وہ تری محفل میں رہ گیا

جب چونکتا ہی غشش سے تو لیتا ہی تیرا نام
اتنا ہی ہوش اب ترے غافل میں رہ گیا

اب چارہ گر یہ درد محبت نہ جائیگا
آرام جو ملا تو مرے دل میں رہ گیا

جسکو مقابل اس سے ہوا دن کو چھپ گیا
یہ نقص حشر تک مہِ کامل میں رہ گیا

رہنے دو اسکو یہ بھی تعلق خوب ہی شفیق
پیکان تیر یار مرے دل میں رہ گیا

جنون کچھ کم نہ ہو جائے خدا حافظ ترے دلکا
کلیجا تھام لے اوٹھیں اوٹھا پردا محمل کا

نہ بگڑے چارہ گر ارمان نکلا تیر قاتل کا
لہو جتنا بہا وہ سب تصدق ہی مرے دلکا

یہ سمجھا ہے نشانہ ہونگا میں بھی تیر قاتل کا
بڑھا جاتا ہی آگے حوصلہ دیکھو مرے دل کا

سمجھ لیں سب کہ تازہ حشر آئیگا دم محشر
قیامت آئی مجھسے نام پوچھا میرے قاتل کا

کبھی مہندی لگا کے ہاتھ سینہ پر مرے رکھیں
تڑپنا بھی ذرا دیکھیں تحمل بھی مرے دل کا

اوٹھا جو درد اوسکی بزم میں اب تو نہ ٹھہرنا — الہی ضبط کرنا بھی بہت ہے کام مشکل کا
لگا تھا زخم کیسا اوسپہ کیا معلوم کیا گذری — مکان گھبرا کے سب سے پوچھتا ہے اپنے گھائل کا
سیہ دھبا ہے کامل کی دلمیں اس سبب سے ہے — کہ اوسمیں عکس پڑتا ہے ترے رخسار کی تل کا
نکل کے گھر سے ناواقف الہی کسطرف جائے — کہ جسنے راستہ دیکھا نہو الفت کی منزل کا
تڑپنے دو فلک پر برق کو دل مجھسے کہتا ہے — کبھی تو سامنا ہو جائیگا بسمل سے بسمل کا
رہے دریائے غم میں ہم بہت ہو کر اسی دیکھے — پتہ پایا نہ لیکن آج تک دامان ساحل کا
ہمارے قتل میں نکلے ہیں سب جو صلہ کیا کیا — فلک پر برق بھی چمکی جو اوٹھا ہاتھ قاتل کا
طلب کرتے ہی دل ہمنے دیا بیہوش تھا لیکن — عجب انداز سے اوسدم اوٹھا تھا ہاتھ قاتل کا
اوٹھا کر سونگھ لے بوئے محبت جسمیں آتی ہے — سمجھ لینا ارے ساقی وہ ساغر ہے مری گل کا
دیا لیکر دل نے پتہ اب تک نہیں پایا — چلا جاتا ہے کچھ بھی خوف ہے دوری منزل کا
یہ کہکر اوٹھ گئے وہ بزم سے کل او نجھی لینگے — ہمارے بعد جو کچھ حال ہو گا اہل محفل کا
کلیم اللہ سے کہدو ہزاروں رازہیں اپنے — ید بیضا جسے سمجھے ہو چھالا ہے مری دل کا

مرے اعضا ہوئے مجھسے جدا یہ قبر میں کہکر
شفیق اب سامنا کرنا ہے تجھکو ایک عادل کا

کبھی چاہتا ہے زخمی شمشیر ناز کا — ہو جلد خاتمہ کہیں عمر دراز کا
بیمار غم کے مرنے سے کیا اندازہ اس ہے — اب سب مزاج پوچھتے ہیں چارہ ساز کا
بیمار غم کی کوئی تو حالت خراب ہے — چہرہ اوتر گیا ہے ہر اک چارہ ساز کا
فرقت بھی گذری مر بھی گئے حشر ہو گیا — دلبر مگر نشان رہا سوز و گداز کا
جاتے ہیں کوہ طور پہ موسی اوٹھائی سر — کچھ بھی نہیں خیال نشیب و فراز کا
روز حساب وہ بھی ہیں ہم بھی جواں ہیں مگر — دفتر کھلیگا آج مرے اونکے راز کا
سمجھا جنکو جنکا عشق وہ مشہور ہو گئے — لیکن کھلا نہ حال تمہارے ہی راز کا

جس دلمین انکا عشق تھا اسکو مٹا دیا
دشمن ہی پسر رخ پر ہماری ہی راز کا

آئے ہین غیر ملنے کو دل مجھسے لگتا ہے
جملہ کوئی زبان سے نکلے نہ راز کا

مانی ہزار فکر کرے مین دکھا دونگا
نقشہ کھنچا ہوا ترے انداز ناز کا

یہ کہہ کے شمع جل گئی کل بزم عام مین
عالم مین نام رہ گیا سوز وگداز کا

آئنہ مین ابھی جسے دیکھا ہی غور سے
وہ ہے جواب آپکے انداز و ناز کا

لڑتے ہی آنکھ تیر نظر دل کے پار تھا
کچھ وقت ہی ملا نہ مجھے احتراز کا

نامہ دیا تھا مینے کبوتر کو خیر نے
یہ بھی شگون بد تھا لیا نام باز کا

عشاق جسکو کہتے ہین طول شب فراق
وہ بھی نمونہ ہے تری زلف دراز کا

مینے کہا نہ اوس نے کبھی اپنے دلکا حال
خود مجھسے دل اوبجھنے لگا چارہ ساز کا

آنکھو نسے گر کے اشک کا اوٹھنا محال ہے
یہ خاک مین ملے گا مسافر جہاز کا

کچھ بھی زبانسے کہہ نہ سکے رہ گئے خموش
موسیٰ سے حال پوچھا جو راز و نیاز کا

مین بھی ہون بزم غیر مین اوٹھے نگاہ ناز
اندازہ مین کرونگا ترے امتیاز کا

تھک کر شفیق بیٹھے ہو کیون راہ عشق مین
درپیش ہی سفر ابھی دور و دراز کا

یہ مجھسے عشق کہتا ہی کہ جان و دل لٹا دینا
سخی کا کام ہی سایل کی خواہش بر [illegible] دینا

کرو اقرار پہلے پھر نقاب رخ اٹھا دینا
جو غش آجائے مجھکو اپنے دامن کی ہوا دینا

یہ دل کہتا ہی وہ بہر عیادت آنیوالی ہین
جگر مین درد بھی اوٹھی تو اوسدم مسکرا دینا

سنا جب نام اوسکا اوتڑپا پڑ گئی قوت
قیامت ہی دل بیمار کو ایسی دوا دینا

رقیبونکو یہی ضد ہی یہی کد ہی یہی کوشش
چراغ گور میرا شام سے آکر بجھا دینا

عجب ہمت ہی عاشق کی یہ کہکر جان دی اوسنے
زمانہ سے الہی ہجر کی ایذا اوٹھا دینا

اطبا کچھ کہین چارہ گرونکا ہی یہی منصب
رہیگی سانس کچھ بیمار مین جب تک دوا دینا

تمہارے اشک طفلی میں تمہیں اتنا ستاتے ہیں
ملے وہ خاک میں تم جسکو نظروں سے گرا دینا

جب اپنے گھر سے میں نکلوں فلک صحرا اور دیکھو
کہیں سر پر زلزلہ آئے کہیں بجلی گرا دینا

شب وصلت یہ اونکی چھیڑ گھر جانیکی اچھی ہی
وہ تھوڑی رات سے انگڑائیاں لیکر جگا دینا

فلک پر عاشق و معشوق میں کیا کیا ہوئیں باتیں
کسی دن پر رہا موقوف پردہ کا اوٹھا دینا

لڑی تھی آنکھ جب پہلے پہل وہ یاد ہی مجھکو
اوسی انداز سے ظالم کسی دن مسکرا دینا

مسیحا سے مرے احباب سب رو رو کے کہتے ہیں
اودھر جانا اگر بیمار کو صورت دکھا دینا

مسیحا آئے جب یہ چارہ سازوں سے کہا ہنسکر
مبارک ہو تمہیں بیمار کو اپنے دوا دینا

زمین و آسمانکو اے دل مضطر نہ چین آئے
تڑپنا جب کبھی ان دونوں طبقوں کو ہلا دینا

مصیبت نے اثر یہ حیرت افزا کس سے سیکھا ہے
بڑے یہ جسکے اوپر رنگ چہرے کا اڑا دینا

تمہارے بعد بھی کچھ اور وحشی آنے والے ہیں
شفیق اپنی نہ آہ گرم سے صحرا جلا دینا

تمہاری بزم میں جب ساغر شراب آیا
عجیب لطف سے گردش میں آفتاب آیا

ازل کے دن سے مرا وقت ہی خراب آیا
ملا سبھوں سے مگر عمر بھر حجاب آیا

ادا و ناز تو بچپن سے اونکو آتے ہیں
کرشمہ ساتھ لئے اور بھی شباب آیا

ہم اپنی جان سے گذرے خوشی ہوئی اتنی
ہمارے بعد زمانہ میں انقلاب آیا

امیدوار نے صورت جو دیکھی قاصد کی
یہ کہکے مر گیا خط کا مرے جواب آیا

اب اونکے سامنے مجرم بلائے جاتے ہیں
خدا بچائے قیامت ہوئی عتاب آیا

ہماری ایک ہی حالت ہی فکر دنیا میں
نہ انقلاب گیا تھا نہ انقلاب آیا

جہاں میں گوشہ نشیں ہر فتن لوگ کرتے ہیں
ہمارے دلکو جو آیا تو اضطراب آیا

تمام اہل زمیں کی شکایتیں ہیں فضول
ازل کے روز سے گردش میں آفتاب آیا

یقین ہو صحبت ساقی نہیں نصیب یوں ہم بھی
ہمارے خواب میں کل کاسۂ شراب آیا

بہت خطوط گئے اور پیام بھی بھیجے
تمھین بتاؤ کسی بار انکا جواب آیا

عجیب زور سے مقتل مین آ گئے جانباز
ہم ہی کھڑے ہوئے جب وقت انتخاب آیا

جب آنکھ بند ہوے دوست ہوگئے دشمن
خدا بچائے زمانہ بہت خراب آیا

سبب سے آنکھونکے دلنے مصیبتین جھیلین
ہر اونکے ساتھ مین اچھو نبہ بھی عذاب آیا

شب فراق کی حالت شفیق اتنی ہے
نہ جاگتے ہی رہے ہم نہ ہمکو خواب آیا

کچھ غور کرکے تونے ای بخیہ گر بھی دیکھا
ٹانکے لگائے دلبر زخم جگر بھی دیکھا

اوٹھا ہے فرش راحت سے ایسا وہ بے تکلف
انگڑائی لیکے ظالم تونے ادھر بھی دیکھا

ایسا ہی حسن اوسکا رہتا ہے ایک عالم
جو وقت شام دیکھا وقت سحر بھی دیکھا

دل مجھسے کچھ ہے آگے مین دلسے پوچھتا ہون
کوچہ کا اوسکے رستہ اور راہبر بھی دیکھا

جلاد اپنے گھایل سے کہہ رہا ہے ہنسکر
آنکھونسے تونے اتنک تیر نظر بھی دیکھا

تو شب کو سو رہا تھا کیا درد دل اوٹھا تھا
وہ حال تونے میرا اے چارہ گر بھی دیکھا

گر حشر مین ملین گے پوچھونگا منعمون سے
مرنیکے بعد تمنے وہ مال و زر بھی دیکھا

اے عشق تونے مجھکو اوسنے ملا یا لاکر
اتنا تو فائدہ ہے جانکا ضرر بھی دیکھا

نیچی نظر نے تیری دل پیس پیس ڈالے
آنکھین اوٹھاکے تونے او فتنہ گر بھی دیکھا

مرنیکے بعد میری تربت مٹائی آکر
دنیا مین تمنے ایسا بیدادگر بھی دیکھا

حالت شفیق تیری کچھ چارہ گر نہ سمجھے
مرنیکے بعد آخر دل اور جگر بھی دیکھا

تذکرہ میری جوانی کا دہان کام آیا
اوسنے انگڑائی لی جسوقت مرا نام آیا

قتل نامہ جو حضرت سے اوٹھایا اوسنے
مسکرانے لگا جسوقت مرا نام آیا

دلکو پامال کیا اوسکی حقیقت کیا تھی
آپکے نام کا تھا آپ ہی کے کام آیا

عشق بازی مین مری دوستو اتنی تھی حیات
دل لگا نا تھا کہ بس موت کا پیغام آیا

جان جب دی ہی تو یہ مرتبہ الفت مین ملا
یار کے نام کے ہمراہ مرا نام آیا

بزم ساقی کی مجھے روز خبر ملتی ہے
دل مرا کہتا ہے گردش مین وہان جام آیا

بچپنا گذرا شباب آگیا تیور بدلے
اتنی مدت مین مرے قتل کا ہنگام آیا

جب مجھے خط مین لکھا عاشق جانباز لکھا
حفظ کرتے رہی ابتک نہ مرا نام آیا

اونکو معلوم ہوا جب سے یہ عاشق ہے مرا
پھر نہ اوس دن سی کوئی نامہ و پیغام آیا

آیا میت پہ لحد مین بھی اوتارا مجھکو
جس سی امید نہ تھی کچھ وہ مرے کام آیا

دیکھنے والونکی اب جان کا بچنا ہی محال
پوری زینت کیئے وہ شوخ سر بام آیا

اوسکو پھر اپنی ہی سینے سے لگایا مینے
اوسکے کوچہ سی جو میرا دل ناکام آیا

دن تو فرقت کا کٹا رات کٹیگی کیونکر
دل دھڑکتا ہی کہ اب شام کا ہنگام آیا

بعد مرنیکے مجھے آپ سے خفت یہ ہے
جان تو موت نے لی آپ پہ الزام آیا

جب سنا اونکا شباب آیا تو کھتا ہی شفیق
منتین مانی ہین جب قتل کا ہنگام آیا

درد دل کا دخل جب سینے مین بالکل ہو چکا
ضبط بھی بولا کہ بس مجھسی تحمل ہو چکا

اوسنے کہدیا شب تاریک ہی آئینہ نہین
مجھ مین اب کیا ہے چراغ زندگی گل ہو چکا

رند کہتے ہین کہ تم واعظ کی صحبت چھوڑ دو
تم ملے اوسنے تو شوق ساغر مل ہو چکا

قیدیونکو مار کے صیاد یہ کہنے لگا
بلبلون بس آج سے فریاد کا غل ہو چکا

کہکے یہ باد بہاری باغ سے باہر چلی
اب خزان آئی چمن مین شور بلبل ہو چکا

قتل جب مجھکو کیا صیاد یہ کہنے لگا
کیون شفیق اب آج سی فریاد کا غل ہو چکا

صعد مونین کوئی اپنا مقابل نہین رکھتا
وہ کونسی تکلیف ہے جو دل نہین رکھتا

کیا کام ہے مجھے غیر کی باتین ہون کہ میری
ہین یاد کوئی قصۂ محفل نہین رکھتا

اے بخیہ گر دبخیہ سے کیا کام ہے اوسکو
جو خونکا قطرہ کوئی گھایل نہین رکھتا

اسطرح تڑپتا ہے کہ وہ دور کھڑی ہین
اب دھیان کسیکا ترا بسمل نہین رکھتا

دل چھوٹا کہان اور کہان جانکو چھوڑا
اتنا بھی ترا ہوش تو غافل نہین رکھتا

تو دی کہ نہ دی تجھسے وہ ہر حالمین غش ہے
غیر دلسے تمنا ترا سایل نہین رکھتا

سو جان سے اوس نام کی مین جاؤن تصدق
جو میری اڑی کوئی بھی مشکل نہین رکھتا

یہ خوف ہے خود دیکھکے ہو جاؤنگا عاشق
آئینہ وہ اب اپنے مقابل نہین رکھتا

مجنون کا ادب قابل تعریف ہے لیلی
وہ پاؤن سر سایۂ محمل نہین رکھتا

کافی ہین سپے قتل ستمگر کی ادائین
تلوار کبھی ہاتھ مین قاتل نہین رکھتا

ہے عشق وہ صحرا کہ کہین حد نہین اسکی
دریا یہ وہ دریا ہے جو ساحل نہین رکھتا

اوس در پہ جگہہ پائے جو دم بھر کو تو ٹھہرے
دل ہے وہ مسافر کہین منزل نہین رکھتا

ہشیار شفیق آگیا پیری کا زمانہ
انسان کو یہ جینے کے قابل نہین رکھتا

کہا دلنے میرے مجھسے اگر اعتبار ہوتا
کوئی جھوٹے وعدے کرتا مجھے انتظار ہوتا

شب غم مزا یہی تھا کہ مین بیقرار ہوتا
کوئی آنے والا آتا مجھے انتظار ہوتا

مرا دل ذرا بہلتا نہ مین بیقرار ہوتا
کوئی ایسا شغل یارب شب انتظار ہوتا

نہ یہ عشق زلف ہوتا نہ یہ انتشار ہوتا
کہین اسقدر نہ طول شب انتظار ہوتا

جو بلائین لاکھ ہوتین بھر امیدوار ہوتا
اوسے موت پھر نہ آتی جسے انتظار ہوتا

تپ ہجر نے جلا کر مجھے خاک کر دیا ہے
مری استخوان بھی ہوتی تو کہین مزار ہوتا

مری سمت کی توجہ نہ کوئی ادا دکھائی
کوئی تیر ناز آتا تو جگر کے پار ہوتا

مری لاش پر سب آئے گھڑی بھر کو دوست دشمن
کوئی مسکراتا ہوتا کوئی اشکبار ہوتا

ابھی اوسمین کمسنی ہی ابھی اوسمین سادہ پن ہے
وہ ادائین اور ہوتین جو وہ ہوشیار ہوتا

نقط الفت اوس نے کر کی ہوا دشمنون کا مجمع
مری جان بھی نہ بچتی جو وصال یار ہوتا

نہین حسن و عشق یکجا کہ ہو دیکھنے کا عالم
کوئی بیقرار ہوتا کوئی شرمسار ہوتا

مرے بعد ہوتا صدمہ مجھے جب یقین آتا
مرا غیر حال ہوتا کوئی سوگوار ہوتا

سنا مین نے آج دم تک اونھین نے نقاب اٹھایا
مرا غیر کو جگہاتا جو یہ جان نثار ہوتا

مزا برق کی تڑپنے کا مین اوس گھڑی دکھاتا
مری پاس گرچہ میرا دل بیقرار ہوتا

کھلی رہتین دونو آنکھین دم واپسین ہماری
ہمین مر کے بھی تمہارا یونہین انتظار ہوتا

مری پاس جو نہ آئی تو یہ عذر ہے کیسا
وہ ہمیشہ جھوٹ کہتی مجھے اعتبار ہوتا

کوئی تیر ناز آتا مرا ایسا تھا مقدر
نہ تو دلمین آکے رہتا نہ جگر کے پار ہوتا

شب غم کا حال میرا ہوا ایک پر نہ ظاہر
کوئی راز دان جو ہوتا مجھے ناگوار ہوتا

شب ہجر عشق جو آتا مجھے وحشت نا امید
کوئی لاکھ فکر کرتا نہ مین ہوشیار ہوتا

جو بیان ہے دستونکا مین پڑہا ہون سنکے
وہ ادائین دیکھ لیتا تو مجھے قرار ہوتا

جو عزیز اوسکو لاتی مجھے کچھ نہ تھی علالت
وہی چارہ ساز ہوتا وہی غمگسار ہوتا

پس مرگ میری رفعت نہ فلک کو بھی سمجھتی
اگر اونکا دوش ہوتا مرا جسم زار ہوتا

جو شفیق تجھپہ ہوتا کرم جناب ساقی
تو ہی می پرست ہوتا تو ہی بادہ خوار ہوتا

وہ خون وہ جگر وہ مرا دل نہین رہا
اب مین کسی بھی بات کے قابل نہین رہا

تا عمر ایسا کوئی بھی بسمل نہین رہا
اک لحظہ ایک جا پہ مرا دل نہین رہا

آسان ہو کے سیکڑون ارمان نکل گئے
اب کوئی حوصلہ بے مشکل نہین رہا

دریائے غم مین سارا جہان ڈوبتا رہا
یہ بحر وہ ہے جسکا کہ ساحل نہین رہا

قاتل نے میرے بعد کہا زخمیون سے یہ
تھا ہمکو جسپہ ناز وہ گھایل نہین رہا

جب موت آئی آپکا کلمہ پڑھا گیا
مین نزع مین بھی عشق سی غافل نہین رہا

راحت مین دل کی سیکڑون ارمان نکل گئے
اب کوئی حوصلہ پئے مشکل نہین رہا

کچھ ایسے غم اوٹھائے کہ بیکار ہو گیا
اب دل ہمارا درد کے قابل نہین رہا

جس دلمین اونکا درد تھا موت اوسکو آگئی
محمل کے ساتھ صاحب محمل نہین رہا

دل کا کنول کبھی ہوئی مدت گذر گئی
اب یہ چراغ لائق محفل نہین رہا

دیوانہ کھلکے اوسنے یہ خود لوٹنے لگا
در پر تمھارے ایک بھی بسمل نہین رہا

جب غور دلمین کرلیا اوسجا پہونچ گئے
کچھ بھی خیال دوری منزل نہین رہا

کوٹھے سے اوترو سامنا اوسکا کرو گیا
دو روز جو کبھی مہ کامل نہین رہا

آئینہ آپ توڑ کے کہنے لگا وہ شوخ
ابتو ہمارا کوئی مقابل نہین رہا

جس سے شفیق ایک زمانہ کا لطف تھا
افسوس اپنے پاس وہی دل نہین رہا

قیس گر خاک مری دیکھتا حیران ہوتا
ذرے ذرے سے عیان رنگ بیابان ہوتا

ہجر مین میرا جنون خیز جو سامان ہوتا
سارا عالم مری نظرون مین بیابان ہوتا

ایکدن دست جنون میری بھی ٹکڑے کرتا
دل یہ کہتا ہو کہ مین کاش گریبان ہوتا

شب فرقت مری رونے کی جزا مل جاتی
اشک ہوتے مرے اوس شوخکا دامان ہوتا

گر جگر ساتھ مرے دلکے تڑپنے لگتا
اک نہ اک حشر نمایان شب ہجران ہوتا

مجھکو بہلاتے ہو اب چارہ گرو سمجھو تو
زخم بھر آتے تو خالی نہ نمکدان ہوتا

اس لئے غم کی مدارات مین کرتا ہون سدا
چھوٹتا مجھسے تو کسی اور کا مہمان ہوتا

ایسا کچھ ہوتا مجھے وصل کا آنا نہ خیال
مرتبہ پھر ترا کیسا شب ہجران ہوتا

میکدہ سے بھی کبھی صورت واعظ چلتے
نام ہوتا کوئی کافر جو مسلمان ہوتا

شب فرقت کی درازی جو سنی ہے میننے
دل یہ مین کہتا تو وہ اور پریشان ہوتا

زلف کہتی ہی کہ اچھا ہوا عشاق ہین دور
جو مجھے دیکھتا وہ اور پریشان ہوتا

اپنے تو ظلم کو جب جانتا ای دست جنون
ہاتھ ہوتا مرا اور تیرا گریبان ہوتا

یار میرا بھی اگر اوسکے مقابل ہوتا
دیکھتا پھر کہ عروج مہ کنعان ہوتا

آتش غم کا یقین اوسکو بھی پھر آجاتا
یار کا ہاتھ ہمارا دل سوزان ہوتا

اپنی تصویر مجھے آپ اگر دیدیتے
اسمین کیا آپکا نقصان مری جان ہوتا

آتے ہی در پہ اگر موت اوسی آجاتی
اتنی ہی دیر شفیق آپکا مہمان ہوتا

لحد مین بعد مدت جب کوئی زخم کہن بگڑا
رسا ناسور دل ایسا مرا رنگ کفن بگڑا

حسینونکے تغافل نی دقار عشق کھویا ہی
ہوئے عشاق جب خود رو تو الفت کا چلن بگڑا

گل و بلبل کوئی باکا نہ اوسنے گالیان دی ہین
بہت سوسن کی باتونسے ہر اک اہل چمن بگڑا

کہا ساقی نے تو تو مدتونکا پینے والا ہے
نہ کچھ پہلے پہل کے جام مین تیرا دہن بگڑا

سبب یہ ہی جو میری چارہ گر خاموش رہتی ہین
پڑا اگر زخم نو کوئی تو کوئی زخم کہن بگڑا

مری جانب سے اوسنے غیر یہ کہتی ہین صحبت مین
اگر دیوانہ وہ آیا تو رنگ انجمن بگڑا

ہمین ہی کام مرنے سے ادا کوئی بھی ہو صاحب
ہنسی غصہ مین آنے سی تمہارا بانکپن بگڑا

مین اونکی سامنے جاتا ہون دل تو بھی ٹھہر جاتا
زبان مین گر ہوئی لکنت تو انداز سخن بگڑا

ہماری قتل کی رحمت بھی اتنا رنگ لائیگی
پسینا گر ہمین آیا تو رنگ پیرہن بگڑا

کہان کا پردہ اب تو بیبیان بے پردہ ہوتی ہین
زمانہ کی خرابی سے مزاج مرد و زن بگڑا

سبھی موجود ہین اوس گل نے لاکھون گالیان دی ہین
مسلمانونکو غصہ ہی نہ کوئی برہمن بگڑا

حسین مرمر کے کہتی ہین نزاکت زندگی تک تھی
فشار قبر مین کس کس طرح نازک بدن بگڑا

شفیق اب قدردان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہو دنیا مین
تمہاری بدنصیبی سے تمہارا ہی وطن بگڑا

یاد رکھنا ایک بھی ٹانکا جو بخیہ گر کھلا — غش مجھے آجائیگا گر ابکی زخم سر کھلا

زور میرا کچھ نہین ہی خوف ہی روز حساب — راز افشا ہو گیا گر ہجر کا دفتر کھلا

شیخ آئے بادہ کش نے اپنا دامن ڈھک دیا — نصف تو ساغر چھپا اور نصف ہی ساغر کھلا

ملگئے اوس سے کیا کسی کو زندگی کی ہو امید — سامنے رہتا ہی جسکی ہر گھڑی خنجر کھلا

اوسکے کوچہ سے نہ اوٹھی زندگی یون ہی کٹی — بارہا بستر بندھا اور بارہا بستر کھلا

تیر کے پڑتے ہی نکلا خون بھی ارمان بھی — مدتون مین خانہ دل کا ہمارے در کھلا

چاک سینہ کر چکے بس پاس سے ہٹ جایئے — آپ کیا دیکھینگی گر میرا دل مضطر کھلا

دیکھنے والے بتونکی گوش بر آواز ہین — دی صدا ناقوس نی جلدی چلو مندر کھلا

زندگی بھر ضبط کرکے جسنے اپنی جان دی — حال اوس جابر کا آخر کو سر محشر کھلا

اور جان بازون نے قاتل سے کہا یہ طنز سے — مرنے والے پر تمھاری تیغ کا جوہر کھلا

وصل مین ہمکو مزا اوٹھا ہی برق طور کا — روشنی آئی نظر جب کانکا گوہر کھلا

ضعف تھا وحشی کو ایسا غش یہ غش آنی لگا — ایسا گھبرایا نہ پھر فصّاد کا نشتر کھلا

غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت آکر دیکھ لے — کون میت پر مری روتا ہی کسکا سر کھلا

اپنی ہی دیوانہ کی وحشت نہ تمسے کم ہوئی — بارہا وہمکایا تمنے بارہا نشتر کھلا

ذبح بھی کرنا تمھین آتا نہین جلتے رہو — ایک میرے قتل پر سو مرتبہ خنجر کھلا

جب ہوا افسردہ طبیعت فکر ہی بیجا شفیق
شعر کہنے مین ہمین یہ حال بھی اکثر کھلا

ناوک فگن کو مشق سے یہ اختیار تھا — پڑتے ہی تیر ناز کلیجے کے پار تھا

پیکے تجھے خراب ہر اک بادہ خوار تھا — اس پر بھی تیرا نام مئے خوشگوار تھا

کن آفتون مین آپکا امیدوار تھا — اک لحظہ ایک سال شب انتظار تھا

میرے خیال نے یہ مری دل سے کہدیا — وہ ہین قریب جنکا تجھے انتظار تھا

مردہ دلی نے اور بھی خاموش کر دیا
موت اوسکو آ گئی جو ہمارا راز دار تھا

حالت خراب دیکھ کے پھیرا ہی کس لئے
جو چاہے کرتے دل کا تمھین اختیار تھا

امیدوار مر گیا محشر بپا ہوا
طول شب فراق کا یہ اختصار تھا

اک زخم سینے کھا لیا دل اوسکا پڑہ گیا
قاتل کا پہلا زور تھا پہلا ہی وار تھا

وہ زلف لوگ دیکھنے آتے ہین شوق سے
جسمین کبھی ہمارا دل بیقرار تھا

کیا عشق بد بلا ہی کہ دیوانہ ہو گیا
سنتے ہین پہلے قیس بڑا ہوشیار تھا

سارا شباب عشق مین یون ہی گذر گیا
وہ جھوٹ کہہ رہی تھے مجھے اعتبار تھا

غربت مین کس مقام پہ موت آ گئی شفیق
دشمن نہ جس جگہہ نہ کوئی دوست دار تھا

صید گہہ مین کوئی بسمل ترا نخچیر بھی تھا
دل سے لپٹا ہوا جلاد ترا تیر بھی تھا

بولی قسمت کہ مرا پیچ تو تجھسے نہ کھلا
تیز ہر چند ترا ناخن تدبیر بھی تھا

قتل گہہ مین مری آنکھونکو عجب لطف ملا
جلوۂ یار بھی تھا جلوۂ شمشیر بھی تھا

تیرے دیوانہ کی فرقت مین عجب حالت تھی
کبھی ہنستا تھا کبھی نالۂ شبگیر بھی تھا

متعجب ہون کہ تو حد سے بڑھی ہی اپنی
پاسبان کوئی ترا زلف گرہ گیر بھی تھا

لوگ کہنے لگے قاتل سے کہ ہی موت بری
ابھی مقتل مین ترا عاشق دلگیر بھی تھا

ایک ہی وضع رہی شکر کی جا ہی مجھکو
اب مین مفلس ہون کبھی صاحب جاگیر بھی تھا

پاؤن رکھتے ہی شفا ہو گئی بیمارونکو
اوسکے کوچہ مین کوئی ذرہ اکسیر بھی تھا

حشر مین پیش خدا نام بتاؤن کس کا
موت کے ساتھ ستمگار ترا تیر بھی تھا

ہی بھلی یا کہ بری اوسکی عنایت کا ہی شکر
متعجب ہون کہ مین لائق تعذیر بھی تھا

کیا مجھے میرے تصور نے مزہ دکھلایا
آج کے خواب مین مین اونسے بغلگیر بھی تھا

جوش وحشت کا مجھے یاد ہی اتنا تو شفیق
مین ہی ہنستا تھا مین ہی صورت تصویر بھی تھا

تجھسا کوئی دنیا مین ستمگر نہین ملتا
خنجر سے ترے کوئی بھی خنجر نہین ملتا

مرنیکا بھی موقع مجھے دلبر نہین ملتا
غصه جو تجھے آیا تو خنجر نہین ملتا

اوٹھواتا ہی در سے مجھی جانا نہین منظور
دربان سے کہتا ہون که بستر نہین ملتا

وحشی کا برا حال جو فصاد نے دیکھا
گھبرا گیا ایسا اوسی نشتر نہین ملتا

ساقی مرے ہر زور کی آنے سے ہے یه رنگ
اب مجھکو اوس اندازسے ساغر نہین ملتا

مین جانتا ہون بس ترے غصه کی یه حد ہی
جبتک ترے قدمون سے مرا سر نہین ملتا

وحشت کی بڑھا دینی کی تدبیر نئی کی
دیوانه کو تیرے کہین پتھر نہین ملتا

کیا جانے تڑپتا ہوا کس سمت گیا ہے
ڈھونڈھے سے ہمارا دل مضطر نہین ملتا

بیخود ہون مین ایسا که ہوا ایک زمانه
ہون کوچه مین اپنے ہون مگر گھر نہین ملتا

ہے ساری خدائی مگر اندھیر ہی کیسا
قاتل مرا مجھکو سر محشر نہین ملتا

گھر میرے وه آتا تو ہر اک راه سے آتا
یه اوسکا بہانه ہی که رہبر نہین ملتا

اولجھن سے ہی کیا فائده تم کھولدو گیسو
دیکھین تو بھلا دل مرا کیونکر نہین ملتا

یه سچ ہے شفیق آج جو ناصح نے کہی بات
بدبخت کو اچھا تو مقدر نہین ملتا

سمجھ مین کچھ نہین آتا معامله دل کا
حضور آئین تو ہو جائے فیصله دل کا

تڑپ جو بڑھ گئی معشوقون نے جگر تھامی
اثر دکھایا تو ہونے لگا گله دل کا

یه اونسے کہتا ہی ہنس ہنسکر اونکا دیوانه
دکھاؤنگا تمھین اک روز حوصله دل کا

کریم تو مری مقتلمین آبرو رکھنا
که اونکے تیر سے ہوگا مقابله دل کا

تمھاری زلف کی کوچه مین ڈر ہی لٹنے کا
اندھیری رات ہی جاتا ہی قافله دل کا

کسی کے ناوک مژگان نے کی خلش پیدا
که پھوٹ پھوٹ کی روتا ہی آبله دل کا

نکالا چاره گرون نے عجب قیامت کی
که اونکے تیر سے رہتا تھا مشغله دل کا

ابھی تو تاب کہ ہے تمہاری زلفِ رسا | بڑھے جو اور تو الجھائے سلسلہ دل کا
ہوا کے ساتھ زمانہ میں آئیگا طوفان | جو سانس سینے میں پھوٹیگا آبلہ دل کا
ہی اونکا تیر بھی وہ بھی ہیں میں بھی حاضر ہوں | نظر اُنکے سامنے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
اوسی کے در پہ چلو موت بھی وہیں آئے | یہ مجھسے کہتا ہی بڑھ بڑھ کے حوصلہ دل کا

شفیق زورِ جوانی کی حد نہیں کوئی
کسی کے روکے سے رکتا ہی ولولہ دل کا

خواہشیں دلکی مرے گیسوے جانان سمجھا | حال مدت میں پریشانونکا پریشان سمجھا
حشر میں آپکا دیوانہ لحد میں تڑپا | تنگئ گور کو وہ تنگئ زندان سمجھا
جب سے دلمیں تری عاشق کی ہوا ہی پیوست | وہ ترے تیر کو اپنی رگِ جان سمجھا
تھا یہ نزدیک کہ نالو سے مرے شق ہو فلک | حشر کا روز میں اپنی شبِ ہجران سمجھا
رات کو شوق سے وحشی نے بلائیں لے لیں | ماہِ کامل کو بعینہ رخِ جانان سمجھا
اس سبب سے نہ مرے دل سے نکالا اوسنے | عمر بھر وہ مرے ارمان مری جان سمجھا
جوشِ گریہ میں قیامت کا مجھے لطف ملا | اپنے ہر اشک کو میں نوح کا طوفان سمجھا
تڑپا اسدرجہ کہ سینے میں ہوا حشر بپا | آگے اب دلکو مرے گیسوئے جانان سمجھا
قیس کا ذکر ہی کیا چیز یہ ہی وحشت | میں کہاں اپنے گریبانکو گریبان سمجھا
یہ غرض تھی کہ ہو فردِ شہدا میں مرا نام | جان دینے کو میں مضبوطئ ایمان سمجھا
کیسا وحشت نے کیا ازمرا ہوشیار | یہ تو فرمائیے کوئی مرا احسان سمجھا
ایک مدت رہا سینے میں مری او قاتل | مطلبِ دل جو تری تیر کا پیکان سمجھا
کبھی اس در سے نہ اوٹھونگا تری بات سنی | میں نہ سمجھونگا کسی اور کو دربان سمجھا
اسطرح آپکی فرقت میں بسر کی میں نے | کوئی بھی مجھکو نہ دنیا میں پریشان سمجھا
ایکدن آپکا اک سوالی یہ حرم جانیگا | کب نہ میں آپکو دو روز کا مہمان سمجھا

آئے ہین بہر عیادت تو سنبھلتے ہین
خاطرین ہوتی ہین دم بھر کا جو مہمان سمجھا

سننکے کہنے لگے وہ میر شفیق ایسا ہی
جو مرے عشق مین اپنے کو غزلخوان سمجھا

کسی کی آنکھ مین رہتا کسی کے دلمین رہجاتا
غبار غمزدہ اوٹھتا تو اس مشکل مین رہجاتا

کیا ہی گاہے گاہے نقش پائے یار کا بوسہ
نہ وہ باہر نکلتا یہ بھی ارمان دل مین رہجاتا

سبب سے ناتوانی کے نہ پہونچا کوئی جانان تک
جو نکلا گھر سے نکلا پہلی ہی منزل مین رہجاتا

زمانہ ہاتھ پھیلاتا حمیت ترک کردیتا
عدم کی راہ مین گر کچھ کف سائل مین رہجاتا

ہمیشہ مین خدنگ ناز کو رکھتا ہون سینے مین
ترے دل سے نکلتا دوسرے کے دل مین رہجاتا

ہمارے خون ناحق کی شہادت حشر مین دیتا
اگر دھبہ لہو کا خنجر قاتل مین رہجاتا

سنا ہے بعد میرے اقربا کی غیر حالت تھی
نہ مرتی موت آتی مین بھی اس مشکل مین رہجاتا

مری دریائے غم مین موت آجاتی تو یہ ہوتا
بس اک طوفان اوٹھکر دامن ساحل مین رہجاتا

یقین ہے یون تڑپتا ساری عالم کو خبر ہوتی
اگر دم نام کو باقی ترے گھائل مین رہجاتا

ملا ہے خاک مین مجنون سوارت ساری محنت کی
کوئی ذرہ جو اوڑکر گوشۂ محمل مین رہجاتا

لگایا ہاتھ پورا اور کہا جلاد نے ہنسکر
یہ کیون ارمان اک باقی دل بسمل مین رہجاتا

گیا مین اوسکی صحبت مین خوشی ہے موت آجاتی
بہت اچھا تھا میرا ذکر اوس محفل مین رہجاتا

یقین ہے بعد میرے پھر کسی کا امتحان ہوتا
جو کوئی ظلم باقی آسمان کے دل مین رہجاتا

غش آیا اوسکو ایسا حشر کرتا سارے عالم مین
جو کچھ بھی ہوش باقی آپکے غافل مین رہجاتا

عیادت کو ترے احباب گر کچھ بھی نہ آتے
شفیق اس بات کا ارمان تیرے دلمین رہجاتا

سینے پہ ہاتھ رکھے تھا اور رنگ زرد تھا
کل شب کو کیا شفیق ترے دلمین درد تھا

مرتے تین پوچھتے ہو مرا رنگ زرد تھا
کچھ دل پہ منحصر نہیں رگ رگ مین درد تھا

اوسنے کہونگا دلکو مرے آپ دیکھ لین   ہے جس جگہ نشان یہان پہلے درد تھا
تڑپا تو تھوڑا مل گئی لذت بہت مجھے   کل رات کو میٹھا میٹھا مری دلمین درد تھا
جا کر لحد مین چین سے سویا مین حشر تک   تکلیف مرگ سے مری رگ رگ مین درد تھا
اب شب کا لوٹنا نہ تڑپنا نہ آہ سرد   اوس دلکو موت آگئی جس دلمین درد تھا
ناوک فگن کے صدقہ مین ایذا سے بچ گئے   اوس جا پہ تیر مارا جہان دلمین درد تھا

مر کر شفیق ہجر کی ایذا یہان ہی رہی
محشر مین جب اوٹھا مری پہلو مین درد تھا

یہ کہہ کے گل ہوئی مری شمع مزار کیا   دیکھے نہ مرنے والا تو ایسی بہار کیا
صیاد تونے دفن کیا باغمین مجھے   جب موت آگئی تو خزان کیا بہار کیا
وحشت جنون پھر آنے لگا کل سے خواب مین   باقی ہے کوئی میرے گریبان مین تار کیا
برق جمال یار ذرا یہ بتا مجھے   غش کھا کے گر پڑا ترا امیدوار کیا
سینے ملائین خاک مین سب انکی حسرتین   غیرونکے واسطے نکلیگا میرا غبار کیا
دیوانہ مجھکو یا مجھے کچھ اور ہی کہو   قابو مین دل نہ ہو تو مرا اختیار کیا
ناصح مین اوس سے ملنے نہ ملنے کو کیا کہون   مانے نہ مانے دلکا مرے اعتبار کیا
دیوانہ تیرا پوچھتا ہے اپنے غور سے   تھی مجھسے بات کرنیکو تصویر یار کیا
سب عمر گذری وحشت مین اتنی خوشی ہوئی   نکلی تمھارے در پہ مری جان زار کیا
مایوس ہو گئے مین تری کوچہ سے جب چلا   مچلا قدم قدم پہ دل بیقرار کیا
جانباز مرنے کہتے مین دیکھا نہ ایک کو   فرماتے ہین حضور یہی بار بار کیا

وہ آکے مجھسے کہتے ہین بتلاؤ تو شفیق
تم کہہ رہے تھے دلمین شب انتظار کیا

اس شہر مین یگانہ و بیگانہ چھٹ گیا   کیونکر کہین گے کوچۂ جانانہ چھٹ گیا

دل سی سوا مرے کوئی سنسان جا نہین
مرنیکا شور سنکے مرا ہنسکے بولے وہ
ساقی مجھے دکھاتا تھا انداز سے کشی
ساقی نے مجھسے ہنسکے کہا گر بڑ ریگا تو
تقدیر مین جو لکھا تھا اوسکو پڑھا نہین
آبادی اور وشت مجھی دونو ایک ہین
اے شمع تو تو آج جلی کل جلے گا وہ
کس درد سے وہ مجھکو سناتا تھا روز و شب
کہتے ہین لوگ زخم مرے سر کے دیکھکر

دنیا مین مجھسے کونسا ویرانہ چھٹ گیا
زندان سے آج گیا کوئی دیوانہ چھٹ گیا
ہاتھو ن سے اوسکے شیشہ و پیمانہ چھٹ گیا
گر ہاتھ سے ترے در میخانہ چھٹ گیا
مکتب مین مجھسے عشق کا افسانہ چھٹ گیا
اب مجھسے میرے یار کا کاشانہ چھٹ گیا
محفل مین تجھسے گر کوئی پروانہ چھٹ گیا
دل کیا چھٹا کہ عشق کا افسانہ چھٹ گیا
کیا حادثہ ہوا کہ یہ دیوانہ چھٹ گیا

حسرت نے ایسا پیسا کہ گھبرا گئے شفیق
تمسے خیال ہمت مردانہ چھٹ گیا

معبود خوب تر ہے مہربان رشید کا
اللہ نے کیا اوغین سخنیر سخن
ہر نقطہ اونکی نظم کا ہوتا ہے ضو فگن
کیا اونکی باغ نظم مین آسکتی ہے خزان
بتیس ۳۲ سال ہو گئے عالم بدل گیا
اوستادی اسکا نام ہے اپنا اثر تو ہو
عارف کی غمنے کیا اوغین غلین کر دیا
قاصر زبان ہے مری شکر یہ کیا کرون

سارا زمانہ بھر رہے ثناخوان رشید کا
ہوجائے کیون نہ تخت سلیمان رشید کا
ہر لفظ لفظ ہے مہ تابان رشید کا
پھولا پھلا رہے گا گلستان رشید کا
چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے داماں رشید کا
نقاد فن ہر اک ہے ثناخوان رشید کا
جیسے ہوا ہے چاک گریبان رشید کا
جو شاعری مین مجھپہ ہے احسان رشید کا

دیوان شفیق تیرا چھپا شکر کی ہے جا
تو بھی ہے ایک طفل دبستان رشید کا

پڑی جب تیر ستمگر پہ نہ اوسدم تحریر ہونا
شب وصلت مقدر مین کبھی بھی مختصر ہونا
کبھی منہ پر ہنسی آتی نہین کھینچ کھینچ کے ملتے ہین یا
ٹھہر اے دل کہ وہ ناوک فگن ناوک لگاتا ہی
دل مضطر ذرا دم لیکے تڑپے غش نہ آجاوے
تجھے جیسے محبت ہی وہ دیکھا جائیگا تجھسے
یکایک بزم مین اوسکی اداسی چھا گئی ہرسو
سمجھین عشاق کو تیغ ادا سے قتل کرتا ہی
تجھے اے دل ہمیشہ اپنے سینے سے لگاؤنگا
خداوندا غریبونکی تو ہی عزت بچاتا ہی
مین اب جیتا رہون یا موت آئی ہی مکان اونکا
خدا بخشے ترے صحرا مین یا دل بہلتا تھا
مسیحا کی نگاہین اپنے گھائل سے یہ کہتی ہین
کہا بلبل نے مین سر قفس کو لیکے اڑ جاتی
وہ رخصت ہو رہی ہین دل ہمارا ہمسے کہتا ہے
جو تم چاہو تو پھر دوستی جسکی پھر طور پر جائین یا
وہ دیوانہ سمجھکر روز ہی سنتے ہین ہنس ہنسکر
نہ پوچھو دوستو کسطرح سے زندگی کاٹی

قریب دل اعانت کے لئے درد جگر ہونا
ادھر تو آنکھ جھپکانا ادھر فوراً سحر ہونا
قیامت ہو گیا تلوار کا زیب کمر ہونا
اگر تڑپیگا تو مشکل ہی پھر تیروں کا سر ہونا
شب فرقت ہی یا آسمان نہین اسکی سحر ہونا
مرا جسوقت دم نکلے نہ تو اسے چارہ گر ہونا
ہمارا دم نکل جانا اوسی فوراً خبر ہونا
یہ پہلے سوچ لو پھر بعد کو بیداد گر ہونا
اگر یہ شرط ہی تو زخمی تیر نظر ہونا
مرا جب وقت آئے تو نہ تجھسی بیخبر ہونا
خوشی اسکی ہی میرے ہاتھ مین زنجیر در ہونا
مجھے یاد آتا ہی اے قیس تیرا ہمسفر ہونا
نہ جب تک ہم کہین اچھے نہ تم زخم جگر ہونا
اگر مجبور کرتا ہے مرا ایسا بال و پر ہونا
اگر یہ آئے تو ممکن ہی پھر ایسی سحر ہونا
تمھاری سامنے کیا بات ہی پھر جلوہ گر ہونا
نہین ممکن ہماری داستانکا مختصر ہونا
جیا مین جسطرح کیا اسکو کہتی ہین بسر ہونا

شفیق آیا ہی اونکی بزم مین اتنا سمجھ لینا
مگر اب ہیا تنے ہی تیری باتو نہین اثر ہونا

غور جب دلمین کیا ہی مرا نقشا دیکھا | بہذب دلکا مرے تمنے بھی تماشا دیکھا

طور پر سینۂ سینا آپ کو غش آیا تھا | یہ تو فرماتے کیا حضرت موسیٰ دیکھا
خم کے خم دیدیے غیروں کو ہمیں تھیٹ دی | بزم ساقی میں یہ خیرات کا حصہ دیکھا
بعد مرنے کے بھی امید ہوئی جینے کی | عجب انداز سے اوس نے مرا لاشہ دیکھا
دیکھکر طالب دیدار ہوا دیوانہ | غور صادق ہے اگر یار کا جلوہ دیکھا

آپ تو عشق کے رہبر ہیں کہا مجنوں نے
کہئے ہمسے بھی شفیق آپنے کیا کیا دیکھا

انگشت نما ہونا دنیا میں جدہر جانا | یہ عشق کا حاصل ہے آپ سے گذر جانا
بیمار محبت کو ہے لطف خلش تجھ سے | مجھکو بھی لئے جانا جب درد جگر جانا
مرتا ہوں کہا مینے قاتل نے کہا ہنسکر | کہتا ہے فقط منہ سے آسان ہے نہیں مرجانا
فرہاد نے یہ کہکر تیشہ کو اوٹھایا ہے | دنیا میں اگر آیا کچھ نام بھی کر جانا
عاشق نے کہا تیرے موت آئی ترے در پر | ہو نام ترا لب پر یوں خوب ہی مرجانا
ہے یاد مجھے اب تک کیا آپکا بچپن تھا | عاشق نے مجھے کہدیا شرما کے مکر جانا
کچھ آپ نہ گھبرائیں یہ شیوۂ عاشق ہے | ہر بات پہ جی جانا ہر بات پہ مر جانا
ہمزاد نہ گھبراؤ کچھ دل کو ٹھہرنے دے | ممکن ہی نہیں دلکی تقصیر سے اوتر جانا
گھبراؤ نہ تم صاحب ہے رات ابھی باقی | کب آؤگے یہ کہدو ہر وقت ہے مرجانا
قاتل کا اشارہ ہے آنکھوں سے دم زینت | عاشق کے کلیجے تک اے تیر نظر جانا
مقتل میں مجھے یارب ہو سر سے سبکدوشی | ہے خوف مرے قاتل کی تلوار سے ڈر جانا

کوٹھے پہ وہ آئے ہیں زینت ہے شفیق آئی
دل تھامنا ہاتھوں سے جسوقت ادھر جانا

صدمہ ہجر اوٹھایا ہے تو مر جائیگا | وہ لگے کہنے کہ مرا زخم جگر جائیگا
جسکے سینے میں ترا تیر نظر جائیگا | آنکھ جھپکاتے ہی اک آن میں مرجائیگا

کہین آنکھون سے کہین دل سے گذر جائیگا
کہین رہتا ہو کسی روز وہ عشاق کے گھر جائیگا

نازک افگن ترے ناوک کو بھی اوٹھیگا مزا
لب سوفار مین جب خون جگر جائیگا

حال بیمار محبت کا بہت نازک ہے
اب جھپک درد دل اوٹھی تو مر جائیگا

سیر سے پہلو مین نہین زلف سیاہ سکی نکلا
اب بتا او دل گم گشتہ کدھر جائیگا

کیسی ہمت ہی تری واہ ری بیوند زمین
تو یونہین تا بہ عدم خاک بسر جائیگا

آج نا واقف الفت کا خدا حافظ ہے
گھر سے نکلا ہے تو کیا جانے کدھر جائیگا

مجھسے قاتل نے کہا دل نہ ترا چھیدونگا
کہ مرا تیر نظر خون مین بھر جائیگا

مجھکو امید ہی جب موت مری آئیگی
پیشوائی کیلئے درد جگر جائیگا

عشق صادق ہی مرا ضبط مجھے روک نہین
اونکے دل تک مرے نالونکا اثر جائیگا

کہا صیاد نے بلبل کے ہوئے شل بازو
قید سے چھوٹ بھی جائے تو کدھر جائیگا

دل عشاق پہ آئینگی بلائین لاکھون
آپکے دوش پہ گیسو جو بکھر جائیگا

بوری زینت وہ گئی آئے شفیق اچھا ہی
کل تو دل جا چکا ہی آج جگر جائیگا

کوئی تو مر کے جئے گا کوئی مر جائیگا
بزم عشاق مین وہ شعبدہ گر جائیگا

خون دل سے اسے سینچا ہی تعلق یہ ہی
قبر تک نخل محبت کا ثمر جائیگا

اس سے تصویر خیالی نہین لیتا وہ مسیح
ڈر ہے بیمار کا چہرہ بھی اوتر جائیگا

سامنے مانی و بہزاد کے منہ ڈھانکے ہین
ڈر ہی عارض کا مرے رنگ اوتر جائیگا

میرے قاتل کی ہنسی چوٹ ہی رکتی ہی نہین
ہاتھ جب سر پہ پڑا زیر کمر جائیگا

یار کے گیسوئے مشکین مین ہین گھونگھر لاکھون
پھر بھی بل کھاتا ہوا تا بہ کمر جائیگا

وصل کی شب مین بھی کمبخت یہ تڑپا ہی کیا
دلکو دھڑکا ہی کہ وہ وقت سحر جائیگا

اوسکو سب اہل چمن سینے سے لپٹا لینگے
اوڑ کے بلبل جو قفس سے کوئی پر جائیگا

خاک اوڑائیگا مرے بعد خیال جانان
وہ ہی مرنیکی مرے لیکے خبر جائیگا

کہا لیلی نے مرا قیس بہت عاقل تھا
کیا یہ امید تھی آپے سے گذر جائیگا

حشر کے روز کہین آپ نہ گھر سے نکلین
مجمع عام ہے ہر فرد بشر جائیگا

تیغ ابرو کے اوٹھانیکی ضرورت کیا ہے
مسکرا دیجئے عاشق ابھی مر جائیگا

کیا ترے خنجر براں مین چمک ہے قاتل
خون مین ڈوب کے۔ اور نکھر جائیگا

بحر غم مین گیا سطرح سے تیرا عاشق
یہ یونہین آگ کے دریا مین اوتر جائیگا

بولنے غیرون نے کہا حال شفیق ایسا ہے
اب برا وقت ہے کچھ دیر مین مرجائیگا

کرکے زینت ہے تن نازو ادا ہوجانا
آئنہ کہتا ہے پھر مجھسے جدا ہوجانا

دلکو آتا ہے حسینوں پہ فدا ہوجانا
بیٹھے بٹھلائے گرفتار بلا ہوجانا

خوب ہے عشق تصور کا سوا ہوجانا
آدمی کے لئے اچھا ہے رسا ہوجانا

دلکو زلفوں سے رہا کرکے ستمگر نے کہا
اب کہین اور گرفتار بلا ہوجانا

کمسنی ہے ابھی جلاد مگر ممکن ہے
بڑھتے بڑھتے ترا شمشیر ادا ہوجانا

خواب مین آئے ہو کچھ دیر یونہی باتین کرو
آنکھ کھلجائے تو پھر مجھسے خفا ہوجانا

میری میت کی تو زینت ہے چلے جاتے ہین غیر
یون ترا برہنہ سر برہنہ پا ہوجانا

خاک تربت مری اوس کوچہ مین پہونچا دینا
راستے بھر تو ذرا تیز ہوا ہوجانا

آج تو جا کہ مسیحا بھی ہین آنے والے
پھر کسی روز مرے پاس قضا ہوجانا

درد دل کہتا ہے مجھسے یہ نہین ممکن ہے
جان کنی کی تری ابتدا مین جدا ہوجانا

اپنے بیمار سے یہ کہکے مسیحا اوٹھا
اب تو ممکن ہے تجھے جلد شفا ہوجانا

اتنا گھبراتے ہو کیون چارہ گرو سمجھو تو
حسن ہے درد محبت کا سوا ہوجانا

اسے مسیحا اسے کہتے ہین کمال تاثیر
آپکا نام مریضون کو دوا ہوجانا

عشق وہ چیز ہے حسین کہ بہت مشکل ہو
مرکے بھی شرطِ محبت سے ادا ہو جانا

ہم وہ عاشق ہین کہ قبضے مین ہی ہستی و عدم
روز جینا ہمین اور روز فنا ہو جانا

اوسکی رحمت سے نہ مایوس ہو ممکن ہی شفیق
مجھ گنہگار کی مقبول دعا ہو جانا

مقدر مین لکھا تھا اسی ادا پر دم نکل جانا
یکایک لیکے انگڑائی ترا فوراً سنبھل جانا

در دلدار تک کہتا ہی یہ دل سر کی بل جانا
قیامت تک ہی جسکا اثر وہ چال چل جانا

جوانیکا زمانہ کیا مجھے اب یاد آتا ہے
دل نادان مری ہر بات پر تیرا مچل جانا

خدنگ ناز مجھپر پڑ گیا احباب کہتے ہین
دلیری ہے تمھاری تیر کھانا اور سنبھل جانا

نگہبان نے کہا جلاد سے یہ رحم لازم ہے
ہی آسان قید یونکی آہ سے زندانکا جل جانا

تجھے تو جان لینی ہی مین اوسنسی بات تو کر لون
وہ جب آئین مری بالین پہ تو اے موت ٹل جانا

مین ایسے وقت پہونچا تھا در جانانہ پہ موت آئی
تعجب ہوگیا سبکو مرے ارمان نکل جانا

کیا جو ذکر یوسف مینے کیسا وہ حسین بگڑا
قیامت ہوگئی اک باتکا منہ سے نکل جانا

کسی ہشیار بادہ کش نے یہ تمکو سکھایا ہی
کہ ساغر لیکے اوٹھنا لڑکھڑانا اور سنبھل جانا

سر بام آئے ہین وہ شور اک عشاقمین اوٹھا
نقاب اولٹین گر وہ اے دیکھنے والو سنبھل جانا

زمانہ وصل کا گذرا وہ مجھکو یاد ہی قصہ
ہنسنی کی بات مین بھی آپکے تیور بدل جانا

مزاج ایسا ہی اونکا جسپہ آتی ہی ہنسنی مجھکو
کسی سے نام یوسف سنتے ہی تیور بدل جانا

شفیق ارمان اتنا رہ گیا اک روز وہ کہتے
نجانے دینگے تمکو آج ہم گھر اپنے کل جانا

صبر کہتا ہے کہ رونا کیسا
ہجر مین جانکا کھونا کیسا

غیر نے جھوٹ کہا تھا مجھسے
یار کا گھر مین نہ ہونا کیسا

دور سے تیر جگر کا کھینچو
خون مین ہاتھ ڈبونا کیسا

ہجر کی رات بری ہوتی ہے
آہ رکتی نہین سونا کیسا

عشق مین کوئی اثر لائق ہو
اشک مین برباد نہ ہونا کیسا

بعد مرنیکے جو تڑپا مرا دل
شق ہوا قبر کا کونا کیسا

نام تیرا ہے مرے باعث سے
بحرِ غم مین مجھکو ڈبونا کیسا

جل بھی جائے تو نہ اف منہ سے کرے
اے شمع راتون کو رونا کیسا

جو کہ ہو خاک نشین مدت سے
اوسکو شفاف بچھونا کیسا

کہتا ہے ضبط کہ تم صابر ہو
درد ہو دل مین تو رونا کیسا

دلِ عاشق سے نمو ہوتا ہے
تخمِ الفت ترا بونا کیسا

ایکدن جان مری لینے فصاد
روز نشتر کا چبھونا کیسا

اب بھی تکلیف مجھے دیتے ہو
جاؤ بھی لاشے پہ رونا کیسا

کیا جوانی نے سکھایا ہے تمہین
لیکے انگڑائیان سونا کیسا

کچھ کہا مینے وہ کہتا ہے شفیق
دکھڑا ہر روز کا رونا کیسا

مے بھی میخوار بھی ہوگا مرا ساقی ہوگا
حشر آئیگا تو اک لطف وہان بھی ہوگا

روز پینے کو نصیر کا خدا دیتا ہے
ہمسے مستونکا کبھی جام نہ خالی ہوگا

شب فرقت مرا کہہ کہکے بڑھا دیتی ہے دل
نالے گر روز کروگے تو اثر بھی ہوگا

اب یقین ہے عدم آباد مین آندھی آئے
خاک اوڑائیگا جہان پر ترا وحشی ہوگا

دلکے ناسور مرے رسنے لگے فرقت مین
اب یقین ہے کہ کوئی راز نہ مخفی ہوگا

ہم ہین اور حضرت موسیٰ ہین تری طالب دید
خیر کوئی نہ کوئی وقت تجلی ہوگا

حشر مین دیکھنے والونکو مزا اوٹھے گا
ہاتھ ہوگا مرا اور دامن عیسیٰ ہوگا

آیا ہے بہر عیادت تو سمجھ لے اتنا
یہ ترا لطف مجھے وجہِ تسلی ہوگا

دیکھکر تیر دنبکے روزن وہ یہ فرماتی ہین
اب تو ارمان کوئی دلمین نہ باقی ہوگا

حشر مین قیس کے ہمراہ رہیگا مجمع
جس جگہ بیٹھ گیا قصہ لیلی ہوگا

ایک دم کے لئے گر آپ کرم فرمائین
میرا برباد نہ سرمایہ ہستی ہوگا

جو مخالف ہے مرا اوس سی مین کہتا ہون شفیق
شعر یہ ایک مرادفتر معنی ہوگا

لگی تھین در سے آنکھین منتظر بیمار ہجران تھا
نہ آتے اک گھڑی بھر تم تو پھر مرنیکا سامان تھا

کہا یہ مینے غیرونسے کہ تم اوسوقت یاد آئی
کوئی ہنستا تھا خلوت مین کسی کے منہ پہ دامان تھا

یہ ملک تینون لاکھون حسرتین تھین میری ہی دم سے
بدن سی جان جب نکلی تو سارا شہر ویران تھا

لحد تک اقربا احباب سب پہونچا گئے مجھکو
گیا جو ساتھ تربت مین وہ میرا راز پنہان تھا

چلے ہین روز راہ عشق مین ہم بادیہ پیما
نہ جب بھی زندگی بھر طے ہوا ایسا بیابان تھا

وہ آئے سامنے جب بات بھی منہ سی نہین نکلی
لب خاموش تھا میرا کہ گویا قفل زندان تھا

بتائین کیا تمھین ای دوستو تم خود سمجھ لوگی
جو سارے گھر کی زینت لے گیا وہ کیسا مہمان تھا

قدر انداز تیری مشق دنیا سے نرالی ہے
وہین پر تیر مارا جس جگہ پر دلمین ارمان تھا

تڑپنے سے ہمارا مین جسکے پیہم زلزلے آئے
تجھے معلوم ہے کچھ وہ ترا بیمار ہجران تھا

مرے احباب اوس سی کہتی ہین کچھ ہی خبر تم کو
کوئی ہنستا تھا کل خلوت مین اور کوئی پشیمان تھا

قدم سی اپنے یارو ہر طرف زینت تھی صحرا مین
ہمارے خون سی گلنار ہر خار مغیلان تھا

مہ نو دیکھتے ہی یہ کہا دیوانو نے ہنسکر
ہمین ہے یاد یہ پہلے حسینونکا گریبان تھا

جو میت پر کبھی آئے تھے مزاج اونکا نہ ملتا تھا
ہماری لاش اوٹھوائی زمانی بھر پہ احسان تھا

نہ جانے دل فریبی وقت زینت کیا ہوئی پیدا
ادھر تو آپ حیران تھی اودھر آئینہ حیران تھا

تعلق قاتل و مقتول کے ایسے مساوی تھی
ادھر سوفار چٹکی مین اودھر سینے مین پیکان تھا

نہین تم جسکے معنی سمجھ کیا کہا شفیق اوسکا
بیان کچھ کر نہین سکتے کہ جو زور شبستان تھا

دست و پا ٹیکے ہین پتھر سے کبھی سر توڑا
دم یون ہی آپکے بیمار نے شب بھر توڑا

مے جو مانگی تو عجب طور کا غصہ آیا
لیکے ساقی نے مرے ہاتھ سے ساغر توڑا

نگہ کے تیر بھی اور برچھیان مژگانکی چلین
آج ان سب نے مرے دلکو برابر توڑا

بس مرا کچھ نہ چلا مجھکو خدایا د آیا
کسطرح سینے مین دم اے دل مضطر توڑا

دیکھنے والون نے دانتون مین دبائی انگلی
آپنے رشتۂ الفت مرا کیونکر توڑا

بحر غم کا تجھے طوفان دکھانا ہے ضرور
تو ہی تجھکو نہ اسے سد سکندر توڑا

کھولنا فصد نہین چاہنے والے ہین بہت
نام دیوانہ کا ہے آپ ہی نشتر توڑا

غیر کا نام لیا زخم مرے دلپہ پڑا
جان پر قہر میری تو نے ستمگر توڑا

تیر جلاد سے تھراکے یہ کہتا ہے شفیق
دل نہین توڑا مرا تو نے مقدر توڑا

جانا عدم کو ٹھر چکا ہی جس جس کو پیغام گیا
کوئی قریب صبح گیا تو کوئی قریب شام گیا

ہمتو مرے الفت مین اونکی قید او نھون نے خوب ہی کی
بیٹھکے وہ فرماتے ہین دنیا سے اک بدنام گیا

دیکھین نہ دیکھین وہ مجھکو مین اونکے کوچہ مین پہنچا
فخر مجھے کیا یہ کم ہی مین اونکے زیر بام گیا

پہلے پہل مین گھر سی نکلا عشق کی راہ ناہموار
گرتا پڑتا مرتا جیتا منزل پر تا شام گیا

سنتا تھا صیاد ہی ظالم دیتا ہے وہ تکلیفین
ڈرتے ڈرتے مرغ دل بھی آج قریب دام گیا

عشق تصور ہی مجھکو جبکی جو پلک وان ہو چکیا
روز مین اونکی کوچہ مین آنکھ اپنے سی سوکھ دم گیا

واہ ری قسمت ساقی بھی کچھ ایسا تغافل کیش ملا
سینے پہلے مانگا تھا اور غیر کے آگے جام گیا

بخل و سخاوت کا باعث اے ساقی سارے عالم مین
کس کا کسکا نام رہا ہے کسکا کسکا نام گیا

ایسی ادا تھی وہ ظالم جب پاس سی میرے اوٹھکی گیا
دلکو میرے پامال کیا کس چال سی تو دو گام گیا

آنکھین اوسکو ڈھونڈ رہی ہین نیند کہان اب چین کہان
جیسے دل گنجینہ مین پھنسا چین گیا آرام گیا

اسکا گلہ ساقی سی کیسا اپنی ہی تقدیر شفیق
تیرے سوا اوسکی صحبت سی کوئی بھی [illegible]

شب ہجر یار وہ تھا بڑا غمگسار میرا
مرے ساتھ خوب تڑپا دل بیقرار میرا

وہ نہ ہم بغل ہو مجھسے اوسے مین وصال سمجھون
کوئی ملنے کی بات کرلے بت شرمسار میرا

مجھے درد ہجر تجھسے کوئی خوف ہی تو یہ ہے
مرے ساتھ مر نہ جاے دل بیقرار میرا

مجھے ہے یقین اسکا کہ وہ پھر نہ جھوٹ بولین
جو وہ حال آکے دیکھین شب انتظار میرا

یہی کہہ رہا ہی ساقی سنو میری مے پرستو
مرے میکدہ کے دربر وہی بادہ خوار میرا

مجھی موت ہو مبارک ابھی مر کے جان آدی
مری قبر پر جو آئے کبھی سوگوار میرا

یہ ہوا ہی کون گھایل ذرا دیکھے آکے قاتل
کہ بہار وے رہا ہے دل داغدار میرا

وہ رقیب کی ہی صحبت مری واہ ری جذب الفت
وہ ہی ذکر کر رہی ہین وہان بار بار میرا

مری ہاتی تو ہی محافظ کوئی خطرہ جب ہوا تھا
دیا ساتھ مرتے دم تک مری جان زار میرا

مری خاک ہو سوارت مجھی جسنے مار ڈالا
وہین گرتا پڑتا پہونچے کسیدن غبار میرا

وہ یہ سب سے کہہ رہی ہین کہ شفیق کیون نہ آیا
کوئی امر ہو گیا ہی اوسے ناگوار میرا

یون ترا بیمار الفت ناتوان ہو جائیگا
سانس کا لینا اوسے بار گران ہو جائیگا

آہ سوزانکا اگر اوٹھا دھوان ہو جائیگا
یہ بھی قایم ہو کے اکدن آسمان ہو جائیگا

درد ہے دلمین ذرا اسکا تعلق ہو تو جائے
بڑھتے بڑھتے یہ شریک استخوان ہو جائیگا

باغ اپنا باغبان رہنے دے بلبل نے کہا
ہم جہان جائینگے ممکن آشیان ہو جائیگا

ہنسکے دیوانہ سے کہتی ہین ابھی زندان مین بیٹھ
جب بہار آئیگی تیرا امتحان ہو جائیگا

آہ کی تکلیف سے مینے تو ظالم نے کہا
چپ رہ اے بدبخت درد دل عیان ہو جائیگا

مین زبان سے اف کرون ای چارہ گر ممکن نہین
درد دل اوٹھتی ہی چھپ لیسے عیان ہو جائیگا

تم تڑپتے ہو رہائی کے لئے اہل قفس
ہمسے بھی صیاد ظالم بدگمان ہو جائیگا

کوئے جانان مین قدم رکھتے ہی آئے زلزلے
ہم نہ کہتے تھے کہ دشمن آسمان ہو جائیگا

جوش گریہ بڑھ رہا ہے اب یہ ہوتا ہے یقین
ہر بن موسے مری دریا رواں ہوجائیگا

اب مجھے مشق تصور سے یقین ہونے لگا
دھیان میرا اوسکے در کا پاسباں ہوجائیگا

مان لو محشر کا کہنا چپ رہو تم ای شفیق
ہے کوئی دشمن تو وہ بھی مہرباں ہوجائیگا

بیخود شب وصال جو مین ناصبور تھا
مین بے قصور تھا مرے دلکا قصور تھا

بیتاب ہوکے راہ مین بیکار جان دی
ایدل مکان یار کا تھوڑی ہی دور تھا

دلمین خیال جب کیا تجھ تک پہونچ گیا
گو ہمسے تو ہر ایک کے نزدیک دور تھا

کچھ بھی نہ تھا خیال نشیب و فراز کا
موسیٰ کو ایسا ولولۂ کوہ طور تھا

کہنا تھا دلکو جو وہ کہا اونکے سامنے
نادان دوست میرا بہت بے شعور تھا

دربان قیدخانہ مین آیا ہے پوچھنے
کسکی زبان پہ رات کو نام حضور تھا

آخر جہاز عمر ہمارا نہ بچ سکا
دریاے غم کا آج کچھ ایسا وفور تھا

آئے ہین فاتحہ کو مگر غیر ساتھ ہین
بعد فنا یہ ظلم اونھین کیا ضرور تھا

جاگے ہوئے تھے رات کو یا اور بات تھی
آنکھون مین اونکی آج غضب کا سرور تھا

اوسکا خیال آتے ہی دل چھد کے رہ گیا
ہر چند تیر ناز بہت مجھسے دور تھا

ایسی ضیاے حسن تھی زینت کے وقت بھی
تھا عکس اونکے سامنے آئینہ دور تھا

مرقد مین تمکو دیکھا تو معلوم ہوگیا
دنیا مین ہر طرف کو تمھارا ہی نور تھا

بے سمجھے اونسے قتل کیا ہی مجھے شفیق
اب ہاتھ مل رہا ہے کہ یہ بھی قصور تھا

دل بچارا ترا احسان ستم آرا ہوتا
تھا جہان درد وہین تیر بھی مارا ہوتا

کچھ نہ کچھ تو مجھے مرنے کا سہارا ہوتا
ہاتھ اوچھا ہی سا دلپر مرے مارا ہوتا

پھر مخاطب کیا تمنے مجھے اولٹی ہے نقاب
غش مجھے آتا جو پہلا سا نظارا ہوتا

روح بھی تن سے نکلتی تو یہ دلمیں رہتا
آپکا تیر مجھے جان سے پیارا ہوتا

بچ گیا مضحکہ ہوتا دم محشر کیسا
آپکے وصف میں یوسف کو پکارا ہوتا

پھر مجھے کوئی زمانہ میں ستانا نہ حسین
گر یہ ہاتھ پہ رقم نام تمھارا ہوتا

فخر ہو جاتا سبھی مجھے بات مری رہ جاتی
بزم عشاق میں مجھسے جو اشارا ہوتا

فصل گرمی کی ہے جی چاہتا ہے ای ساقی
میکشی ہوتی جو دریا کا کنارا ہوتا

تو اگر تیر لگاتا مری پیشانی پہ
حشر تک وہ مری قسمت کا ستارا ہوتا

یہ تو بتلاؤ جو ہوتی یہ کسی اور کی بزم
یون بگڑ جاتے اگر ذکر ہمارا ہوتا

کسی مجمع میں اگر قتل وہ کرتا ہمکو
نام جلاد کا اور کام ہمارا ہوتا

میں تو مجبور تھا احباب سے کہتا کون
دو کبھی آ لیتے تو تربت میں اوتارا ہوتا

اور وہ دل نے مری اسوقت اعانت کی ہے
یہ نہ اوٹھتا تو وہ پہلو سے سدھارا ہوتا

میں سمجھتا ہون کہ آتا ہے مسیحا کا محال
چارہ گر ہنستے جو آنے کا سہارا ہوتا

ناصحا تو ہی سمجھ جوش جوانی میں بھلا
دل کا مرنا ہمیں کسطرح گوارا ہوتا

خیر اب تھوڑی سی پڑھ لیتے شفیق اردو ہم
زندگی کا ہمیں گر اہی سہارا ہوتا

میں راز دل چھپانے میں دیوانہ ہو گیا
جب کبھی ہر ایک بات کا افسانہ ہو گیا

تصویر جسنے دیکھی وہ دیوانہ ہو گیا
شہرت بڑھی شباب کا افسانہ ہو گیا

کیسی شراب جام میں رکھتی ہے ساقیا
گلنار جسکے عکس سے میخانہ ہو گیا

وحشی کا تیرے دشت میں کچھ دل بہل گیا
اوس سے حباب قیس سے یارانہ ہو گیا

سب ہیچ جسکے روئے [illegible] ارماں جسکے تلین
دل مر گیا ہے سینہ عزا خانہ ہو گیا

ہوشمند [illegible] رنگین کی عکس سے
[illegible] اوسکے ہاتھ میں پیمانہ ہو گیا

بیمار بد نصیب عجب وقت آیا ہے
جب [illegible] دوستو [illegible] میخانہ ہو گیا

الفت ہر ایک شے کو بڑھاتی ہی کسقدر
دفتر وفا کا اک پر پروانہ ہو گیا

ہم ایسے بادہ کش ہین کہ ساقی کی یاد مین
ساغر جہان نہ رکھدیا پیمانہ ہو گیا

آزادیون نے کہدیا سارے جہان مین
اپنی سبب سے مذہب رندانہ ہو گیا

جمتے نہین ہین پاؤن وہ آتی ہین زلزلے
دشمن ہمارا کوچۂ جانانہ ہو گیا

فرقت کی رات درد کی ایسی چمک بڑھی
روشن تمام دلکا سیہ خانہ ہو گیا

ہم میکشی سے سیر ہوے توبہ کر چکے
لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہو گیا

اور اے حسین کریم ترقی دے حسن کو
اسکے سبب سی عشق اک افسانہ ہو گیا

قاتل نے پنجے سے مرا سر جدا کیا
تھا مختصر کہ ختم یہ افسانہ ہو گیا

کوئی نہ جانتا تھا وہ تھا راز اپنا عشق
تینے کیے وہ ظلم کہ افسانہ ہو گیا

مٹھی مین خاک لیتے ہی دیوانے نے کہا
قبضہ مین میرے آج سی ویرانہ ہو گیا

ہر فکر میرے دل کی سمجھ جاتے ہین عدو
اب تو مرا خیال بھی بیگانہ ہو گیا

کیا جانے تو نے خواب مین دیکھا تھا کیا شفیق
ہنستا تھا شامکو صبح کو دیوانہ ہو گیا

ملی پردیس مین راحت بڑھا رنج و محن اپنا
کلیجا منہ کو آیا یاد جب آیا وطن اپنا

خدا کی دین ہے ہر شعر مین پوری فصاحت ہے
مرے قابو مین رہتی ہے زبان اپنی دہن اپنا

مصیبت ہو کہ راحت جھک کی ملنے سے ہمین مطلب
خدا کی فضل سی یکسان ہی رہتا ہی چلن اپنا

بس اتنا مال ہو جو کام آئے ہر ضرورت مین
وہی ہی سلطنت احباب اپنے ہون وطن اپنا

ہمین امید ہی سب دوستونسے ہر ضرورت مین
خدا کی فضل سی ضایع نہ جائیگا سخن اپنا

مرے اوستاد کہتی ہین زبانین ایسی نرمی ہو
ملے کچھ لکھنؤ والون مین انداز سخن اپنا

ملی خاک شفا سنہ پہ ہی کیا پر نور تربت ہی
قیامت تک نہین ممکن جو میلا ہو کفن اپنا

تجھی پر جان دینگی ہم بھی مشتاق شہادت ہین
دکھا دینا نہین ہے تیغ ابرو یا شکن اپنا

بڑی عزت بڑھائی تجھسے کیا ہوا و نکا شکریہ
جہان کی فکر لاکھوں ہی گل مضمون ہوئی پیدا
ہمیں دیوانگی میں خوب پابند محبت ہیں
ہمارے دلکی حالت بھی اد سے معلوم ہو جائے
ترقی لکھنؤ میں آکے تیر و مصحفی پائیں
فراغت ہو تو عالم میں بسر ہوتی ہی انسا کی
حیا آتی ہی یا رب اب ہماری پردہ پوشی کر

وعائیں دیتا ہی احباب کو ہر موئی تن اپنا
خدا کے فضل سی سر سبز رہتا ہے چمن اپنا
ہی بیڑی پاؤں میں اور ہاتھ تھامی ہی رسن اپنا
کبھی تو تیر ڈھونڈھی آکر ناوک فگن اپنا
ہمیں بھی ناز زیبا ہے کہ ایسا ہی وطن اپنا
مصیبت میں سبھو نکو یاد آتا ہے وطن اپنا
ہوا ہی جلد سی بوسیدہ سراسر پیرہن اپنا

شفیق ایسا سفر میں ساتھ دیتی ہی سکونت بھی
کسی جا ہوں ہمیشہ یاد آتا ہے وطن اپنا

سیکش نے لیا جام ہے بیخبری کا
آواز تری پردہ سے سنتی ہی غش آیا
جو وصل کی جا گئے ہیں وہ کسطرح نہ سوئیں
تیزی کو تری تیر فلک کوس رہا ہے
ہی باد مخالف کا اسے نام ہی کافی
میں بزم میں جاتا ہوں تو کیں جھپٹتے ہیں مجھسے
بیٹھے ہیں وہ پہلو میں مری غیر ہی حالت
وہ کچھ نہ سنے اور سہے جاتے ہیں سب دل
موسی کی حکایت ہی اوڑی ہوش سبھوں کی
پھاڑا تھا گریبان کلیجا ہوا ٹکڑے
دل مر گیا سب ہیں مری سنتی ہیں آ کر
دریا بہا اشکونکا جہان ڈوب جائیے

اب سامنا دیوانہ سے ہوتا ہے پری کا
بانوں نے کیا کام تری جلوہ گری کا
جھونکا جو چلے سرد نسیم سحری کا
ہی آتش دل ہو گیا نقصان سپری کا
جس آنکھ پہ دھوکا ہو چراغ سحری کا
چرچا ہوا دن سب میں مری بد نظری کا
ممنون ہوا آج میں دردِ جگری کا
آہوں میں اثر یہ ہی مری بے اثری کا
عالم میں ہوا شور تری جلوہ گری کا
افسانہ ہی عالم میں مری جامہ دری کا
عالم ہوا اشتیاق مری نوحہ گری کا
مالک ہی الٰہی تو ہی خشکی کا تری کا

بیمار عشق ایسا ہے بچنا نہین ممکن
نقشا ہے برا آج عدم کے سفری کا

عشق کیسا یہ کرشمہ تھا دل ناشاد کا
بے ستون پہ مر کے بھی قبضہ رہا فرہاد کا

میرے مرنیکی خبر اسطور سے پہونچی اوسے
دشمنون نے میرے خط لکھا مبارکباد کا

غیر سے سنتے ہین آکر ہو گئی اونکو خبر
اے دل بیتاب موقع اب نہین فریاد کا

سننے والونکے نہ قابو مین رہین قلب و جگر
بس ٹھکانے ذکر ہو میرے دل ناشاد کا

سنتا ہون تصویر کھینچی ہے مرے دلدار کی
دیکھنے جاتا ہون نقشہ مانی و بہزاد کا

کوئی قیدی مرگیا ہے حشر برپا ہو گیا
قیدخانہ مین ہوا غل نالہ و فریاد کا

یا الہی قتل وہ اسطور سے مجھکو کرے
نام ہو جائے زمانہ مین مرے جلاد کا

پتھرون سے مین نے سر پھوڑا تو وہ کہنے لگے
ایسے دیوانہ کو تیشہ چاہیئے فرہاد کا

قبر مین مجھکو اوتارا سب سے یہ کہنے لگے
آئے ہین اوس وقت ہم جو وقت ہے امداد کا

بھر کے آہ سرد اک جان حزین میری گئی
پھر بھی افسانہ ہوا اک ہجر کی روداد کا

کہتی ہے بلبل کہ میری آگ پھونکا آشیان
دل جلا کے میرا دل ٹھنڈا ہوا صیاد کا

قیدیونکی آہ سوز انکا ہوا اتنا اثر
بیڑیان کانپی ہین چہرہ سرخ ہے حداد کا

ہاتھ مین لغزش نہ ہو ٹانکے لگانا دیکھکر
بخیہ گر یہ زخم ہے میرے دل ناشاد کا

بعد میرے قتل کے بھی خون تھم تھمکر بہے
کسمسی ہے دل نڈر جائے ستم ایجاد کا

گر پڑے برسات مین گھر ٹھوکرین کھائین عشق
اب ٹھکانا ہی نہین تجھ خانمان برباد کا

جنون کہتا ہے مجھسے عشق ہے وہ ماہ تابان کا
شعاع مہر ہے جو تار ہے تیرے گریبان کا

کسی بتخانہ مین اب دخل ہوتا ہے مسلمان کا
کہا دل نے خدا حافظ ہے اسکے دین و ایمان کا

لیے زنبور ہاتھو مین لگے ٹھہرے ہین چارہ گر
نہین آسان ہے کچھ کھینچنا چھوٹا زخم سوزن کا

بگولے دشت مین اوٹھین تو اونسی قیس کو پوچھو
نشان مل جائیگا مجھکو پریشان سی پریشان کا

مرا برباد ہونا اون سبھونکا خاک مین ملنا
مری تقدیر سی ملتا ہی ہر ذرہ بیابان کا

پریزادونکے جھرمٹ دیکھکر کہنے لگی بلبل
حسین آنے لگے اب رنگ بدلیگا گلستان کا

یہ ہنسکر مانی و بہزاد سی جلّاد کہتا ہی
مری تصویر مین سب رنگ ہو خون شہیدان کا

ہماری زخم دوزی کرکے یہ جرّاح کہتا ہی
صداے دل شکن آئیگی گر ٹوٹا کوئی ٹانکا

نظر ملتے ہی میری دل جگر رخصت ہوئی مجھسے
کسی نے اس ادا سی روزن دیوار سے جھانکا

اندھیرا سارے عالم مین ہوا دل میرا گھبرایا
جھلک دکھلا کے مجھکو اوسنے دامن سی جو منہ ڈھانکا

تعلّق تھے پرانے مین جو صحراسے ادھر نکلا
مجھے دیکھا تو خود وا ہوگیا دروازہ زندان کا

مہیّا عیش کی سامان کئے سو مرتبہ اکثر
گذارین ہمنے راتین راستہ دیکھا ہی مہمانکا

امنڈ کر آنسوؤن نے خوب ہی دریا بہائی ہین
زمانہ مین مری آنکھونسے اوٹھا جوش طوفانکا

کہا جب شعر اچھّا وہ حیات جاودانی ہی
سکندر ہوکے خوا ہان گھر سی نکلا آب حیوانکا

اثر یہ ثانی بلقیس کی الفت مین پیدا ہو
ہمارا دل جو ٹوٹے گر ٹوٹے ایوان سلیمان کا

پڑھا ہے فاتحہ ہر قبر پر لاکر حسینونکو
وہ جاتے ہین خدا حافظ ہی اب گور غریبان کا

شفیق ایسا کہان تو جس سی ہو کچھ قدر عالم مین
کہا اچھا مجھے ممنون ہوئین ہر سخندان کا

ردیف بائے موحدہ

پینا ستم ہی یار کا انکار سے شراب
پی لے لطف اسی سی ہو گئی تکرار سے شراب

اچھا ہے اس بہانہ سے یوسف کو دیکھنا
لائینگے آج مصر کی بازار سے شراب

واعظ سی سنکے کہنے لگے رند خوش مذاق
مشکل ہے چھوٹنا کسی میخوار سے شراب

ساقی یہ ہنسکی کہتا ہے میخوار سے بتا
اچھی تجھے ہی کیا مری گفتار سے شراب

ساقی جو میکدہ سی اوٹھا لطف آگیا
میخوار مانگنے لگا مے خوار سے شراب

بیوقت وہ کسی کو ملے قاعدہ یہ نہین	کرتی ہے ناز اپنے طلبگار سے شراب
بیٹھا تھا میکدہ مین تو اتنا اثر نہ تھا	کچھ تیز ہو گئی مری رفتار سے شراب
دیوانہ بادہ کش کوئی گلشن مین دفن ہو	بلبل نے چھڑکی قبر پہ منقار سے شراب
خوف خدا نہ اونکو نہ اونکو ہے اونکا ڈر	پھر کیا چھٹے گی کافر و دیندار سے شراب

گر ہو سکا شفیق تو پھر وقت میکشی
بدلین گے آج ہم نگہ یار سے شراب

جانتا ہے سبکو کردیتی ہے یہ غافل شراب	مجرمون کو دیکے پیتا ہے مرا قاتل شراب
ہے سخی ساقی مرا سیراب کرتا ہے اوسے	میکدہ مین مانگنے آیا اگر سائل شراب
میکدہ مین لوٹتا ہے جام ساقی نے دیا	سبکو حیرت ہے ہوئے گا کسطرح بسمل شراب
جام مین جتنی بچے مے مجھکو دینا ساقیا	پھینکنا ہرگز نہین میرا ہے خون دل شراب
دن تو چلنے مین گذارا شام کو یہ لطف تھا	سب مسافر آئے پینے کو سر منزل شراب
کہتا ہے اپنے مریضون سے مسیحا بادہ کش	سنتے ہین آسان کرتی ہے ہر اک مشکل شراب
قاعدہ سے بیٹھے ہین میخوار ایسا لطف ہے	اب پلائیگا سبھونکو صاحب محفل شراب
کچھ نہ کچھ لیلے سے باتین وصل کی ہوتین ضرور	بیٹھکر مجنون اگر پیتا پس محمل شراب
حضرت ناصح نصیحت ایسی بادہ خوار سے	وہ بھلا مانیگا کیا جسکی ہے آب و گل شراب
پوچھتا ہے بادہ کش یہ دانہ انگور سے	کیا ازل کے روز سے تجھ مین ہوئی داخل شراب

جام ساقی بھر کے دیتے ہیں کہ کہتا ہے شفیق
ہم پلائین گے اگر ہو آپکے قابل شراب

عکس اپنا ڈالتا ہے ہر چمن مین آفتاب	دو جہان مین ایک ہی اپنے چلن مین آفتاب
دل یہ کہتا ہے طپش سے انکی ہوتا ہے یقین	آگ برسائیگا کیا مرے وطن مین آفتاب
انکی اس گرمی مین دیوانونکا بچنا ہے محال	ڈالیگا اپنا اثر ہر پیرہن مین آفتاب

گر میان کرتا ہے ہر میخوار وقت میکشی — آگیا گویا انھیں کی انجمن میں آفتاب

کی ترقی آتش فرقت نے آہی بعد مرگ — بنگیا ہر داغ دل میرے کفن میں آفتاب

رات کو اونشا لگا ذرہ تھا سحر کو یہ کھلا — ہوگیا روشن ہے ابرو کی شکن میں آفتاب

سونے والے باغ سے انگڑائیاں لیکر اوٹھے — صبح کو جلوہ دکھائیگا چمن میں آفتاب

دن جو کم ہے شام کے ڈر سے کیا ہے سوا اس — دوڑتا جاتا ہے کیا اپنے وطن میں آفتاب

ایک ہی رفتار سے گذرے گی میری عمر بھر — اب نہیں یکتا رہا اپنے چلن میں آفتاب

شب کے جتنے لطف ہیں اوسکی وہ واقف ہی نہیں — حشر تک یونہی رہا رنج و محن میں آفتاب

گیا الف کو بھی نہیں پہچانتے ہو تم اے شفیق
یہ ہے لاعلمی تو تم ہو اپنے فن میں آفتاب

اسطرح دینگے وصل میں تکرار کا جواب — مرنا ہمارا ہے ترے انکار کا جواب

ایسا لگایا ہاتھ کہ تسمہ نہیں رہا — دنیا میں اب نہیں تری تلوار کا جواب

بلبل ذرا ادھر بھی وہی نغمہ سنجیاں — سینہ ہمارا ہے ترے گلزار کا جواب

عشاق جان بیچنے آتے ہیں روز و شب — کوچہ ہے تیرا مصر کی بازار کا جواب

بیخود ہوا نہ راز کھلا اوسکا ساقیا — میخواروں میں نہیں ترے میخوار کا جواب

تلوونمیں چبھ کے خون سے گلنار ہوگیا — گلشن میں گل بھی ہے کوئی اس خار کا جواب

قاتل کے ہاتھ اوٹھاتے ہی بجلی چمک گئی — تلوار سے ملا اوسے تلوار کا جواب

سرمہ لگا رہا تھا کہ میری نظر پڑی — آئینہ میں ملا نگہ یار کا جواب

میری تو زندگی میں نہ وعدہ وفا ہوا — اک حشر رہ گیا ترے اقرار کا جواب

ناصح نے کی نصیحتیں پھر چپ ہی ہوگیا — کل شب کو سنکے تیرے وفادار کا جواب

یہ شاعروں کا خبط ہے خاموش اے شفیق
بیکار کا سوال ہے بیکار کا جواب

یار کی افشانکا ذرہ ہے بجاے ماہتاب	اب بھلا نظر نہین کیا میری سمائیسے آپ
سرمہ آنکھوںین لبون پر پانکی سرخی عیان	یار سے میرے ذرا صورت ملائے
جب نقاب رخسے کچھ کچھ روشنی ظاہر ہوئی	کیسی شرمندہ ہوئی شکو چھپائے ماہتاب
رات دن جیسی ترقی کر رہا ہی حسن یار	اسطرح ہمکو تبسم اپنا دکھائے ماہتاب
کیا رخ روشن کی عاشق اوسکو دیکھین گے بھلا	چار چاند اپنے ذرا منہ پر لگائے ماہتاب
پوری زینت کرکے آتا ہی وہ اپنی بام پر	خیر ہو اسمین قدم جلدی بڑھائے ماہتاب
سامنا تمسے کریگا نہ چھپا یا خوف سے	بام سے اوترے وہ ذرا بخشو خطاے ماہتاب

چار آنکھین کرکے اوس سے شعر بھی کہنا شفیق
تیر کی صورت تمھین بھائی ادای ماہتاب

ردیف باے فارسی

تیر سینہ سے خود نکالا آپ	دیکھیے تو مرا کلیجا آپ
کرکے دلجوئی آپ حال سنین	مین ہون بیمار اور مسیحا آپ
مرکے پہونچا ہون آپکے در تک	دیکھیے تو مری تمنا آپ
کوئی مرجائے عاشق رنجور	دیکھنے جائین گے تماشا آپ
اپنی تصویر دیکھکر بگڑے	دیکھیے تو خود اپنا نقشا آپ
یاد قاتل کی جب ادا آئی	زخم دل ہوگئی کشادہ آپ
زندگی بھر رہیگا اسکا سرور	جام ساقی نے ہے پلایا آپ
ہم ہین اس در پہ حضرت مجنون	دیکھنے جائین لطف صحرا آپ
آنکھین کھلتی ہین جوش گریہ مین	آج دیکھین گے زور دریا آپ
اب ہین بیچین طالب دیدار	کب اوٹھائین گے رخسے پردا آپ
نقش ہین آپ ہی کے چار طرف	دیکھ لین دلکا گوشہ گوشہ آپ

...ل کی سب ہیں ادائیں پیش نظر
...ندگی بھر نہ دیکھنے آئے
ٹھہرئے رہ روان ملک عدم

آج کرنے لگے ہیں پردا آپ
آج دیکھیں گے میرا لاشا آپ
دیکھئے تو ہمارا رستا آپ

مفلسی کے سبب شفیق بہت
خلق میں ہو رہے ہیں رسوا آپ

ہجر میں کٹتی ہے تنہا مری مشکل خود آپ
وقت سحر پہلے کوئی کام نہیں ہونے کا
ہاتھ پھیلائے رہا جام نہ ساقی نے دیا
ہمسے پہونچی تو خطا تیر نظر کی کیا ہے
عشق میں دیکھئے ایسی تھی کشش صحرا میں
عشق کی راہ کٹھن ہے نہ کہیں پاؤں رکھے
جان جاتی رہی ان سب کی ہوئی ہم ناراض
چارہ گر کہتے ہیں یوں تیر نکالو اسکا
ناصحا کہتا ہے یہ بات مری سچی ہے
خواب میں آکے وہ کہتے ہیں مری فرقت میں

مجھسے باتیں کیا کرتا ہے مرا دل خود آپ
جان لینے کو مری آئے گا قاتل خود آپ
یہ غرض تھی کہ چلا جائیگا سایل خود آپ
سامنے جاتی ہی ہم ہو گئے گھایل خود آپ
قیس سے ملنے لگا صاحب محمل خود آپ
کہا ہمت نے کہ کٹ جائیگی منزل خود آپ
غیر آکے ہوے پھرتے مقابل خود آپ
نام چلا دیسے ہو جائیگا غافل خود آپ
جا بر انسان ہو تو کٹ جاتی ہے مشکل خود آپ
تو تو کمبخت ہوا مرنیکے قابل خود آپ

پڑھنا کیا چیز ہے لکھنا ہے کوئی چیز شفیق
فضل معبود سے میں ہو گیا کامل خود آپ

کیسی طرار ہوئی میری زبان آپسے آپ
چارہ گر یہ نہیں معلوم کہ کیا چلتا ہے
پر تو رخ کسی مہرو کا پڑا اوسپہ کہاں
رہنما خواب تھا جی بھر کے اوسے دیکھ لیا

فضل خالق سے ہوا میں ہمہ دان آپسے آپ
ہر بن مو سے نکلتا ہے دھواں آپسے آپ
زخم دل ٹکڑے ہوا مثل کتان آپسے آپ
آج بے قصد میں پہونچا ہوں کہاں آپسے آپ

ضبط کرتا ہون تو چہرہ سی عیان ہوتا ہی — رنگ یہ لانے لگا راز نہان آپسی آپ
قیس کہتا تھا کہ لیلی کی خدا خبر کری — بڑھتا جاتا ہی مرا درد نہان آپسی آپ
گر ہی الفت کی کشش لاکھ چھپو تم صاحب — گھر مرے آؤ گے کدن مری جان آپسی آپ
قیس کہتا تھا یہ صحرا کی ہوا کا ہے اثر — بڑھتا جاتا ہی ہمارا خفقان آپسی آپ
نام جلاد کا لیکر مین گلا خود کاٹون — سر مرا مجھکو ہوا بار گران آپسی آپ
نقش پا یار کا اب چھوڑ کے مین جاؤن کہان — بن گیا یہ مری ہستی کا نشان آپسی آپ
اب وہ کہتا ہی کہ دیوانہ کی کاٹونگا زبان — راز دل سب سی لگا کرنے بیان آپسی آپ

مرتے مرتے یہ دعا کرتا ہی خالق سے شفیق
چاہتا ہی کہ مجھے مل جاے جان آپسی آپ

بزم مین سامنے ہمارے آپ — غیر سے کرتے ہین اشارے آپ
مجھکو آتی ہی بچپنے پہ ہنسی — شب کو گنتے ہین جبکہ تارے آپ
رات کی آرزو رہی دل مین — شب کو اس طور سے سدھارے آپ
مرنے والون کی ہل گئین قبرین — اونکو اس درد سے پکارے آپ
رکھکی آئینہ روز خلوت مین — اپنے کرتے ہین خود نظارے آپ
مجھسے کہتا ہی بزم مین ہنسکر — کبھی عاشق ہوے ہمارے آپ
واہ اے رہ روان ملک عدم — پھونچے ہین گور کے کنارے آپ

عشق مین ہو نہین شفیق کہتے ہین
چپکے چپکے کسے پکارے آپ

ردیف تاے فوقانی

کہا بھول جانا ہی غافل کی عادت — تڑپنا صدا ہی مرے دل کی عادت
کیا غور شب کو چلے دن کو بجید — پڑی اس سی منزل بہ منزل کی عادت

مجھے قید خانہ مین رکھنا جنون مین ۔۔۔ رہے ہے عمر بھر جس سے مشکل کی عادت

تڑپ کر کہا تیر مژگان نے دل سے ۔۔۔ سمجھتا ہے بسمل بھی بسمل کی عادت

مجھے دیکھکر بولے ہنسکر مسیحا ۔۔۔ تڑپنے کی ہوئی ہو بسمل کی عادت

نظر سے نظر جب ملی زخم ڈالا ۔۔۔ قیامت کی ہو تیرے قاتل کی عادت

وہ پیدل چلا قیس کی ڈھونڈھنے کو ۔۔۔ جسے تھی ہمیشہ سے محمل کی عادت

جو تو آئینہ دیکھے مین بھی سمجھ لون ۔۔۔ تری اور تیرے مقابل کی عادت

جہان دیکھا اونکو گئے ہوش فورًا ۔۔۔ مٹاتی ہے مجھکو مرے دل کی عادت

جس عاشق کو دیکھا اوسی سے لیا دل ۔۔۔ چھٹے کسطرح ایسے سائل کی عادت

حسین راہ الفت مین یون ڈر رہے ہین ۔۔۔ نہ چلنے کی عادت نہ منزل کی عادت

شفیق اوسکو چھیڑا تو خود زخم کھایا
سمجھنی تھی پہلے سے قاتل کی عادت

چشم دل سے اسقدر دیکھا ہے مینے سوئے دوست ۔۔۔ اب پسینہ سے مرے آنے لگی ہے بوئے دوست

بعد مرجانیکے بھی چھوٹا نہ مجھسے کوئے دوست ۔۔۔ روح جاتی کسطرف وان آرہی تھی بوئے دوست

ہے عشق مجھکو سنگھائے جاتے ہین گیسوئے دوست ۔۔۔ ہوش آجاتا ہے پاتا ہون جہان مین بوئے دوست

دشمنی کا کام بھی کرنے لگی ہے خوئے دوست ۔۔۔ اب زمانہ مین کہان باقی رہیگی بوئے دوست

اس کشاکش مین پھنسا جا کر میان کوئے دوست ۔۔۔ اک طرف سے موت آئی اکطرف سے بوئے دوست

ایک ہم ہین زندگی بھر دید کو ترسا کئے ۔۔۔ ایک وہ ہین جو ہمیشہ دیکھتے ہین روئے دوست

میرے مرجانے سے وہ بھی تابع فرمان ہوئی ۔۔۔ دشمنون پر چل رہا ہے آجکل جادوئے دوست

جا کے گلشن مین تصدق سرو پر ہونے لگا ۔۔۔ آج دیوانہ کو یاد آیا قد دلجوئے دوست

وقت آخر ہی یہان آئے ہین وہ بیٹھے ہین غیر ۔۔۔ دل ذرا ٹھرا تو ہم بھی دیکھ لینگے روئے دوست

اونکی صورت دیکھکے جینے کی کیا امید ہو ۔۔۔ کام جب تلوار کا کرنے لگے ابروئے دوست

دل ہمین کس جا پہ چھوڑ خود گرا کس کس جگہ
ہوش پھر اوسکو کہان ملتا ہی جسکو سوی دوست

ہجر مین جاگا بہت تھا وصل کی شب یہ ہوا
نیند مجھکو آگئی جب مل گیا پہلوی دوست

تھام لین سب اپنے اپنے دل جو اہل درد ہین
مین بیان کرنیکو ہون کچھ داستان خوی دوست

دشمنون کے خوف سے وہ میرے پہلو مین چھپا
دلکی مشکین باندہ کر لیجائین گے گیسوی دوست

بادیہ پیمائیون مین لطف ملتا ہے مجھے
جس جگہ تکلیف پائی یاد آیا کوی دوست

چارہ گر کہتا ہی خود بیمار وہ مرتا نہین
نزع مین جسکو سنگھائے جاتی ہین گیسوی دوست

مین سنبھالون لڑکھڑائی وہ نزاکت کے سبب
ہی خدا کی شان میرا ہاتھ اور بازوی دوست

دیکھئے دیوانہ کا اب آج بچنا ہے محال
دشمنون سے پوچھتا ہی وہ نشان کوی دوست

دلکی خواہش ہین کہین حد سی زیادہ بڑھ گئے
اب عدم کی راہ بتلانے لگے گیسوی دوست

دل ہمین اب یاد آتا ہی بہت یا دشمن بخیر
قبر کی آغوش مین ہی طالب پہلوی دوست

خضر سے کہدو کہ آکر دیکھ لین آب حیات
دھوئے جاتے ہین نچوڑے جائینگے گیسوی دوست

رہ رو دنکی ٹھوکرین ہین بعد مردن ای شفیق
اب کہان ہی سر ہمارا اور کہان زانوی دوست

کرشمہ اپنی اتنی دکھائے محبت
مرے پاس اونکو بلائے محبت

حسینون کی عاشق وہین مرمٹین گے
جہان دیکھ لین نقش پائے محبت

وئے دیتی ہین جان عشاق اپنی
اونھین بھائی ایسی ادائے محبت

ادا اونکی کہتی ہی تیوری چڑھا کر
سزا پائیگا مبتلائے محبت

مرے پاس آکے کسی روز بیٹھو
سناؤن تمھین ماجرائے محبت

عجب تیرے مجذوب کو بڑ لگی ہی
زبان پر نہین کچھ سوائے محبت

کہا تیرے وحشی نے صحرا مین ہنسکر
اوڑا لیگئی دل ہوائے محبت

نہ مین ہون مقید نہ ہین زخم تن پر
نگاہون سے پائی سزائے محبت

شفیق اب ہوئی ہی حسینونکی الفت
ہمین ہر طرح آزمائے محبت

ردیف تائی ہندی

بیوجہ نہین گیسوئے خمدار کی ہنوٹ — عشاق کے دل لیتی ہی ہشیار کی ہنوٹ
عشاق کے دل یون ہی کیا کرتی ہی پامال — اب روز قیامت ہوئی رفتار کی ہنوٹ
جان بازونکی عالم مین کہین جان نہ بچتی — تصویر مین کھنچ جاتی جو تلوار کی ہنوٹ
اک جام مین ساقی تو بہکنے لگا فوراً — میخوار سمجھ جاتے ہین میخوار کی ہنوٹ
اب راز بھی کھلنے کو ہی الفت کا مسیحا — سمجھے ہین اطبا ترے بیمار کی ہنوٹ
خلوت مین بھی اوس شوخکی صورت کو نہ دیکھا — ہاتھونسے چھپا لینا ہے رخسار کی ہنوٹ
رومال سے منھ ڈھانک کر تم نے اوتارا — دیکھے تو کوئی میرے مددگار کی ہنوٹ
پہلے کہا مجھسے کہ مین آؤنگا ترے گھر — ہین غیر تو کچھ اور ہے اقرار کی ہنوٹ
فرقت مین بھی یاد آئی تو مین ہنس دیا فوراً — جو وصل کی شب تھی تری تکرار کی ہنوٹ
پوچھے تو کوئی سادگی عشاق کہ دلسے — ہوتی ہی غضب اور طرحدار کی ہنوٹ
صورت نہین پہچانتے ہین دیکھنے والے — ہوتی ہی بری عشق کے آزار کی ہنوٹ
کیا جور و جفا کم ہین جو ہین اوسکی جہان مین — جینے نہین دیتی ہی جفاکار کی ہنوٹ
زخمونمین مرے دل کی کجی ہوتی ہی بیجد — جلاد کچھ ایسی ہی ترے وار کی ہنوٹ
معشوقونکی کچھ اور بھی بازار جہان مین — کچھ قدر بڑھاتی ہی خریدار کی ہنوٹ

یہ سچ ہی شفیق آپکا ہی تجربہ اسمین
زیبا ہے جو ہو جاتی ہی زردار کی ہنوٹ

کافی تھی مجھے اوس بت پرفن کی لگاوٹ — کچھ اور غضب ڈھائیگی چتون کی لگاوٹ
بے سمجھے ہوئے جان بھی یہان بھی کھویا — دلکش تھی عجب طفل برہمن کی لگاوٹ

دل کہتا ہے غیرونکی توجہ بھی بری ہے
ہے جانکی خواہان تری دشمن کی لگاوٹ

کچھ ناصح نادان تجھے عقل نہین ہے
عاشق سے کہین چھپتی ہے چتون کی لگاوٹ

اوچھا سا کیا وار کہ تسمہ رہا باقی
قاتل نہین سمجھا مری گردن کی لگاوٹ

وہ کیسی نظر تھی کہ کلیجہ ہوا چھلنی
یہ کیسا اثر کر گئی چلمن کی لگاوٹ

جلاد کے کوچہ مین شفیق اتنا سمجھنا
پیغام قضا لائی ہے مدفن کی لگاوٹ

تو ورق عصیان کا میرے داور محشر اولٹ
مین بہت نادم ہون میرے نام کا دفتر اولٹ

آگ بھڑکی ہے جگر مین ہجر کی بیتاب ہون
آج تو سینہ کا طبقہ اے دل مضطر اولٹ

رکھدیا قاتل نے گردن پر مری اولٹا بھی
موت اپنے ہاتھ سے تو آنکر خنجر اولٹ

دیکھکر اوسکی عبارت مجھکو غش آیا شفیق
گر اثر یہ ہے تو دلکی قبر کا پتھر اولٹ

لڑتے ہی آنکھ لگ گئی ترچھی نظر کی چوٹ
خالق بچائے ہوتی ہے نازک جگر کی چوٹ

اب زندگی رہی نہ رہی اعتبار کیا
ناواقفی مین کھا گئے قلب و جگر کی چوٹ

اک زخم دلپہ اوسنے لگائے ہزار زخم
خالی کبھی گئی نہین بیداد گر کی چوٹ

اب تا حیات بھر کا اوٹھنا محال ہے
پیری مین ہمنے کھائی ہے ایسی کمر کی چوٹ

دل بیچ مین ہے چارون طرف غمکی فوج ہے
کوئی بتائے اب وہ بچائے کدھر کی چوٹ

تکلیف جو گذرتی ہے کیا آپ جانیے
پوچھین ذرا حضور جگر سے جگر کی چوٹ

گل کے قریب جاتے ہی بیہوش ہو گئی
بلبل نے دلپہ کھائی نسیم سحر کی چوٹ

لینے سے سانس چھلتے ہین سب دلکے آبلے
یہ جان لیکے جائیگی آٹھون پہر کی چوٹ

طفلی مین ہم تو ٹھوکرین کھا کر سنبھل گئے
اب شام تک نہ بھولینگے ہم اس سحر کی چوٹ

ایسا قفس مین تڑپی کہ رگ رگ مین درد ہے
بلبل کا دل دکھائی ہے اک ایک پر کی چوٹ

تیر نظر لگائیے دونوں ہی ایک ہین
وحشی تمھارا تنگیٔ زندان سی پست ہی
دل اپنا تھامے چھپر یہ گیسو پڑی ہوئی
خود اپنا نقشہ اوسمین کھا گیا ہوشیار ہی
فرہاد اوسمین راز تھے مخفی نہ وہ کھلے
جب مر گیا تو ہاتھو لنے سینہ دبائے ہے

جیسی کہ دل کی چوٹ ہی ویسی جگر کی چوٹ
جب سر اوٹھایا لگ گئی زنجیر در کی چوٹ
یون دیکھنے کو آتے ہین میری جگر کی چوٹ
دل کو بچا کے اوسنے لگائی جگر کی چوٹ
دلکو بچا کے آپنے کھائی ہی سر کی چوٹ
منعم کے دل پہ آج نہ لگی ہوا لہ زر کی چوٹ

ظالم نے آنکھ پھیر لی کہکر شفیق سے
نازک تمھارا دل ہی لگی گی نظر کی چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہوے سب مین رسوا محبت کے باعث
بہت چارہ گر پوچھنے حال آئے
سے چلے گھر سے ہم راہ مین موت آئی
یہ سمجھے تھے ہے عشق اچھی کوئی شئے
کچھ آسان نہین پاس قاتل کے جانا
مرے دفن کیوقت وہ ہنسکی بولے
ترقی کی اپنی تو پھر کوششین کر

ہٹے آپ اپنی طبیعت کے باعث
نہ کچھ منہ سے نکلا حمیت کے باعث
وہان تک نہ پہونچی نقاہت کے باعث
بہت اسمین نکلے مصیبت کے باعث
ہوئے قتل ہم اپنی ہمت کے باعث
زمین رک گئی اسکی تربت کے باعث
نکل آئینگے اوسمین راحت کے باعث

شفیق ہاتھ اٹھاؤ حسینونکو چھوڑو
ہوئے سب مین رسوا محبت کے باعث

دو قید ہوا زلف گرہ گیر کے باعث
سینے جو کہا آپکے آنے مین ہوئی دیر
چلا داشتہ تعین گلا کٹ گیا سیرا

دل اور بھی جکڑا گیا زنجیر کے باعث
ہنس ہنسکے سنانے لگے تاخیر کے باعث
کیا نام ہوا ہے ترا شمشیر کے باعث

وہ آئین نہین دوستو خط تو بھی بھیجین / تسکین ہی ہو جائے کی تحریر کے باعث

باتو نین تری شوخ ہین چھپیان ایسی / خاموش ہوئے ہم تری تقریر کے باعث

یوسف کی خریدار تجھے دیکھنے آئے / شہرت ہوئی ایسی تری تصویر کے باعث

سب گوشہ نشین بیکار سوئی جاتی ہین گری / جب کام بگڑ جاتے ہین تقدیر کے باعث

اب نالوسنے صحرا کو جلانے لگے وحشی / وہ آگ لگی آہ کی تاثیر کے باعث

ارمان نہ نکلا ترا پیکان تو نکلا / ناسور ہوا دلمین ترے تیر کے باعث

گر قبر مین یاد آئین تو تسکین کی شفیق آپ
جو سختیان جھیلین فلک پیر کے باعث

سب برے ہین شباب کی باعث / دل خانہ خراب کے باعث

حضرت عشق کی اعانت سے / ہوا رسوا شباب کے باعث

کیسا بیباک ہو گیا میکش / کچھ ہوا سب شراب کے باعث

میکشون کو اوٹھایا محفل سے / گئی عزت شراب کے باعث

آج دنیا مین آئیگا طوفان / میری چشم پر آب کے باعث

ہجر مین مینے اونکو دیکھ لیا / ہوئی تسکین خواب کے باعث

نگہ شوق تمکو دیکھیگی / کیا چھپو گے نقاب کے باعث

زندگی ہے تو اوسنے پوچھین گے / جو ہوئے ہین عتاب کے باعث

میرے پہلو سے اوٹھے وہ اے دل / تیرے ہی اضطراب کے باعث

قدر ہوتی ہے شاعرون کی شفیق
سخن لاجواب کے باعث

ردیف جیم عربی

حشر ہوگا خالق عادل کا ہے دربار آج / سب گنہگار جہان ہونگے ذلیل و خوار آج

گھر سے شوق دید مین نکلا ہی گھبرایا ہوا
غش کہین کھا کر گریگا طالب دیدار آج

حشر مین وہان قاتل اور میرا ہاتھ ہے
میرا اوسکا فیصلہ ہوگا سر دربار آج

زندگی بھر خوب پی اب حشر مین بخشیں خدا
سر جھکائے بیٹھا ہی ایک ایک بادہ خوار آج

واہ اے صیاد بعد مرگ رحم آیا تجھے
اب قفس لیکر چلا ہی جانب گلزار آج

اپنے سینہ سے نکالا اور مسیحا سے کہا
تیرے ہی قدمونپہ مرجائے دل بیمار آج

پھر زمانہ مین زلیخا کو خدا پیدا کرے
پھر وہی یوسف ہی وہی مصر کا بازار آج

غیر نے پھر میری جانب سے کچھ اوس سے کہدیا
پھر قیامت آگئی پھر بگڑا مزاج یار آج

سُن لیا ہی آپکے وحشی نے پھر آئی بہار
ساتھیونکو لیکے جاتا ہی سوئے کہسار آج

میکشونمین عید ہے دیتا ہی ساقی سبکو جام
میکدہ مین مست ہی ایک ایک بادہ خوار آج

آئنہ اوسکے تصور کا لگا کیر سامنے
اپنے گھر مین بیٹھکر دیکھینگے ہم دیدار آج

وصل کی امید تھی اللہ ری بد قسمتی
باتون ہی باتونمین اوس سے ہوگئی تکرار آج

کہتا ہی دیوانہ دن ڈھلتی ہی کوچہ مین تری
مجھسے اب ہٹنے لگا ہے سایۂ دیوار آج

کروٹین مردون نے لین گور غریبان ہل گیا
حشر کرتی ہی بپا پازیب کی جھنکار آج

دوست دشمن ہوگئے کس سے شکایت ہو شفیق
ضبط کرنے سے ہوئے قلب و جگر بیکار آج

لوگ سنکر آرہے ہین سیکڑون منزل سے آج
برق سے بھی سامنا ہوگا ہماری دل سے آج

کل یہ قوت تھی کہ صحرا مین کہانتک ہم گئے
تھک کے بیٹھے ہین خیال دوری منزل سے آج

بعد مدت کی شریک بزم تھی موت آگئی
اپنے اوٹھوایا ہمین آکر بھری محفل سے آج

دلسے آرایش کئے بیٹھے ہین آئنہ لئے
سامنا ہونیکو ہی اونکا مہِ کامل سے آج

بعد میرے اور کوئی قتل ہوگا یا نہین
پوچھ لینا چاہیئے اس باتکو قاتل سے آج

وہ بھی آنیکو ہین موت آئی قیامت ہوگئی
سیکڑون ارمان لپٹے ہین ہماری دل سے آج

اوس کی صحبت سے چلے ہم وہ بہت مچلا کیا
دلکو گھر تک لائے ہین اپنے بڑی مشکل سے آج

مرگ لیلیٰ کی خبر پائی ہے بچنا ہے محال
غش ہوا مجنون لپٹ کر پردۂ محمل سے آج

جوش وحشت ہے اوسے ناصح رہے اتنا خیال
ہوش کی باتین ذرا کرنا کسی عاقل سے آج

کل جہاز عمر کا بچنا ہے مشکل اے شفیق
ہم لپٹ کر رو رہے ہین دامنِ ساحل سے آج

کہتے ہین وحشیان دھر دیکھین گے لالہ زار آج
سر کو خود اپنے پھوڑ کر دیکھین گے ہم بہار آج

کیسی ہوئی ہے آبرو رکھا ہے ساغر و سبو
کوئی ہماری روبرو دیکھے تو بادہ خوار آج

بیٹھے ہین رہ گذر پہ آپ ہاتھ رکھی ہین سر پہ آپ
بیٹھے ہین اپنے در پہ آپ کسکا ہے انتظار آج

چہرہ ہے اپنا زرد بھی بھرتے ہین آہ سرد بھی
دلمین ہمارے درد بھی ہوتا ہے بار بار آج

کوئی نہین ہے ساتھ مین تیغ فقط ہے ہاتھ مین
وحشی ڈرانی رات مین جاتا ہے کوہسار آج

رند و نکی ہے یہ انجمن کرنا سمجھکے یان سخن
شیخ تمھارا پیرہن ہوئیگا تار تار آج

آئینہ آگے ہے رکھا مجھکو دکھائی ہر ادا
ہم ہین ہمارا میکدہ ہم ہین ہمارا یار آج

کل تو یہ اشکبار تھے کل تو یہ بیقرار تھے
کل تو یہ سوگوار تھے ہونے لگا سنگار آج

دشت مین ہجر کا ستم بڑھتا گیا ہے رنج و غم
جمتے نہین ہین اب قدم چھالو نکا ہے ابھار آج

بڑھ گیا ہجر کا تعب اس سے ہوئی ہین جان بلب
ہمسے ملین غریب سب ہوتی ہین بے دیار آج

جمع ہوا ہے جا بجا ایک تماشہ ہوگیا
پڑھنے کو میرا فاتحہ آتا ہے سوگوار آج

عشق کی ہے یہ ابتدا اسکا ہے ماجرا برا
سونچو شفیق تم ذرا دلپہ ہے اختیار آج

ردیف جیم فارسی

اب جہان سے ہے قلب مضطر کو چ
ایک دن ہے مرا مقرر کوچ

پامین ہائے وطن مین تکلیفین
آخر الامر ہے مقرر کوچ

دیکھی جب آمد خزان سینے　　کر گئے باغ سے گل تر کوچ
ہین نذر کیا مسافران عدم　　کرتے ہین رات کو برابر کوچ
ختم ہے دور تیرا شیخ آیا　　بزم سے اب ہے تیرا ساغر کوچ
فکر دنیا سے جان بچتی ہے　　زندگی سے کہین ہو بہتر کوچ
مرنے والے ہے سنکے کہتے ہین　　ہو رہا ہے جہان سے کیونکر کوچ

اے شفیق اس جہان فانی سے
کر گئے سیکڑون سخنور کوچ

ہاتھ اپنا تو نہ مجھسے یار کھینچ　　جلد میرے قتل پر تلوار کھینچ
دو جہانکو خاک کر دے دل جلے　　ایک ایسی آہ آتشبار کھینچ
دیکھنے والے ادائین دیکھ لین　　تیغ مجھپر تو سر دربار کھینچ
پاؤنین لغزش ترے ہونے لگی　　ہاتھ اب ساغر سے او میخوار کھینچ
ہر نفس مجھکو خلش کا ہے مزا　　چارہ گر دل سے نہ تیر یار کھینچ
جس سے راحت کا مزا ملتا رہے　　اسطرح دل گیسوئے خمدار کھینچ
چارہ گر مین دشت کو پھر جاؤنگا　　پہلے تو تلووں سے میرے خار کھینچ
دیکھتے ہی جسکے صحت ہو تجھے　　نقش ایسا مردم بیمار کھینچ
پھر دکھا قاتل وہی بانکی ادا　　پھر ہمارے قتل پر تلوار کھینچ

اپنی جا پر جل کے رہ جا شفیق
ہجر مین یون آہ آتشبار کھینچ

کہتا تھا مجھسے یہ دل خانہ خراب سچ　　تجھکو مٹائیگا ترا جوش شباب سچ
ہو راز عشق یا کہ کوئی بات اور ہو　　کہنا پڑے گا سب مجھی روز حساب سچ
ناصح جناب شیخ ہین کیا دون انھین جواب　　ہر بات پر مین کہتا ہون ہان ہان جناب سچ

دل مجھسے کہہ رہا ہی کہ جاتے تو ہو وہان
پوچھے کوئی وہ بات تو دینا جواب سچ

وہ آج بھی نہ آئے تو بچنا محال ہی
کہہ مجھسے کہہ رہا ہی مرا اضطراب سچ

آنا نہ آنا سبکا زمانہ مین ایک ہی
یہ کہہ رہی ہے مجھسے حیات حباب سچ

دیکھا تھا مینے رات کو اب انتظار ہی
مدت سہی سن رہا تھا کہ ہوتا ہی خواب سچ

دیوانہ منتشر ہے کہ روز حساب ہے
ہوتا ہے سب سے آج سوال و جواب سچ

اتنا بتا مجھے تپ سوزان نہ اے طبیب
اوسنے کیا ہے کیا مرے دلکو کباب سچ

اب ابتدائے عشق مین رکتا نہین ہی اشک
دریا بہائے گی مری چشم پر آب سچ

شکر یہ اوسکا آج تو عاشق ادا کرے
جانباز کا دیا اوسے اوسنے خطاب سچ

وہ ظلم پہلے سب تھی ڈرانے کیواسطے
دیوانے تجھپر آج ہوا ہی عتاب سچ

احباب کہہ رہے ہین کہ تنہا باتری ہی عشق
ہی واقعات عشق کی تیرے کتاب سچ

ردیف حائے مہملہ

ضبط پر ہو جائے میرا اختیار اچھی طرح
پھر دل بیتاب ہو نا بیقرار اچھی طرح

حشر مین دیکھا جو مینے اوس تغافل کیش کو
ہنسکے کہتا ہی مرے امیدوار اچھی طرح

جب سنین گی میری تربت کا نشان بھی مٹ گیا
پھر مجھے روئین گی میری سوگوار اچھی طرح

جان لیکے سبکی اونکو دفن کرکے یہ کہا
سوئین گے راحت سے اب تو جان نثار اچھی طرح

موت میری آگئی آیا نہ وہ قاتل مرا
اب تڑپ تو او دل بے اختیار اچھی طرح

زندگی مین تیر مارا تھا قیامت مین ملے
پوچھتے ہین مجھسے اوسینہ فگار اچھی طرح

اک بغل مین دست ساقی ہاتھ مین ساغر لئے
میکدہ سے آج نکلا بادہ خوار اچھی طرح

جسطرف کو دیکھئے دیوانگان عشق ہین
دشت مین آنیکو ہی فصل بہار اچھی طرح

سر کو اپنے پھوڑکر کپڑے رنگے ہین خون مین
اکی سودائی ہنسلے دیکھا لالہ زار اچھی طرح

دیکھکر مجھکو تڑپتا ہنسکے وہ کہنے لگے
جان دیتا ہے ہمارا جان نثار اچھی طرح

خوب میخانیکو ساقی نے کیا آراستہ
مے پئیں آکر ہمارے بادہ خوار اچھی طرح

بعد مرنیکے بھی محشر مین کھٹکنا ہی مجھے
گو مرے تلوونمین کرلے نوک خار اچھی طرح

یہ سمجھ لینا کہ ہم بھی مل گئے بس خاک مین
جیب کفن مین بھر گیا گرد و غبار اچھی طرح

خواب مین آیا ہے وہ یارب نہ مین بیدار ہون
اوس سے ہو جائے ذرا قول و قرار اچھی طرح

بعد مرجانیکے بھی آنکھین نہ میری بند ہون
حشر تک ہو جائے اوسکا انتظار اچھی طرح

بیٹھکر گوشہ مین کر یاد خدا کچھ دن شفیق
زندگی کے دن جو باقی ہین گذار اچھی طرح

تڑپا ہون شب کو رک گئی فریاد وقت صبح
دم تو بھی لے لے اے دل ناشاد وقت صبح

اوٹھے ہین سو کے آنکھوں مین کیسا خمار ہے
حاضر ہوئے ہین مانی و بہزاد وقت صبح

زندان سے قیدیون کی نظر اوسکی سمت ہے
آیا جو اتفاق سے حدّاد وقت صبح

اس وقت ہر مریض کو ہوتا سکون ہے
تو بھی ذرا سنبھل دل ناشاد وقت صبح

دشنام مجھکو دیتا ہے غصہ کو روک لے
خالق کا نام لے ستم ایجاد وقت صبح

کی شب کو چارہ سازون نے تیمارداریان
محنت تمام ہو گئی برباد وقت صبح

دیوانہ سو کے اوٹھا ہے برہم مزاج ہے
لینے کو فصد آیا ہے فصاد وقت صبح

کلمہ بھی بھول جاتے ہین مرنیکے شوق مین
قاتل کہا کبھی کبھی جلاد وقت صبح

صیاد قیدخانہ مین آیا ہے بے حواس
کچھ قیدیون پہ پڑ گئی افتاد وقت صبح

اوٹھے ہین سو کے یہ ہے تصدق کا انتظام
قیدی بھی آج ہوتے ہین آزاد وقت صبح

سب سونے والے جاگے ہین قیدی کا شور ہے
کرتا ہے ایسے درد سے فریاد وقت صبح

اوٹھتے ہی سو کے دل کسی جانب کو کھنچ گیا
کسنے شفیق تجھکو کیا یاد وقت صبح

ردیف خائے معجمہ

کچھ مسیحا ہے برا صاحب آزار کا رخ
جانب قبلہ ہوا ہے تری بیمار کا رخ

دلمین کچھ ہو نکلے پر دیکے قرین آیا ہی
آج بیٹھ حسب ہی بہت طالب دیدار کا رخ

وہ جو ہنسنے لگا ساقی نے بہت ضبط کیا
مسکراتا رہا دیکھا کیا میخوار کا رخ

امتحانگاہ مین اف بھی نہ زبانسے نکلی
غیر دیکھا ہی کئے تیرے وفادار کا رخ

سخت جانی نے مری کیسا پریشان کیا
آج تو پھر گیا ظالم تری تلوار کا رخ

جسم سے جان چلی شغل تبسم ہی رہا
مرتے دم پیش نظر تھا کسی دلدار کا رخ

بزم مین دیکھتے ہی اوٹھنے لگے سب کے سب
بادہ کش دیکھ رہے تھے ترے سرشار کا رخ

ہو بہو حال کہی جاتے ہین دونو اپنا
دلکی جانب ہی مرے گیسوئی خمدار کا رخ

دل کو ٹھہراؤ شفیق اسکو غنیمت سمجھو
خواب مین دیکھ لیا آپنے دلدار کا رخ

صید افگن خون سے ہو جائے کوئی نخچیر سرخ
توڑ کر سینہ کسیکا آج نکلے تیر سرخ

یہ کہا ہنسکر اونے قاتل ہے میرے کیا خطا
عکس زخمی کا پڑا اب ہوگئی تصویر سرخ

یہ غرض ہی اوسکی عاشق مجھکو قاتل جان لی
اس سبب سے خون سے لکھی مجھے تحریر سرخ

قتلگہ مین حکم میرے قتل کا تونے دیا
آج تیرا پیرہن ہوگا بت بے پیر سرخ

خون میرا کرکے تو مجھکو قیامت مین ملا
یہ اثر باقی ہے اب تک ہے تری شمشیر سرخ

امتحانگہ کا مجھے معلوم ہے سارا ہی حال
دل کسیکا خون ہوگا یا کسیکا تیر سرخ

واہ اے قاتل لگائے زخم کاری جا بجا
ہوگیا جس سے لباس عاشق دلگیر سرخ

ہاتھ اک پورا لگا مجھپر کہ میری جان جائے
دیکھ تو جلاد آہی ہے تری شمشیر سرخ

چھینے مین کیسی مشاقی جگر دل چھین کیا
تھی خوشی اونکی کہ ہو جائے ہمارا تیر سرخ

جانتا تھا قتل ہوگا یہ کسی کے ہاتھ سے
روسیاہی لیکے بیٹھا کاتب تقدیر سرخ

دل جلا ایسا ہون میری آہ سوزان سے شفیق
اُف زبان سے میری نکلی ہوگئی زنجیر سرخ

ردیف دال مہملہ

تجھی سے کرتا ہون مین حالِ دل بیان قاصد
کہ تو ہی ہے مرا دنیا مین رازدان قاصد

سناتا خوب مری اونکو داستان قاصد
ترے دہن مین جو ہوتی مری زبان قاصد

چراغ عمر مرا گل ہے بیٹھ میرے پاس
اندھیری رات مین جائیگا تو کہان قاصد

نہ پوچھ حال مرا مجھکو رنج ہوتا ہے
بتاؤن درد تجھے ہے کہان کہان قاصد

پتہ نہ اوسکا ملا اور نہ کوئی خط آیا
خدا ہی جانے گیا ہے مرا کہان قاصد

یقین ہے سنکے مجھے وہ بھی دیکھنے آئین
جو اونکے کان مین پہونچے مری فغان قاصد

جو اونسے سنتا ہے مجھسے تو بیان کرنا
کہ میرے اونکے تو ہے تو ہی درمیان قاصد

چبا چبا کے نہ تو ذکر غیر مجھسے کر
ترے فراق مین جائیگی میری جان قاصد

کچھ اونکے غصہ کا انداز تو بیان تو کر
اوڑائین کسطرح نامہ کی دھجیان قاصد

الہی آتے ہون وہ یا مجھے بلایا ہو
سنا تو ہے کہ کچھ آتا ہے شادمان قاصد

وہ ہوشیار ہے پہونچا جو اوسکے کوچہ مین
ہر ایک شخص سے ہوتا ہے بدگمان قاصد

تمام عمر ترا ایسا انتظار کیا
کہ کھنچ کے آئی ہے آنکھون مین میری جان قاصد

یہ غیر کہنے لگے اوس سے اونکی صحبت مین
جو کچھ کہا تری کٹ جائیگی زبان قاصد

جو اوسنے پوچھا مجھے اوسکو خوب وقت ملا
شفیق کہنے لگا تیری داستان قاصد

خدا کیواسطے کچھ دن ہو مہربان صیاد
نہ کر بہار مین مجھکو روان دوان صیاد

بڑھی ہے حد سے سوا گرمیٔ فغان صیاد
کہ اب تو خشک ہوئی جاتی ہے زبان صیاد

گذشتہ حال مجھے اپنا یاد کرنے دے
سناؤنگا تجھے پھر اپنی داستان صیاد

قفس مین دیکھ کے افسردہ مہربانی کی — سنا رہا ہے مجھے اپنی داستان صیاد
غرض یہ ہے کہ رہون حشر تک اسیر ترا — مرے پہ کاٹنا میری نہ بیڑیان صیاد
اسیر کہتے ہین سب میری بدزبانی سے — عجب نہین کہ ابھی کاٹ لے زبان صیاد
پرونکو کھول کے اوسکو دعائین دیتا ہے — جو کچھ اسیر پہ ہوتا ہے مہربان صیاد
زمانہ قید مین گذرا تو کی ہے دلجوئی — کہ رفتہ رفتہ ہوا ہے مزاجدان صیاد
اسیر تو نے کیا ہے تجھی سے کہتا ہے — برا بھلا مجھے کہتا ہے باغبان صیاد
کیا ہے قید مگر یہ بتا خدا کے لئے — چمن سے لیکے مجھے جائیگا کہان صیاد
قفس مین مر گئی بلبل تو یہ ہے نادانی — کہ اوسکے آگے بجاتا ہے چٹکیان صیاد
قفس کے پاس اگر آکے بیٹھ دم بھر کو — مزے کی تجھکو سناؤنگا داستان صیاد
چمن سے دشت مین جانا ہے بلبلونکا محال — سنا ہے راہ مین لوٹیگا کاروان صیاد
اوسی شجر کو گرایا ہے باغین تو نے — کہ جسکی شاخ پہ تھا میرا آشیان صیاد
نہ آشیان ہے نہ مین ہون نہ ہے قفس باقی — سمجھ سمجھ کے مٹایا مرا نشان صیاد
یقین ہے کہ کسی روز دل کو تھامے گا — سنے اسیرونکی چھپ چھپ کے داستان صیاد
جو اف زبانسے کرون جل کے خاک ہوجاؤن — برائے نام قفس کی ہین تیلیان صیاد
کرے اسیرو نپہ جو ظلم تجھکو زیبا ہے — زمین تری ہے ترا ہے آسمان صیاد
ہوئی ہے قید مین مدت کہ کچھ بھی یاد نہین — کہ تھی بہار گلستان مین یا خزان صیاد
اثر تو دیکھ مین ذکر بہار کرتا ہون — کہ سبز ہونگی قفس کی بھی تیلیان صیاد

شفیق ضبط کیا ایسا آہ سوزان کو
جگر سے اب مرے اوٹھنے لگا دہوان صیاد

شوق سے اپنے بنے تھے صاحب آزار خود — دیکھتے ہی اونکو اچھے ہوگئے بیمار خود
وحشیونسے کوئی کہدے دشت مین رکھا ہے کیا — در پہ آبیٹھین تو دیکھین گے جمال یار خود

کہتا ہے ظالم در زندان کو نکلا توڑ کر
اب ہرا دیوانہ ہوتا ہو ذلیل و خوار خود

چارہ گر کہتے ہیں اب امید جینے کی نہیں
جانب قبلہ پھرا ہے صاحب آزار خود

بعد مدت کے ہوا اتنا تعلق قید میں
ساتھ میرے دل کے بیٹھے ہیں در و دیوار خود

جانتے ہیں خون عاشق ہم سمجھ کر شوق سے
یون ازل کے دن سے ہنستی ہیں لب سوفار خود

پھینا ساقی کا ہو آیا ہے پہلے بزم میں
شغل ہے اوسکو سکھا دینگے بادہ خوار خود

جسنے بگڑی ہیں وہی جانیں فدا اپنی کریں
لطف سے اونکے کھنچی ہیں ابروی خمدار خود

وہ تو آیا بام پر شلاؤ کیا اوسکی خطا
سر جھکائے سب کھڑے ہیں طالب دیدار خود

کہتے ہیں عشاق اب بچنا دلونکا ہو محال
اپنی حد سے بڑھ گئے ہیں گیسوی خمدار خود

وقت آخر آئے ہیں دیکھا ہمارا غیر حال
ظلم کا آخر کو اپنے کر لیا اقرار خود

دیکھنے والونکے دست و پا میں رعشہ پڑ گیا
اس دلیری سے گیا قیدی قریب دار خود

کوئی پوچھے یا نہ پوچھے کہتا ہے دیوانہ حال
بے سبب ہر بات کا اقرار خود انکار خود

ہے مقدر سے مزاج یار ایسا اے شفیق
بے سبب ہر بات پر ہو جاتی ہے تکرار خود

دے گیا ابر بہاری پہلوی بسمل میں درد
ساتھ بجلی کے چمک اوٹھتی ہے اوٹھا دلمیں درد

آئی پیری کم ہوا جس سے دل بسمل میں درد
اک جوانی کے سبب تھا ہمیشہ دلمیں درد

او قدر انداز میں دیکھونگا مشتاقی تری
تیر اوس جا پر لگا نا جس جگہ ہو دلمیں درد

کہتا ہے ناوک تف الفت کہ شکو نہ بچ گئے
ہمتو کچھ سمجھے نہ تھے ہوتا ہے کیونکر دلمیں درد

ایک مدت ہو گئی گھر کر لیا دلمیں مرے
چارہ گر کہتے ہیں جائیگا بڑی مشکل میں درد

اے دل بیتاب جاتا ہے دیار یار تک
موت آئیگی اگر اوٹھا کسی منزل میں درد

جو نمک اوٹھا اک چمک ہوتی ہی تکلیف تھی
ایک تہک ہونے لگا ایسا دل غافل میں درد

بعد مدت کی قیامت جب وہ آئے سامنے
حشر برپا ہونے لگا پیدا ہوا پھر دل میں درد

ہاتھ پھیلائے ہے کب سے جام دے ساقی آ کے
ہے یقین ہونے لگا ہوگا کف سایل مین درد

دوستو کہنا مسیحا سے کہ آ کر دیکھ لین
پھر جھلک پیدا ہوئی ہونے لگا پھر دلمین درد

ذکر الفت کر کے تمنے مار ڈالا اے شفیق
نام دلبر کا لیا ہونے لگا پھر دلمین درد

ردیف دال ہندی

زندگی بھر تو نے تڑپایا کیا اچھا گھمنڈ
یار سے شکوہ نہین ہے تجھسے ہے شکوا گھمنڈ

وہ بھی یکتا ہے جہاں مین مرزا والا تو بھی ایک
چاہئے اس بات پر تجھکو دل شیدا گھمنڈ

اچھی صورت ہو مگر اخلاق بھی اک حسن ہے
یاد رکھ انسان کو کر دیتا ہے رسوا گھمنڈ

ثانی یوسف سہی تم جان لو اتنا مگر
بادشاہ حسن کو ہوتا ہے نازیبا گھمنڈ

اپنی جا پر بیٹھ کے اوٹھنا ہے اک کسر شان
جسقدر رچی جا ہے کر لے تیرا نقش پا گھمنڈ

بچپنا اچھا تھا ہمسے بات تو کرتے تھے تم
جب شباب آیا تو صاحب بڑھ گیا کینا گھمنڈ

آئے میت پر مرے آنسو بہائے آپنے
جاتے بس بیٹھے بھی آپکا دیکھا گھمنڈ

آئنہ بجس ہے وہ تو شکل دیکھے رات دن
جاننے والون سے اپنے اے رخ زیبا گھمنڈ

تم سے ان پڑھ بھی بہت دنیا مین گذرے اے شفیق
ایک دیوان کر لیا موزون تو او سپر گیا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

سمجھ رہا ہون تجھے اپنا رازدان کاغذ
تجھی پہ لکھنی ہے الفت کی داستان کاغذ

تجھی سے ہوتا ہے احوال سب عیان کاغذ
تو ہی ہے ساری زمانیکا رازدان کاغذ

لکھونگا سوز محبت مگر یہ خوف بھی ہے
جلا نہ دے تجھی یہ گرمی بیان کاغذ

خدا کی شان نے قابل تجھے بنایا ہے
تو ہی تو لیتا ہے عالم کا امتحان کاغذ

تو ہی ہر ایک کا غیبت مین حال کہتا ہے
تو ہی زمانہ کی ہے دوسری زبان کاغذ

ہمارے قتل کا محضر بنائیگا قاتل
تجھے اوٹھا یا ہی مہندی لگائی ہاتھونسے
تلاشین ہی کہ مل جائے خونچکان کاغذ
بنی ہوئی ہین حسینونکی اونگلیان کاغذ
خفیف سوز تپ غم کا حال لکھا ہے
لکھا ہے سوز تپ غم اثر بھی اتنا ہو
اثر ہی ایسا کہ دینے لگا دہوان کاغذ
چھوئین جو غیر تو جل جائین اونگلیان کاغذ

شفیق کہہ چکا دیوان شکر خالق کر
ہر ایک وقت مین لیتا تھا امتحان کاغذ

اپنے ہی ہاتھ سے لکھا تعویذ
جو کرے کار مسیحا تعویذ
بازو ئے یار پہ باندھا تعویذ
ایسا مل جائے خدایا تعویذ
تجھکو سینے سے لگائے رکھا
تو ہے میرا دل شیدا تعویذ
تیرے دیوانہ پہ آتی ہے ہنسی
پینے کے دھوکہین کھایا تعویذ
آخر الامر مری جان گئی
نکلا رد بلا کا تعویذ
جب جوان ہو گئی وہ نام خدا
جا کے مسجد مین پڑھایا تعویذ
کیسی دلکش ہی حسینون کی ادا
کچھ عجب حسن سے باندھا تعویذ
خوف ہی ایسا نظر کا اونکو
کوششین کر کے منگایا تعویذ

جھگڑے آسان ہون ریفونکی شفیق
یہ کسی نے نہین پایا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

صحبت مین تری شور ہو جانا نہ سمجھکر
میخوار چلے آئین نہ میخانہ سمجھکر
مے نوش تری بزم مین مدہوش ہین ساقی
شیشے پہ گرے پڑتے ہین پیمانہ سمجھکر
ہے قتل کا ہنگام مرے غیر کھڑے ہین
کر کام یہان ہمت مردانہ سمجھکر
بیتابی دل دیکھ چکی شمع جب اوسکی
خود ورونے لگی مطلب پروانہ سمجھکر

کیا کام ہمین اس سے کہ کیا کہتا ہی واعظ
عشاق یہہ کہتے ہین کہ اچھے ہین یہ سودائی
سنسان ہین دل اونکے تو خود اپنے ہی گھر مین
بے ہوش ہین ہم ایسے کہ خود اپنے ہی در پر
کیا چیز بری ہوتی ہی نا تجربہ کاری
کفار سے کہدو کہ وہان اور ہی حالت
محفل مین وہ آئے ہین تو ہیبت حکم دیا ہی

ہم سننے لگے قصۂ جانانہ سمجھکر
وہ بات تو کر لیتے ہین دیوانہ سمجھکر
وحشی ترے بیٹھے رہین ویرانہ سمجھکر
سجدہ کو جھکے ہین ترا کاشانہ سمجھکر
ہین دلکو برا کہتا ہون بیگانہ سمجھکر
اب کعبہ نہ جائین کہین بتخانہ سمجھکر
اب بات کرے شمع سے پروانہ سمجھکر

تبلائے کچھ کام شفیق آپکا نکلا
لاکھو لئے کیا آپنے یارانہ سمجھکر

وہ لگائین گے اگر تیر نظر آنکھون پر
بعد مدت کے اگر آئے تو احسان کیا
سرمہ کیون آپ لگاتے ہین مجھے خوف یہ ہی
میرے مرجانے سے کچھ آپ نہ تکلیف کرین
رہتا پر بھی نہین قلب و جگر پر قابو
دیکھتے ہین جو برا حال مرا فرقت مین
سرمہ آنکھونمین لگاکر نہین چار آنکھین کین
قتل کرکے مرے قاتل کو وفا یاد آئی
ناوک ناز جو آئے تو بڑی خاطر ہو
عدم آباد کے رستے مین نہ پھر منہ کھولا
کہا صیاد نے بلبل سے تجھے چھوڑدین اب
شاعر مین یہی گر حال رہا تیرا شفیق

مردم چشم کی رو کو لگا سر آنکھون پر
آئے بیٹھے اے رشک قمر آنکھون پر
کہین ہوجائے کسی کی نہ نظر آنکھون پر
آپکے رونے سے پڑتا ہی اثر آنکھون پر
ہاتھ پاؤن مین نہ کچھ زور نہ سر آنکھون پر
ہاتھ رکھ لیتے ہین عبرت سے بشر آنکھون پر
سمجھا ہوجائیگی آنکھونکی نظر آنکھون پر
پیار کرنے لگا اور رکھ لیا سر آنکھون پر
اوسکو بٹھلائین مرے قلب و جگر آنکھون پر
پہلے ایسی ہی پڑی گرد سفر آنکھون پر
ایسا تڑپی کہ جمے ہین ترے پر آنکھون پر
سب بٹھائین گے تجھے اہل نظر آنکھون پر

دل مرا کہتا ہی مجھسے بزم خوبان دیکھکر — یاد آتی ہی جوانی ایسے سامان دیکھکر
وائے ناکامی مجھی مرنے کی حسرت رہ گئی — رک گیا جلاد کا خنجر رگ جان دیکھکر
فاتحہ کو کیون وہ آئے کون لایا ہی اونھین — اونکا دل ڈر جائیگا گور غریبان دیکھکر
یہ نہین معلوم اوسمین کونسی شی دلگی تھی — ہو گیا خاموش ظالم اپنا پیکان دیکھکر
فاتحہ کو ایک مدت تک نہ جب آیا کوئی — آسمان رویا کیا گور غریبان دیکھکر
آئینہ مین دیکھکر دیوانہ کو غش آگیا — اپنی صورت دیکھکر اپنا گریبان دیکھکر
رند واعظ کو پلادیتے زہر دستی مگر — رحم اونکو آگیا مرد مسلمان دیکھکر
دشت پیمائی مین یہ تکلیف پہونچی ہی مجھے — پاؤن تھرانے لگے خار مغیلان دیکھکر
کسطرح جلاد کا کوئی گمان اونپر کرے — جو ڈرین خود اپنی ہی زلف پریشان دیکھکر
خون ہلکا ہی تمھارا غش تمھین آجائیگا — پھیر لینا منہ کو خون آلودہ پیکان دیکھکر
آج زندان مین مجھی جی بھر کے سب تکلیف دین — کل مجھی کو روئین گے میرے نگہبان دیکھکر
قیس اس کوشش مین آخر چلتے چلتے مرگیا — ہم ذرا دم لین کوئی اچھا بیابان دیکھکر
اتفاقاً آج خلوت مین مرا جانا ہوا — خوش ہوا مین اونکی آرایش کا سامان دیکھکر
سیر گہ مین اتفاقاً آج دیوانے گئے — اور وحشت بڑھ گئی تصویر زندان دیکھکر
سیر گل سی اور دیوانون کی وحشت بڑھ گئی — ہاتھ رکھا ہی گریبان پر گلستان دیکھکر
مانی و بہزاد نے کیا ہوش کھوئی ہین میرے — مجھکو سکتا ہو گیا تصویر جانان دیکھکر

جس سے تم کو عشق ہی ایسا حسین ہی وہ شفیق
الحذر کہتے ہین سب گبر و مسلمان دیکھکر

پھر نہ چین آیا کبھی اوٹھی وہ سامان دیکھکر — دل نہ قابو مین رہا خواب پریشان دیکھکر
وائے ناکامی کہ منگوائی تھی کیسی شوق سی — ہو گیا دیوانہ مین تصویر جانان دیکھکر
ڈھلتے ہی دن ایک گوشہ مین چھپا وہ خوف سے — دل مرے پہلو سے لپٹا شام ہجران دیکھکر

فاتحہ کو جب وہ آیا دل نہ قابو مین رہا
کیون اسیرونکو ادہر سے لیگیا صیاد تو
چاہتے ہے وحشیون مین آپکی ہو جائے نام
روتے روتے مسکرانا یار کا یاد آگیا
یہ نہین معلوم اوسکے دلمین کیا آیا خیال
محفل احباب مین اب آکے پچتا تا ہون مین
بڑھتا تھا میری طرف دست جنون رکگیا

رو دیا سب لا دیکھی گور غریبان دیکھکر
آشیان یاد آگیا انکو گلستان دیکھکر
ہم بھی جا بیٹھین کوئی خالی بیابان دیکھکر
بزم مین چپ ہو گئے سب مجھکو حیران دیکھکر
قیس کچھ ہنسنے لگا میرا گریبان دیکھکر
سب پریشان ہو گئے مجھکو پریشان دیکھکر
اپنی قوت دیکھکر میرا گریبان دیکھکر

روز کو جیمین گھڑی رہتی ہو اوسکی اک شفق
شوق نظارہ بڑھا تصویر جانان دیکھکر

یہ کہا ہنسکے مجھ پہ مارا تیر
دیکھو قاتل کی میرے مشتاقی
تو جو نکلا تو جان بھی نکلی
دل ہی کچھ جانتا ہی اوسکا مزا
دلمین جو سجا تھا وصل کا ارمان
اسلئے تجھکو دلمین رکھا ہے
خون آلودہ دیکھکر بولے
مین کمان لینے چلا ہون دلکو بچاؤ
اوسنے دیکھا تو دلمین زخم پڑا
حسرت دید رہ گئی باقی
دل بھی چھیدے تو یا جگر چھیدی
دلمین تصویر رہگی اوسکی

کیا ترے دلمین ہے ہمارا تیر
باتون باتون مین دلپہ مارا تیر
دلکو ہے تیرا ہی سہارا تیر
یار نے جس ادا سے مارا تیر
اوسی جا پر پڑا قضا را تیر
تیرا ہر وقت ہو نظارا تیر
کیسا پیارا ہی پیارا پیارا تیر
اسیر آہ اوسنے پکارا تیر
اونکی آنکھ نکا تھا اشارا تیر
توڑ کر دل مرا اسد مارا تیر
تیرا ہر ظلم ہے گوارا تیر
یار نے اس ادا سے مارا تیر

اُف ری جلاد تیری بیدردی
دل بچایا جگر پہ مارا تیر

وصل کا اوس سے پوچھنا ہے مزا
جسکے دل میں رہا تمھارا تیر

اُف ری جلاد فطرتیں تیری
دل کو تاکا جگر پہ مارا تیر

دل مضطر شفیق پوچھتا ہے
یار نے کس خطا پہ مارا تیر

وائے ہو میخوار تشنہ کام پر
گر پڑا بیہوش ہو کر جام پر

پہلے اے دل عشق میں دی امتحان
پھر کبھی مرجانا اوسکے نام پر

ساقیا واعظ بھی اب پینے کو ہے
آج حسرت کی نظر ہے جام پر

اب در جانان پہ جانا ہے محال
غش مجھے آنے لگا ہر گام پر

اے دل ناداں حسینوں میں نہ جا
کچھ نظر ہے عشق کے انجام پر

سوتا ہے منہ ڈھانپ کر رشک قمر
چاندنی چھٹکی ہوئی ہے بام پر

یہ ہر اک فن سے ہمیں ظاہر ہوا
آدمی مرتا ہے اپنے نام پر

مرنے والے حشر تک سو یا گئے
رشک آیا مجھکو اس آرام پر

جاتے ہی ساقی کے در پر مر گیا
کیا پڑی افتاد تشنہ کام پر

وصل کیسا دیکھنا کیا چیز ہے
زندگی ہے نامہ و پیغام پر

کوششیں سب اوسکی ضایع ہو گئیں
وائے ہو ایسے دل ناکام پر

جام کوثر حشر میں پینا شفیق
وان لٹے گی مے خدا کے نام پر

دعا یہ ہے کہ ذرا لطف اوٹھائیں آئی بہار
اور اب تو دلکو لئے جاتی ہے ہوائے بہار

اوٹھا جو ابر نظر آئی ابتدائے بہار
عجیب ناز سے چلنے لگی ہوائے بہار

کہا قفس میں جو بلبل نے ہائے ہائے بہار
جگر کو توڑ کے پیدا ہوئی ہوائے بہار

چمن مین خوب ہی ہمنے دو رنگیان دیکھین
کہین ہو سرخ کہین سبز ہی قباے بہار

قفس کی سمت سے طائر جو اوڑکی جاتی ہین
اسیر پوچھتے ہین اونسے ماجراے بہار

سنبھالے رہنا دلونکو ذرا قفس والو
سنائیگا تمھین صیاد ماجراے بہار

جو ابتدا ہی مین دیوانہ ہوش سے گذرین
وہ کس طریق سے دیکھین گی انتہاے بہار

ہم اب تمام ہین اور دن خزانکی آپہونچے
خدا ہی خیر سے اگلی برس دکھاے بہار

جو اس زمانہ مین دیوانے قید سے چھوٹے
زبان سے اونکی نہین اور کچھ سواے بہار

ہزار ظلم خزان ہو پر آتی ہی ہر سال
تمام اہل چمن دیکھ لین وفاے بہار

یہ کہکے باغ مین میخوار روٹھکر بیٹھے
اب آکے ہاتھ سے اپنے ہمین پلاے بہار

چمن سے کام نہین تیرے عشق بازونکو
نہ آشناے خزان ہین نہ آشناے بہار

حسین باغ ہین ہر برگ گل کے آئنہ مین
ادائین دیکھتے ہین اپنی اور اداے بہار

شفیق باغ جوانی یہ کہکے مرجھایا
عجب نہین کہ تجھے عمر بھر رولاے بہار

زیور دکھائے تر سے یہ ہے تاثیر بہار
یار کی تصویر سے ملتی ہی تصویر بہار

کہتے ہین دیوانے صحرا سے قدم اوٹھتے نہین
کیا ہماری پاؤن مین لپٹی ہی زنجیر بہار

دشت مین دیوانون کی کپڑے رنگے ہین خون مین
ہوگیا دونا جنون ایسی ہی تاثیر بہار

سبزہ پر افشان کی ذرے گر پڑے ہین جابجا
ان حسینون کی سبب چمکی ہی تقدیر بہار

ابتدا بلبل نے دیکھی تھی کہ بیجان ہوگئی
آنکھ جب گلشن مین کھولی پڑ گیا تیر بہار

ابر کے ہمراہ چمکی برق بلبل نے کہا
اک نہ اک دن قتل کر ڈالیگی شمشیر بہار

عہد کیا ہوتا ہی اونمین تخلیہ ہی باغ مین
آج سب غنچہ دہن کرتے ہین تقریر بہار

حکم ہے معشوقونکا عشاق آئین باغ مین
عاشقونکی ہمنشین ثابت ہوگی تحریر بہار

یہ خزان کہتی ہے گلشن مین مجھے آنے تو دو
چار دن کے بعد مٹ جائیگی تاثیر بہار

کہتی ہی بلبل کہ مین سینہ سپر ہون ہی شفیق
لطف ملتا ہی جو پڑتا ہے کبھی تیر بہار

دن سے راہِ عشق مین گر شام کر — پھر مسافر چین سے آرام کر
ناصحا تو تفرقہ پرداز ہے — مجھکو سمجھاتا ہے اپنا کام کر
کون مجھسے یہ جنون مین کہہ گیا — قدر ہوگی اوتنی جتنا نام کر
موت میری مجھسے یہ کہکر ہٹی — جسنپہ تو مرتا ہی اوسکا نام کر
ہجر نے اسدرجہ لاغر کر دیا — سانس لیتا ہون کلیجہ تھام کر
اتفاقاً مین شریک بزم ہون — ساقیا لبریز میرا جام کر
کون یہ شانہ ہلا کر کہہ گیا — مرنے والے حشر تک آرام کر
دشمنون میت پہ دیکھو تو مری — کون آیا ہے کلیجہ تھام کر
حشر کے دن دوست بھی دشمن بھی ہین — میرا یارب اب بخیر انجام کر
دل ترے کہنے مین ہو مین کیا کرون — جتنا جی چاہے مجھے بدنام کر
ایک مدت کر چکا اپنی خوشی — اب مرا کہنا دل ناکام کر
اک نظر ہم اور تجھکو دیکھ لین — ایک لحظہ اور سیر بام کر
ہو بھلا ساقی ترا اور مے کی خیر — ہم فقیرون کو شریک جام کر

عاشقو نکو جس سے حیرت ہو شفیق
واقعات عشق طشت از بام کر

ردیف رائے ہندی

تڑپے ہی جاتے ہین دونو ہی جگر و دل کا بگاڑ — دیکھنے آتے ہین وہ بسمل سے بسمل کا بگاڑ
یا در کھ اے دل جو غصہ مین پڑا ایک بار یہی — جان و تنمین تفرقہ کر دیگا قاتل کا بگاڑ
حال یوسف سنتے ہی آیا تجھے غصہ بہت — وہ مقابل ہی ترے کچھ ماہ کامل کا بگاڑ

دل جگر کے زخم سے دریا بہینگے خون کے
آج قاتل دیکھے گا گھایل ہی گھایل کا بگاڑ

کی مری جامہ دری اب قید مین بھی بے خبر
اے مرے دست جنون اب کچھ سلاسل کا بگاڑ

آئینہ مین دیکھ تو تیرا ہی ہم پلہ کوئی ہے
جب تجھے جانون کہ کچھ اپنے مقابل کا بگاڑ

ایک دلکو دو حسین مانگین تو ہوتا ہے یقین
دیکھنے آئے ہین پھر سایل ہی سایل کا بگاڑ

مجھسے وہ کہتے ہین غصہ مین تجھے کچھ ہوش ہے
میری رسوائیکا باعث ہے تری دل کا بگاڑ

فکر مین قطع کی کیون خاموش بیٹھا ہے شفیق
نظر کر تعجیل سے کچھ ہے کیون نہین دلکا بگاڑ

دل کہتا ہے دیکھو لگا تیرا تیر نظر توڑ
جسطرح مجھے توڑا ہے اسطرح جگر توڑ

قاتل تجھے جب حال مرے دل کا کھلیگا
اک تیر سے پہلے مرے سینے کی سپر توڑ

وہ آئے ہین جی بھر کے اونھین دیکھلو تو بھی
اشکونکا ذرا تار تو اے دیدۂ تر توڑ

سرسبز تو ہونے دے ذرا نخل تمنا
ناداں ابھی خام نہ الفت کا ثمر توڑ

بیکار مجھے دیکھتا ہے ترچھی نظر سے
تیر نگہ یار مرا قلب و جگر توڑ

پہلے سے اذان دینے پہ توڑی گئی منقار
دم وصل کی شب آج تو اے مرغ سحر توڑ

سمجھیگا شفیق اپنا مین تیر نگہ یار
گر ایک اشارے مین مرا قلب و جگر توڑ

اچھا ہے آج مجھسے ہوا اغیار سے بگاڑ
اونکے سبب سے روز ہوا یار سے بگاڑ

اے دل اونھین مین رہتا ہے اتنا سمجھ تو لے
اچھا نہین ہے گیسوئے خمدار سے بگاڑ

جی بھر کے تجھکو دیکھے گا وہ پیکے جائیگا
ساقی نہ اتنی دیر تو میخوار سے بگاڑ

جلاد تجھکو ظلم کا بانی مین جب کہون
سب کار زندگی ہے مری تلوار سے بگاڑ

کل تخلیہ مین میرے ہی اونکے بگاڑ تھا
سنتے ہی سنتے ہو گیا دلدار سے بگاڑ

اونکا شب فراق مین رکنا محال ہے
نالون سے ہو گا دیدۂ خونبار سے بگاڑ

دیوانے پہ تجھ رحم اونھین آج آیا تھا
اسوقت ہو گیا تری گفتار سے بگاڑ

جلاد جسکے اف نہین نکلی زبان سے
اچھا نہین ہے ایسے وفادار سے بگاڑ

ہٹتا ہے وہ تو پاؤن سے ہی روکتا اوسے
دیوانے سے ہے سایۂ دیوار سے بگاڑ

تجھکو برا جو کہتے ہین جانے بھی دے شفیق
اتنی سی بات کے لیے کیون چاہیے بگاڑ

ردیف زائے معجمہ

صحت مین ہے مریض کی ناچار چارہ ساز
صدمہ سے آپ ہو گیا بیمار چارہ ساز

بیمار جو اخیر ہے دمکا شمار ہے
ہوتا ہے تھوڑی دیر مین ناچار چارہ ساز

کن خوبیون سے دی ہے تسلی مریض کو
ہنس ہنس کی بات کرتا ہے ہر بار چارہ ساز

جو چاہے اوسکے حق مین کرے اختیار ہے
بیمار کا ہے مالک و مختار چارہ ساز

غم میرا مجھکو آٹھ پہر چھوڑتا نہین
قسمت سے مل گیا ہے وفادار چارہ ساز

کہنا کسی سے کچھ نہین یہ راز ہے بڑا
دیکھے جو پاس ہو لب سوفار چارہ ساز

یارب اسے جہان کی راحت نصیب ہو
کسے قیتین ہے میرا مددگار چارہ ساز

مجھکو وہ عارضہ ہے کہ جینا محال ہے
بیکار کا علاج ہے بیکار چارہ ساز

ایسی ہماری آج تو حالت خراب ہے
جس سے تجھے عشق آیا ہے سو بار چارہ ساز

کچھ مصلحت ہے اسمین جو لائی انھین عزیز
نادان ہین وہ چاہئیے ہشیار چارہ ساز

چارہ گری کو آئے ہوا بیمار ہی خیال
ہوتا نہین جہان مین جفا کار چارہ ساز

صحت بھی دوستو مری ہو جائیگی درست
گر ایک رات کو ہو مرا یار چارہ ساز

بیمار غم کی آج تو حالت خراب ہے
مایوس ہو کے رو دیا کئی بار چارہ ساز

یہ ہے یقین تجھکو نہ اکدم جدا کرے
دیکھے جو تجھکو نرگس بیمار چارہ ساز

مرنیکے بعد یاد کریگا تجھے شفیق
جب قید غم مین ہوگا گرفتار چارہ ساز

کہتے ہیں دیوانہ گو ہوں دشت میں اشجار سبز
کہتے ہیں دیوانہ کیوں دیکھیں گی ہم گلزار سبز
کہتا ہے میخوار ساقی جب ہو لطف ابر دیدہ
پتیاں مرغوب ہیں بلبل کو جو ہیں گلزار سبز
اوسکی تصویر خیالی رہتی ہے پیش نظر
مرنے والا جانتا ہے اوسکو عالم کی بہار
سنتے ہیں برسات بھر وہ گل رہیگا انجمن
حکم ساقی نے دیا ہے پئیں سب یاسمن
شوق سے قاتل نے تو سم میں بجھایا تھا تیغ
چارہ گر کے بھیس میں آیا تھا کوئی غیر بھی
زہر چھڑکا ہے بدن میں کیسا نادان ہے مسیح
دیکھکر لاغر مجھے کہنے لگے سب ہی طبیب

یاں بھی ہوتے ہیں بہار زخم دامن دار سبز
گر بہار آئی تو ہوگا دشت کی تکرار سبز
چار شیشی سرخ رکھی ہوں کہیں پر چار سبز
آشیانہ میں نظر آنے لگا انبار سبز
کھپ گیا آنکھوں میں عاشق کی لباس یار سبز
لطف دیتا ہے غلاف خنجر خونخوار سبز
اب نظر آنے لگیں گی ہر در و دیوار سبز
شیشی ہاتھوں میں لیئے آتے ہیں سب میخوار سبز
یہ اثر تھا زہر کا سب ہو گئی تلوار سبز
وہ دوا دی ہے سراپا ہو گیا بیمار سبز
پوچھتا ہے سب سے اسکو ہے کوئی آزار سبز
جو شجر ہے خشک اوسکا ہونا ہے دشوار سبز

جوش گریہ اسقدر ہے حد نہیں جسکی شفیق
چشم وحشی کے سبب سے ہو گئے کہسار سبز

ردیف سین مہملہ

عدم آباد کو جاتے ہیں اسیران قفس
میرے مرنے سے اسیر دمیں ہوا حشر بپا
قید سے چھوٹ بھی جائیں تو کہاں جائینگے
اُف رے صیاد نگہبا تو لسنے پوچھا آکر
جب سنا پہلے بہار آئی تڑپتے تھے بہت
میں وہ بیدرد ہوں روتی ہوئی دن کٹتا ہے

آج تو چین سے سوئیں گی نگہبان قفس
رو کے سب کہنے لگے آج گئی جان قفس
اپنا طفلی سے رہا دست و گریبان قفس
کتنے گھٹ گھٹ کر مر ہونگی اسیران قفس
اب ہیں گلگشت میں جو شاد تھے اسیران قفس
صبح یاد آتی ہے جب شام غریبان قفس

ہلنے کے صیاد تسلی اونھیں دیدیتا ہے
سب اسی بات پہ مرتے ہین اسیران قفس

کوئی صحرا سے بگولہ جو ادھر آتا ہے
باتین کرتے ہین پریشان سے پریشان قفس

قیدیونکا کبھی صیاد نے پوچھا جو مزاج
وہ کبھی بات کہ جو ہوتی ہے شایان قفس

جنکو ہے شوق اسیری کا وہ کب ڈرتے ہین
ایک مرتا ہے تو سو آتے ہین خواہان قفس

چھوٹ کر قید سے سب بلبلین کہتی ہین یہی
مدتون یاد رہین گے ہمین یاران قفس

سنئے واد اونکے کلیجو نپہ چھری چلتی ہے
باتین جب پاس سے کرتے ہین اسیران قفس

کشمکش وہ ہے تڑپ بھی نہین سکتے قیدی
مار ڈالے گی اونھین تنگی میدان قفس

سینے سر ٹیکا تو صیاد نے غصہ سے کہا
تیرے مرجانے سے گھٹ جائیگی کیا شان قفس

اسمین کیا خوف ہے صیاد سے پوچھو تو شفیق
کونسی بات پہ رخصت ہوئے مہمان قفس

برق تڑپی گر کے میرے دل کے پاس
آیا تھا بسمل کوئی بسمل کے پاس

داغ سوزاں ہین ہمارے دل کے پاس
کیا ستارے ہین مہ کامل کے پاس

زخم دوزی کر کے تھوڑی دیر تک
بخیہ گر بیٹھا رہا گھایل کے پاس

یہ ہنسی آتی ہے وہ سمجھے گا کیا
ناصحا آیا ترے غافل کے پاس

زخم دوزی آپ ہی کرتا ہون مین
آئنہ رکھا ہوا ہے دل کے پاس

یہ خوشی ہے موت ہم کو آگئی
ورنہ پہونچے تھے تری محفل کے پاس

حسرتین آئین جگر مین زخم مین
ایک محفل اور ہے محفل کے پاس

عمر بھر اوسکا شریک حال ہے
ہے جگر موجود ہر دم دل کے پاس

راز ہمسے اپنا کہنا ہے اوسے
بیٹھ جاؤ تم ہمارے دل کے پاس

قیس کے باعث سے پہونچی دشت مین
مل گیا رستہ ہمین منزل کے پاس

ہاتھ پھیلایا کشش اتنی بڑھی
کھینچ کے دل پہونچا کف سایل کے پاس

کہتا ہے قاتل کہ کس سے پوچھین حال — مرتے دم کوئی نہ تھا بسمل کے پاس
بحر غم سے تھا نکلنے کا خیال — موت آئی دامن ساحل کے پاس
ہے عدم کی راہ کا حافظ خدا — اقربا پہونچا گئے منزل کے پاس
قیس بولا جس سے وحشت ہو فزون — یہ عمل بھی ہے کسی عامل کے پاس
آتش غم کی تمھین جب قدر ہو — دل تمھارا ہو ہمارے دل کے پاس
ایک خنجر ایک رکھی ہے چھری — ہے یہ سرمایہ ترے گھایل کے پاس
سب تماشائی کھڑے ہین دور دور — کوئی بھی آتا نہین بسمل کے پاس
قیس کا پیغام لیکر نامہ بر — جا رہا ہے صاحب محمل کے پاس

کہتے ہین دیوانے سبھی اے شفیق — پڑھنے بیٹھین گے کسی جاہل کے پاس

موت دیوانہ کو آئی ہے بیابانکے پاس — ہاتھ رکھے ہوئے ہے اپنا گریبانکے پاس
عشق رکھتا ہے حسینوں سے مجھے فکر یہ ہے — نام کو عقل نہین ہے دل نادانکے پاس
اپنے جتنے ہین وہ بیگانہ ہوئے عسرت مین — کوئی ملنے نہین آتا ہے پریشانکے پاس
لاغری سے مری مرنیکا او سے خوف ہوا — رک گیا دست جنون میری گریبانکے پاس
منزل عشق مین دیوانہ ترا بیٹھا ہے — پاؤن پھیلائے ہوئے خار مغیلانکے پاس
میری بھی شوق اسیری کی نہین حد کوئی — قید سے چھوٹ کر بیٹھا در زندانکے پاس
دلنے زلفونسے کہا اتنا مناسب ہے خیال — آتا ہے کوئی پریشان بھی پریشانکے پاس
اونکی خلوت مین گیا مین تو عنایت یہ ہوئی — وہ بھی شرمائے ہوئے بیٹھے ہین مہمانکے پاس
اپنے زانو پہ شب وصل رکھا سر میرا — دل بھی خوش ہے کہ مین ہون گیسوئے جانانکے پاس
قدر انداز ادھر دیکھ کشش اتنی ہے — خود ہی دل آئیگا کھنچکر ترے پیکانکے پاس
دل حسینون نے لیا جان بھی لے لی میری — اب تو کچھ بھی نہ رہا بے سر و سامانکے پاس

پنجتن مل گئے جنت مین چلو تم بھی شفیق
باتون باتون مین پہونچ جاؤگے رضوان کے پاس

ردیف شین معجمہ

زاہد عبث ہے کرنی دونو جہان کی کوشش
بیٹھا تو ہے زمین پہ ہے آسمان کی کوشش

بولا مریض سنکر لاکھون طبیب آئے
کیا چارہ گر کرینگے درد نہان کی کوشش

وہ جام بھر رہا ہے آتے ہین شیخ صاحب
سب خاک مین ملیگی پیر مغان کی کوشش

ڈالے ہین زخم دلمین مشتاق ہو رہے ہین
کرتے ہین مرنے والے سب امتحان کی کوشش

عشاق قتل ہوکر ملک عدم کو پہونچے
جلاد کر رہے ہین نام و نشان کی کوشش

جنکے ہین پاس دلبر وہ ہو رہے ہین شادان
فرقت نصیب کو ہے آہ و فغان کی کوشش

یارب مری لحد کو تا حشر تو بچانا
مر مر کے جینے کی ہے اپنے مکان کی کوشش

جاتے تھے کوئے دلبر رستے مین موت آئی
پہونچے ہین ہم کہان پر کی تھی کہان کی کوشش

ہے فکر بلبلونکو تازے ہی لائین تنکے
جیسے بہار آئی ہے آشیان کی کوشش

مجھسے ہے اونے وعدہ کیا نیند اونکو آئے
اغیار کو عبث ہے اب داستان کی کوشش

جب تیر دلپہ مارا اف بھی نہ منہ سے نکلی
اک عمر سینے کی ہے ضبط فغان کی کوشش

دل در پہ اونکے لایا ہو جائیگی رسائی
یا بخت تو مجھکو لائی اس مہربان کی کوشش

پہونچا نہ اوسکے در تک موت آئی رستے مین
کیا ناتوان کی قوت کیا ناتوان کی کوشش

چہرے سے میرے ظاہر سب حال ہو رہا ہے
کیا رائگان ہوئی ہے راز نہان کی کوشش

حضرت رشید صاحب فرما رہے ہین تجھسے
تو بھی شفیق کرنا اردو زبان کی کوشش

زخم سینے پہ لگا آگیا گھایل کو غش
خون میرا دیکھ کے خود آگیا قاتل کو غش

کیسے نادان ہین وہ مر گیا جب مین تو کہا
ہے سکون یا کہ یہ آیا مرے بسمل کو غش

ردالیہ ایسی دنیا مین رہی زردار خوش
دیکھ انکو لیکے جاتا ہی سوی کہسار خوش
گر صبر کرکے بیٹھا ہی قریب دار خوش

ٹھوکرین کھاتی ہی ہر رہرو کی آگی
ہجر کے صدمی اوٹھا کر مر گیا مجنون
دیکھنے والونکو عبرت ہوئی

مین تو ا
کمسنی
زخم پر زخ
تیرا ہی مجھلو
یار کے در پر صدا دی تھی کہ آیا لوی سیر
باغبان کہتا ہی صیاد سی تو صبر تو کر

تلمذ عشق کیا آیا ہرے عامل کو غش
یہ حمیت تھی کہ آنے لگا سائل کو غش
گل اودھر پھولی ادھر آیا عنادل کو غش

دیکھتے ہی اوسی کیا حال ہوا تیرا شفیق
اسطرح آیا نہ ہوگا کسی عاقل کو غش

جان نہ بچ جائے مری آئی دل بسمل کو غش
ہی یقین آسان کردی دردکی مشکل کو غش

خون زخمونسے نکلنے کا اثر اتنا تو ہو
ڈر گیا گھایل جو فوراً آگیا قاتل کو غش

یہ حمیت کہہ رہی ہی مجھکو اتنا خوف ہی
ہاتھ پھیلانے ہی آئیگا ابھی سایل کو غش

اتفاقاً قیس کی تکلیف کا دہیان آگیا
یہ اثر اولٹا تھا آیا صاحب محمل کو غش

ہی ابھی جلاد نادان قتل کرنا ہی محال
لطف ہی گر ساتھ آئے قاتل و بسمل کو غش

سچ تو یہ ہی ہجر کی تکلیف ہوتی ہی بری
ہمنے تو روکا بہت سو بار آیا دلکو غش

زخم کھائے سیکڑون لیکن نہ بالنی اونکی
خون اس درجہ بہا آنے لگا گھایل کو غش

نامہ بر اوس سی مصیبت سب ہی کہنی کو تھا
کچھ نہ نکلا تھا زبانسے آگیا ناقل کو غش

ناصحا ابھی حال میرا دیکھکر گھبرا گیا
مین تو دیوانہ تھا لیکن آگیا عاقل کو غش

ہو گئی سکتہ مین سب اونکی ادائین دیکھکر
میرے غش کے بعد آیا ساری ہی محفل کو غش

امتحان گہہ سے اوٹھی یہ کہکے گھبرائے ہوئی
سامنے میرے نہ آجائے کسی بسمل کو غش

بخیہ گر نے ایسی بیدردی سی زخم اوسکے ٹی
ضبط کرتے کرتے آخر آگیا گھایل کو غش

اوسکی رحمت نے سنبھالا مجھکو یہ کہکر شفیق
نظم کے میدان مین آئے کیون مری جاہل کو غش

پنجابی
باتون بسمل کی لاش
ر جھور ہون
رغبت ہی کرنی دو تو جدا دُ قاتل دکھا
مرگیا وہ عشق مین اوسکا اونہی لازم ہے یہ
زخم اسدر جبہ لگی ہین تن ہی سارا پاش پاش
تشبکو جلکبر مرگیا غسل دکفن کسنے دیا
ساتھ میرے قبر تک آئی مری مردہ دلی
مانگنے آیا تھا دل تجھسے اوسی موت آگئی
سر پٹکتی ہین بہت ارمان محشر ہی سبا
کمسنی بھی چیز ہی کیا زخم کاری دیکھکر

آپکے دربپر پڑی ہے آپکے گھایل کی لاش
ہو گی بیگور و کفن پہلو مین پھر دلکی لاش
اپنے کوچہ مین پڑی رہنے دو اک بسمل کی لاش
آگئے اوٹھوائے خیال یار میرے دلکی لاش
اوٹھ نہین سکتی کسی صورت تری گھایل کی لاش
صبحکو پھینکی گئی پروانہ محفل کی لاش
حشر تک لپٹی رہی گی مجھسے میرے دلکی لاش
ہے تری در پہ پڑی عرصہ سے اک گھایل کی لاش
حسرتین روتی ہین اوٹھتی ہی ہمارے دلکی لاش
ڈرگیا قاتل اوٹھانے آیا تھا گھایل کی لاش

خوف بدنامی تھا اوسکو یہ شفق اچھا ہوا
نعشکو اوسنے آگئے اوٹھوائی جو تجھ بسمل کی لاش

عمر بھر اپنے مسیحا سے رہا بیمار خوش
میرے مٹ جانے سے ہے کوئی زمین یار خوش
آئے تھے پھر عیادت کا نہین کچھ کہدیا
عمر بھر جو ٹھوکرین کھاتا رہا ہو دشت مین
سمجھے ہین سب اتفاقاً آج دیکھیگا ضرور
جب مریض غم کے دلمین آگیا اونکا خیال
آئے ہین پھر عیادت وہ دل بیتاب تھم
یہ کسی سے سن لیا اوسنے کہ آئی ہے بہار
عشق مین اوس شوخکے بیخود ہوا سارا جہان

وہ مریض اچھا ہی جسکا صاحب آزار خوش
جان میری لے ثواب ہے چرخ کجرفتار خوش
بات وہ ایسی ہی جس سے ہو نحیف و زار خوش
وہ کسی صورت نہین ہو گا ذلیل و خوار خوش
طالبان دید بیٹھے ہین پس دیوار خوش
چارہ سازونکو جو دیکھا ہو گیا بیمار خوش
حال کہنے دو کہ جس سے ہو مزاج یار خوش
جار ہا ہے آج دیوانہ سوے گلزار خوش
ایکجا بیٹھے ہوئے ہین کافر و دیندار خوش

بعد مرجانے کے اپنے حال پر رو دیا کیئے
زندگی بھر اپنی دنیا مین رہی زردار خوش

دیکھتے ہی ابر دیوانہ کی وحشت بڑھ گئی
ساتھیونکو لیکے جاتا ہی سوی کہسار خوش

دیکھنے والون کی دست و پا مین رعشہ پڑ گیا
مرنے والا آکے بیٹھا ہی قریب دار خوش

تم ابھی آئے ابھی جاؤگی سوچو تو شفیق
دو گھڑی کیواسطے دنیا مین ہو بیکار خوش

ردیف صاد مہملہ

جان دینے سے نہین ڈرتی ہین عزت کی حریص
مرکے اپنا نام کر جاتے ہین غیرت کے حریص

اسقدر اخلاق ہی کچھ بھی سمجھتے ہی نہین
عمر بھر دھوکی اوٹھاتے ہین مروت کے حریص

دیکھنے کی ہمکو عادت ہی کسی عالم مین ہون
ہمسے گر پوچھو تو ہم ہین اچھی صورت کے حریص

بخل ہی ایسا خدا کی راہ مین دیتے نہین
مال و زر کیا ساتھ لیجائینگے دولت کے حریص

ان حسینوں سے لگا کر دل ترقی خوب کی
در بدر کی ٹھوکرین کھاتے ہین الفت کے حریص

اس لئے کھنچوائین تصویرین کہ سب دیکھین ہمین
عاشقونمین نام کر لیتے ہین شہرت کے حریص

قتل گہ بھولے ہین یہ بھی جان دینے کی خوشی
در پہ قاتل کی چلے آئے شہادت کے حریص

دل ادھر آیا حسینوں پر گیا ایمان بھی
جھوٹی قسمین کھا رہے ہین اپنی حاجت کے حریص

صابر و شاکر رہی سب مرضی معبود پر
گھر سے بھی باہر نہین نکلے قناعت کے حریص

کہہ چکا دیوان اسمین فخر کیا تجھکو شفیق
اور بھی دنیا مین ہین تیری طبیعت کے حریص

ہین زمانہ مین بہت ایسے حمیت کے حریص
دولتین اپنی لٹاتے ہین سخاوت کے حریص

انکے در پر سائلوں کا روز رہتا ہی ہجوم
یہ گدا کو شاہ کر دیتے ہین ہمت کے حریص

قوت ذاتی حمایت کی نہین چاہان کبھی
گھر مین بیٹھے نام کرتے ہین قناعت کے حریص

دور سے یہ لوگ آکر بن گئے اہل زبان
لکھنؤ مین جان دیتے ہین فصاحت کے حریص

سب جسے اچھا کہین اچھا اوسیکا نام ہی
یہ نئی فطرت ہی جو ہوتا ہو اپنی شہرت کے حریص

ایک ہلدی کی گرہ لیتی ہی پنساری بنے
کیا ترقی کر سکین گا اپنی ذلت کے حریص

آسمانکے دیکھنے مین سر سی گرتی ہی کلاہ
جو ہین ایسے لوگ وہ ہین اپنی نخوت کے حریص

جو ہین اچھے آپ وہ اپنے کو کہتے ہین برا
عمر بھر خاموش رہتے ہین شرافت کے حریص

کسقدر بکتے ہو بس اب چپ ہو تم بھی شفیق
ہو نہ سمجھا کچھ ہوا اوسکی نصیحت کے حریص

ہے یقین پیدا کرے کچھ خوبیان بسمل کا رقص
آج قاتل دیکھنے آتا ہی میرے دلکا رقص

قیس کو بھی محویت ہی دیکھتا ہی دیر سے
کیا ہوا دکھلا رہی ہی پردہ محمل کا رقص

چاک سینہ کرکے اپنے سامنے رکھو اوسے
پھر بتا دینا مجھے کیسا ہی میرے دلکا رقص

زخم کھائے تھوڑا آئے گر کے وہ تڑپا کیا
ہنس دیا جلاد بھی دیکھا کیا بسمل کا رقص

حشر تک تڑپی گی اتنا آگیا اسمین اثر
برق نے دیکھا ہی کچھ قاتل ترے بسمل کا رقص

درد دل ایسا تو اوٹھے اونکی صحبت مین شفیق
اہل محفل یاد رکھین آج مجھ بسمل کا رقص

ردیف ضاد معجمہ

منہ پہ دوپٹہ سے ڈھنکا ہی گیا پنہان عارض
دلکی صورت ہی چراغ تہ دامان عارض

غصہ آیا تو ہوئی سرخ مرجان عارض
ہو گئے آج ترے لعل بدخشان عارض

منہ کو دامن سے ڈھنکا نور تو چھن کر نکلا
چھپ نہین سکتے ہین تری مہ تابان عارض

آئنہ ہمسے تو اچھا ہی کہ وہ دیکھتا ہے
عکس ہی ہر وقت رہا دست و گریبان عارض

داغ دل داغ جگر ہو گئے روشن میری
یاد جب آگئے مجھکو شب ہجران عارض

آئنہ کہتا ہے مین روز تجھے دیکھتا ہون
یہ ہمیشہ سے ہی مجھ پر ترا احسان عارض

دل بہت اوسکی زیارت کو تڑپتا ہی شفیق
جو نبی ہی مرا جسکا کہ ہی قرآن عارض

دلچسپ ہی الٰہی کیسا بیان عارض | سنتے ہین روز مجھسے وہ داستان عارض
ہم ہاتھ کبھی لگائین تو ہاتھ کاٹ جائین | تکئے ہون اونکی یارب راحت رسان عارض
احباب کہہ رہے ہین دونو ہین خوب اچھے | وہ لاجواب عارض تم قدردان عارض
آئینہ رکھکے اپنے خود لے رہے ہین بوسے | کیا لطف پا رہے ہین لذت کشان عارض
آئینہ سامنے ہی وہ کہہ رہے ہین مجھسے | آیا ہی وقت زینت کہہ داستان عارض
جسکی صفا ہی اچھی آئینہ ہے وہ سینہ | دل ہی ہمارا اے بت تیرا مکان عارض
شمس و قمر گرے ہین نظروں سے میری کیسے | دیکھی ہی میری آنکھون نے جب سے شان عارض
حسرت بھری نگاہین رہتی ہین میری اوپر | آباد ہو رہی ہین کیا دو جہان عارض

تم بھی شفیق جانا حلیہ ہی دیکھنے کا
ہوتا ہی مہ جبینون مین امتحان عارض

ردیف طائے حطی

اتفاقاً ہوئی ساقی تری گفتار غلط | جب سے کہنے لگا ہر بات کو میخوار غلط
تمکو ہوتا ہے یقین ہوتی ہے تکرار غلط | روز اک بات کہا کرتے ہین اغیار غلط
دل مرا تاکا تھا اور زخم جگر پر مارا | کیا ترا ہاتھ پڑا آج ستمگار غلط
سر مرا کاٹ لی جلاد نہ اف نکلیگی | کبھی کہنے کا نہین تیرا وفادار غلط
ہوشہین آکے لگا زخم ذرا او قاتل | تیرے گھبرانے سے پڑ جاتی ہی تلوار غلط
جو وہ کہتا ہے مسیحا تو یقین لا او دل | حال کہنے کا نہین ہی ترا بیمار غلط
وہ جو کچھ کہتے ہین اغیار وہی کہتے ہین | اپنی ہم بات کو کہدیتے ہین ناچار غلط
چھیڑنے کو او تخین مین بات کو جاتا ہون | میرے کہنے کو وہ کہدیتے ہین ہر بار غلط
روز کہتا ہی نہ جاؤنگا مین اون کے گھر مین | دل نادان ترا ہو جاتا ہی انکار غلط
قبر مین آئے کہا ہی تو شفیق آئیگا | کبھی کہنے کا نہین میرا مددگار غلط

غیر کہتے ہین یہ ہے در پئے رسوائی خط
وہ جو پڑھتے ہین تو کچھ حال مرا کہتا ہی
مین جو دیوانہ ہوں قاصد بھی ملا دیوانہ
تیرے آنے سے مرے قلب و جگر روشن ہین
تو جو آیا ہے تو اک روز وہ خود آئینگے
کہا دربان نے لیلےٰ سے کہ لے لون اسکو
تجھکو پڑھتا ہون تو کچھ میرا بہل جاتا ہی دل
تیری تعظیم کو اوٹھتا ہون گھٹا ضعف مرا
اوسنے خود ہاتھ سے لکھا ہی پڑی غش کی
تو جو آیا دل مردہ مین مری جان آئی
کھولکر اوسنے لفافہ سے پڑھا ہی تجھکو

خود چلا آتا ہے لیکر ترا سودائی خط
مجھ سے تو سیکھ گیا صبر و شکیبائی خط
راہ مین پڑھتا ہی ایک ایک تماشائی خط
تجھکو آنکھون سے ملا پڑ گئی بینائی خط
رفتہ رفتہ یوہین ہو جائیگی یکجائی خط
لیکے آیا ہے کوئی مردم صحرائی خط
توہی ہمدم ہی توہی مونس تنہائی خط
تیرے آنے سے بڑھی میری توانائی خط
زیب توہی جو کرے دعوئی یکتائی خط
اوسنے تو سیکھ گیا طرز مسیحائی خط
ہاتھ مین اوسکے تری بڑ گئی زیبائی خط

تم تو لکھتے ہو مگر سوچ لو دلمین یہ شفیق
تمکو لکھنے کا نہین وہ کبھی ہرجائی خط

سب ہین حسین دنیا کی جھوٹا انکا ہی قول و قرار غلط
اپنے مکان سے بیکر آیا اسکی ہی رفتار غلط
اونکو جو دلمین آتا ہی دیکھتے ہین سنتے ہی نہین
ہم جو اونسے بات کہین سچ وہ ہو جاتی ہی جھوٹی
یہ جو تڑپتا ہی زائد ہم جاتے ہین اونکی کوچہ مین
ہم جو اونسے کہتے ہین کچھ اوسکا نتیجہ یہ نکلا
آنیکو مقتلمین آئے اب جان بھی دینا مشکل ہی
جاگے ہو شب بھر کے تم آنکھیں تو اپنی دیکھو ذرا

دل نہ تو انکی باتوں مین آنا کہتے ہین اغیار غلط
مے نہین ساقی اوسکو دینا کہتا ہی میخوار غلط
اونکا جو انکی باتوں مین اقرار غلط انکار غلط
اوسکا یقین اونکو آتا ہی جو کہتے ہین اغیار غلط
دیکھے سب سے فرقتین ہو جاتا ہی صبر و قرار غلط
اونکی ہنسی ہی مرتے ہین ہم کہتے ہین ہربار غلط
قاتل ایسا کمسن ہی پڑ جاتی ہے تلوار غلط
باتین ہماری سچی ہین تم کہتے ہو بیکار غلط

آپکا انکار کیا کیون کرتے ہو میری دلربائی
اپنے قول کو مطلب سے کہدیتے ہین شیا غلط

اچھی صورت دیکھکر ہمکو جان بچانی مشکل ہے
جبکہ مقدر بگڑا ہو ہو جاتا ہے ہر کار غلط

قاتل ہو عاشق کے اپنے تیر لگانا سیکھو تو
کیونکر دلکو چھید و گے جبکی مین ہے سوفار غلط

مجھکو ان پڑہ سمجھے ہین احباب یہی کہتے ہین
شعر تمہارے دیوان کے بالکل ہین شفیق زار غلط

مین جو تڑپا وہ ڈرا ہو نہ سکا دل مضبوط
مین تو سمجھا تھا کہ ہوگا مرا قاتل مضبوط

رات کو سیر کو جاتے تھے اونھین خوف آیا
مینے سمجھایا بہت ہو نہ سکا دل مضبوط

رات بھر لاش پہ وہ میری اکیلے بیٹھے
سچ ہے انسان کو بنا دیتی ہے مشکل مضبوط

ہنس کے قاتل نے کہا اف نہ نکالی منہ سے
زخم پر زخم سہے ہے مرا گھائل مضبوط

کوئی مر جائیگا کوئی تڑپے اوسے کیا پروا
ہو ہی جاتا ہے دل صاحب محفل مضبوط

پاس عزت ہے تجھے غش نہ کہین آجائے
ہاتھ پھیلانا مگر دل رہے سائل مضبوط

قتل عشاق کیے آپ مگر کچھ نہ ڈرا
میری تقدیر سے ایسا ملا قاتل مضبوط

کچھ بھی مقتول کی حالت ہو نہین کچھ پروا
رحم آتا ہی نہین ایسا کیا دل مضبوط

حال دیکھا جو مرا ہنس کے کہا قاتل نے
میرا کس درجہ تڑپنے مین ہے بسمل مضبوط

حشر مین اوسنے چھڑایا نہ مگر چھوٹ سکا
ہاتھ مین میرے رہا دامن قاتل مضبوط

زلف سے دلنے کہا میرا تڑپنا ہے محال
اسطرح جکڑا ہے مجھے تونے سلاسل مضبوط

ہر ترقی مین تنزل ہین نہ تجھسے چھوٹا
ایسا وہیا ہے ترا اے مہ کامل مضبوط

چاہتے ہین کہ کوئی بات کرین وہ مجھسے
شرم آجاتی ہے ہو سکتا نہین دل مضبوط

آفتین لاکھ زمانیکی ہون کچھ خوف نہین
ظلم افلاک سے ایسا ہے مرا دل مضبوط

میرے احباب یہ کہتے ہین محبت سے شفیق
شعر گوئی مین ہے تو بھی بڑا جاہل مضبوط

ردیف ظائے معجمہ

بے سبب مجھکو نہین آتا ہو مری جان غیظ
غیر آئین گے تو مین روکونگا تا امکان غیظ

چھیڑنے سے مینے کہا یوسف سبھی ہو کوئی حسین
کیا ہنسی کی بات پر آیا تجھے نادان غیظ

حشر تمین بھتین دلمین میری چاک کر ڈالا اوسے
جو بھرا گھر ہو اوسی کر دیتا ہو ویران غیظ

تب نہ بس میرا چلیگا اوسی مین مر جاؤنگا
یہ مٹا دیگا کیہدن سب میرے ارمان غیظ

مینے جب چھیڑا اونہین غصہ سے وہ کہنے لگی
اب دکھائیگا تجھی کو ہجر کے سامان غیظ

کام سب بنتے ہوئے تجھسے بگڑتے ہین ضرور
دیکھ لی ہو بار ہا مینے یہ تیری شان غیظ

کہتا ہے جلاؔو جسے تو پڑا ہو ہوشیار
اب دکھائیگا تجھے بھی موت کا میدان غیظ

تجھسے کرتا ہون سفارش تو ہی اونکو منع کر
اسقدر باتین سنی ہین بھر گئی ہین کان غیظ

غصہ آیا ہو اونھین ہو سکی جانون پر بنی
کہتے ہین عاشق اوٹھائیگا کوئی طوفان غیظ

دیکھتے ہین وہ زبان گھڑی جہانپر یاد رکھ
پرزے پرزے آپ کر دیگا مرا دیوان غیظ

بگڑا ہے جلاؔو بس چپکے رہو تم بھی شفیق
اب وہ آیا ہے تو لایا ہوگا فرمان غیظ

ہجر کا شکوہ نہ آتا ہے کسی مشکل پہ غیظ
گر کبھی آیا تو آتا ہو خود اپنے دل پہ غیظ

رہ نہ چلتا ہو نہ راہ عشق جلاؔو بس ہو مولا
کیسا دیوانہ کو آتا ہو ہر اک منزل پہ غیظ

اپنا دل مانگا تھا مینے آپ کیون برہم ہوئی
چاہیئے ہرگز نہین تمکو کسی سائل پہ غیظ

سامنا وہ کیا کریگا آپ اوترین بام سے
آپ کو بیفائدہ آیا مہ کامل پہ غیظ

اف جو کی مینے زبان سے زخم ڈالے بیشمار
رحم کے بدلے ارے ظالم کیا گھائل پہ غیظ

کیون کیا تھا عشق اوسنے کیا کہین بیدو استوا
زور کچھ اوسپر نہین آتا ہو اپنے دل پہ غیظ

جسکا تیر [illegible] ہو سدا اوسکو سکون ہونا محال
ہی تجھے بیفائدہ جلاؔو اس بسمل پہ غیظ

[illegible] اپنے نہین دیوانہ ہی جانے بھی دو
جو خود مین ہو نہین بیکار اوس غافل پہ غیظ

شیخ صاحب کو برا کہتا ہی جا بجا دی شفیق
پھیر برا ہے آئے جو عالم کو اک بہانا ہاتھ واعظ

یہ ارز دہی سنین اوسے ہم بیان لحاظ
سبب سے جنکے ہی دنیا مین و اسمان لحاظ

جو ظلم کرتے ہین ہم اوسنے کچھ نہین کہتے
یہ رمز سمجھی تو کچھ ہونگے صاحبان لحاظ

بتون کی قدر کے لائق ہی شرم دنیا مین
ہوا زمانہ نہ گویا ہوئی زبان لحاظ

وہ میری لاش پہ بیٹھے ہین اپنا منہ ڈھانپتے
مجال کیا جو سنے کوئی بھی فغان لحاظ

جو میرے پاس بھی بیٹھے تو اپنا منہ ڈھانپے
غرض یہ ہی کہ بڑھے اور کچھ بھی شان لحاظ

حسین جمع ہین آئے ہین چھیڑنے والے
عجیب لطف سے ہوتا ہی امتحان لحاظ

شفیق تم بھی خاموش وہ بھی ہین خاموش
جو دونون چپ ہین تو ہر رہتی ہے اور شان لحاظ

رند لینگے تری خبر واعظ
اب نہ جانا کبھی ادھر واعظ

جس جگہ رند چھپکے بیٹھے ہین
وان نہ ہوگا ترا گذر واعظ

رند کہتے ہین ہم پہ یہ شدت
آپ اپنی نہین خبر واعظ

اللہ اللہ شوخئ تقریر
ہل رہا ہے مرا جگر واعظ

اوسکو دیکھا تو ہوش جاتے ہین
تجھکو اپنی بھی ہی خبر واعظ

یاد رکھ جاکے بزم رندان مین
کرنا تقریر یہ مختصر واعظ

جا رہا ہی شراب خانہ مین
دیکھتا ہے ادھر ادھر واعظ

رند ہون یا کہ اسمین زاہد ہون
سبکو درپیش ہی سفر واعظ

سیکڑون ہین حدیثین ورد زبان
خوب ہے آپکی نظر واعظ

رند میخانے سے چلے لینے
پہونچا خبر ہم قریب در واعظ

بزم رندون کی ہوگئی برہم
کیا اوٹھایا ہی تونے سر واعظ

ان حسینون کی بزم سے اوٹھکر
اب بھلا جائیگا کدھر واعظ

میکدہ مین خدا کا نام لیا
جلد اب توبھی توبہ کر واعظ

رند مذہب کو جانتے ہی نہین
اونکے شغلون سے درگذر واعظ

دشمنو نمین اکیلے جاتے ہین
آپ بھی ہین بڑے نڈر واعظ

اوسکو راہ خدا مین کر تقسیم
پاس جتنا ہے مال و زر واعظ

سب ہین میخوار بدتمیز بہت
جائیے آپ اپنے گھر واعظ

ہین ملون اونسے وہ ملین مجھسے
آج ایسی دعائین کر واعظ

سنتے ہی کی شفیق نے توبہ
ہے بیان تیرا پراثر واعظ

ردیف عین مہملہ

مرنے کے بعد میری ہوئی دوستدار شمع
روتی ہی میری قبر پہ بے اختیار شمع

محفل مین مہ جبینو نکی حاصل یہی ہوا
جل جل کے دیکھتی رہی اُنکی بہار شمع

شب بھر مرے مزار پہ جل جل کی جان دی
قسمت سے مجھکو خوب ملی جان نثار شمع

کیا کیا شب فراق مرا حال دیکھکر
ہوتی تھی بیکسی پہ مری اشکبار شمع

کیا کسی بھی چیز ہی کچھ لوگ ساتھ ہین
ڈر ڈر کے جب بھی رکھی ہی نزد مزار شمع

کیا سوز غم نے پھونکا ہی اللہ کی پناہ
فرقت مین میری جلکے ہوئی جان زار شمع

جمع ہے دن سی گور غریبان مین بیشمار
تربت پہ میری شبکو جلائیگا یار شمع

روشن وہ کر کے گھر گئے اب کوئی بھی نہین
جلنے نہ جلنے کا ہی تجھے اختیار شمع

رورو کے اپنے سر کو پٹکتی ہے بار بار
پروانے جل رہے ہین تو ہی بیقرار شمع

جلنے پہ خوش نصیب ہی تو ایسی واہ وا
پروانے شبکو ہوتے ہین تجھپر نثار شمع

ظاہر مین روشنی کے لئے جلتی ہی شفیق
باطن مین ہی یہ عابد شب زندہ دار شمع

مری خوب ہے آزمائی شمع
نہیں تجھ میں کچھ بھی ادائی شمع

یقین ہے کہ جلنا وہ خود بھول جائی
اگر دیکھے سوز جدائی شمع

شب ہجر اونکا خیال آگیا
مرے داغ دل نے دکھائی شمع

یہ سامان مہندی لگانیکا ہے
جلائی ہے جب تمنے حنائی شمع

یقین ہے جلے گی ہر اک بزم مین
تجھے مول لیگی خدائی شمع

ہوا اٹھ جا وہ بھی آنیکو ہین
بجھے گی جواب جھلملائی شمع

شفیق ایسا فرقت مین اندھیر تھا
بجھی وہ جو سینے جلائی شمع

ردیف غین معجمہ

گھٹ گیا شرما کے کیسا اوس مہ کامل کا داغ
کیا شب فرقت مین روشن ہے ہماری دل کا داغ

چارہ گر اچھا نہوگا ہے یہ زخم دل کا داغ
حشر تک باقی رہیگا ناوک قاتل کا داغ

پردہ پوشی ہے یہی حفظ مراتب ہے یہی
قیس کے دلمین رہیگا صاحب محمل کا داغ

چڑھ کے دیوانہ بلندی پر یہی کہنے لگا
جسطرح ہوگا چھڑا دونگا مہ کامل کا داغ

زخم سب سینے کے اچھے ہون یہ ہوتا ہے یقین
چارہ گر کیونکر مٹائینگے ہماری دلکا داغ

گرنہ خون سے مری چھالے پڑے ہین جابجا
ایک بھی مشکل ہے دھونا خنجر قاتل کا داغ

وصل بھی گر ہو تو اونکو فاقہ ممکن نہین
دل پہ پڑ جاتا ہے فرقت مین ہر اک مشکل کا داغ

ہاتھ جب پھیلائے غربت مین تو وحشہ گیا
چھپ نہین سکتا چھپائے سے کبھی دلکا داغ

بحر غم مین موت آئی ہوگیا بیڑا تباہ
دلبر اپنے چلے ہم دامن ساحل کا داغ

زندگی مین تھا عدم آباد کا جانا محال
بعد مرنے کے مٹا ہے دوری منزل کا داغ

دو جہانی ہاتھ اپنے میرے سینے پر رکھین
پھر یقین ہوتا ہے مٹ جائیگا میرے دلکا داغ

گر میان وہ آو سعدن بھول جائیگا شفیق
آفتاب حشر جب دیکھیگا میرے دلکا داغ

دیکھتا ہی ڈر کے گورستاں کا ویرانہ چراغ
قبر پر جس دم جلا دیتا ہی جانانہ چراغ

واہ ری بدقسمتی روشن کسی دن گر کیا
کیسا جل جل کر بجھا دیتا ہی پروانہ چراغ

روشنی گھر بھر میں ہوتی ہی مگر افسوس ہی
رکھتا ہی تاریک اپنا لطف کاشانہ چراغ

لو ہمیں ملتی ہی ہوتا ہی تصدق بار بار
کس خوشی سی ہوتا ہی گھر بھر پہ پروانہ چراغ

خوف ہی ساقی کو یہ گردش کا یکسر ہو سیاہ
تو اوٹھا کر ہاتھ میں رکھدے نہ پیمانہ چراغ

محویت کا ہی اثر لو جھوٹی ہے بار بار
رات بھر سنتا ہی سارے گھر کا افسانہ چراغ

شام کو جلتی ہی سب آتے ہیں ملنے کے لیے
کیسا پروانوں سے کرلیتا ہے یارانہ چراغ

شام کے ہوتے ہی تاریکی تھی اوس بزم کی
تجھسے روشن ہو گیا ہی میرا کاشانہ چراغ

مے لٹی سب جام ٹوٹے کیسی ہل چل ہو گئی
تیرے بجھتے ہی لٹی ہے بزم رندانہ چراغ

زور داور کیسے ہجر کی شب اُف نہ کرنا ای عشق
بجھ گیا گر سینہ تو پھر ہوگا سیہ خانہ چراغ

قدر ہی اُنکی جلاتا ہی جو گھر گھر چراغ
گر نہ روشن ہو زمانہ پھر سی ہی بدتر چراغ

ایسی دشمن ہی ہوا گل کرتی ہی ہر شام کو
قبر پر میری جلاتا ہی مرا دلبر چراغ

نام روشن ہو زمانہ میں ترا رشک قمر
کیا جلایا ہی ہماری قبر کے اوپر چراغ

جا بجا ہی مضموں زینت ہی ساری محال کی
مفلسی گر ہو تو ہے فانوس سی بہتر چراغ

گل اگر یہ ہو تو کیسی رات کٹتی ہی پہاڑ
ہو نہ گر روغن تو بن جاتا ہی پھر پتھر چراغ

روشنی وہ ہی کہ جو وقت ضرورت کام آئی
یوں جلانیکو جلا لیتی ہیں سب اکثر چراغ

راہ دکھلائے شب تاریک میں یہ صدقہ ہی
کیا خدا کی شان سی بجھتا ہی صرصر چراغ

میرے گھر وہ چھپ کی آتے ہیں عدو کو دیکھئے
دیکھ لے اونکو جلائی بیٹھا ہی در پہ چراغ

روشنی گر ہو تو دشمن دیکھ لیں گے رات کو
راستہ میں لیکے گر جائیگا نامہ بر چراغ

قید میں ہی دم بخود دیوانہ شکوہ یہ سنا
سانس کی رفتار سی گل ہوتا ہی اکثر چراغ

واہ ری قسمت کہ سینہ گر کیا روشن شفیق
قبر پر جو آکے گل کر دیتی ہے صرصر چراغ

تھا حسینوں کے سبب خوب پری خانہ باغ
اونکے جاتے ہی نظر آتا ہے ویرانہ باغ

گریہ ہر وقت جوانان چمن کرتے ہین
میرے مرنیکے اثر سے ہے عزا خانہ باغ

بلبلین مست ہین غنچون نے گریبان پھاڑے
جب بہار آئی بنا صورت دیوانہ باغ

حکم ہے رات کو شبنم کرے گوہر باری
جب چمن آئین کی ہو جائیگا شاہانہ باغ

رات بھر اوسکی رہا کرتی ہے کیا دلچسپی
گل و بلبل کا سنا کرتا ہے افسانہ باغ

تیری تصویرین نظر آتی ہین ہر سمت مشبح
تیرے بیمار سمجھتے ہین شفاخانہ باغ

حکم ساقی کا ہے میخوارونسے آباد رہے
بادہ کش پینے لگے ہو گیا میخانہ باغ

رخ روشن ہے جو وہ شوخ اوٹھائی ہے نقاب
اوس پہ ہوتا ہے فدا صورت پروانہ باغ

جام لٹکائے ہین شاخون نے نئی زینت ہے
میکشون خوب ہوا صورت میخانہ باغ

کہا سوسن نے کہ سرسبز رکھے اسکو خدا
گل و بلبل کا ہمیشہ سے ہے کاشانہ باغ

کیا خزان آنکے تاراج کئے دیتی ہے
یہ سمجھتی ہے کہ ہے سبزۂ بیگانہ باغ

گھر مین بس بیٹھے رہو دل نہین ہے یہ شفیق
وہ نہ ہونگے تو نظر آئیگا ویرانہ باغ

وحشیونکے واسطے ہوتی ہے یہ تدبیر باغ
آج زنجیر مین لگائی جاتی ہے تصویر باغ

کہتی ہے بلبل پڑی ہے پاؤن مین زنجیر باغ
جا بجا ہے کہین ایسی ہوئی تسخیر باغ

وحشیون کی اونکے کوچہ مین کٹیگی زندگی
ہے کہین تصویر زندان اور کہین تصویر باغ

لیچلا مجھکو مسیحا کہکے وقت واپسین
آج اس بہار پر دیکھین کہ ہم تاثیر باغ

زیور گلہائے تر سے اوسکا یہ نقشا ہوا
میری آنکھون مین نظر آئی لگی تصویر باغ

عہد معشوقین ہے جلکر رہین گے باغمین
برگ گل پر آج لکھوائینگے ہم تحریر باغ

کہتی ہی بلبل کسی کی سلطنت سی کم نہین
مجھکو خالق نے عنایت کی ہو وہ جاگیر باغ

سر کے بل جاتے ہین گلشن مین بہار آنیکو ہی
بادہ خوار و نشی بڑھی ہی کسقدر توقیر باغ

اوسنے والون نے بھی سر پھوڑے ہین اپنے چمن
پر اثر دیوانہ نے کی آج وہ تقریر باغ

کہتے ہین دیوانہ صحرا کو چلین گر قید سے
رات کو دیکھی ہی ہمنے خواب مین تصویر باغ

جب ہوئی فصل آئی ہی تو گلچین نے کہا
بلبلونکے دلپہ ٹہ جاتے ہین اکثر تیر باغ

رات کو جب برق چمکی ہسنکے بلبل نے کہا
آج ہمکو قتل کر ڈالے گی یہ شمشیر باغ

پھول جب معشوق نے توڑے تو بلبل نے کہا
یہ حسین دیکھو اٹھا دیتے ہین جاگیر باغ

سب حسین کہتے ہین یہ دیوانہ ہی کیا شفیق
اپنے سینہ سے لگائے رہتا ہی تصویر باغ

ردیف فا

صدمۂ جان گداز ہی ایسے دیار کیطرف
سر سے کفن لپیٹ لین جانا ہی یار کیطرف

باغ مین عمر بھر رہی ایسا رہا اوداس دل
دیکھا نہ ہمنے ایکدن اوسکی بہار کیطرف

لاکھ زمانہ ہو برا ہمکو نہین ہے انتشار
دیکھا ہی ہمنے گردش لیل و نہار کیطرف

اوسکے مکان پہ ہم گئے یار کے شوق دید مین
دیکھا نہ ہمنے اک نظر نقش و نگار کیطرف

اوسکی گلی مین میری خاک پہنچی تھی اوڑ کے بیٹھتی
اوسپہ بھی آئین آندھیان مشت غبار کیطرف

پردیکا انتظام ہو کوئی نہ آئے اسطرف
آتے ہین پھر فاتحہ میرے مزار کیطرف

گھر مین تو ہین پڑے ہوے کیا کہین تمسی دوستو
دل تو گیا ہے رات سی محفل یار کیطرف

اوسکو بلاکے بزم مین باتین بھی اوس سے کچھ کرین
دیکھین تو مسکرا کے وہ عاشق زار کیطرف

آئنہ رکھ کے سامنے پہرون ہی دیکھتے ہین وہ
اپنے نکھار کیطرف اپنے سنگھار کیطرف

ایسا جنون کا جوش ہی کچھ نہین ہمکو ہوش ہے
پاؤن ہماری خود بخود اوٹھتے ہین خار کیطرف

یان بھی جنون کا خوف ہی ہوش نہین شجاع ہوت
یار نے دیکھا حشر مین سینہ فگار کیطرف

میخوار بولے دیکھ کے دیوانے کیطرف
جی جب ہوا تو آج آ گیا میخانے کیطرف

ساغر جنہیں ملا نہیں کیا دیکھتے ہیں وہ
حسرت بھری نگاہ سے پیمانے کیطرف

نامِ بہار سنتے ہی ایسا اثر ہوا
خود پاؤں میرے اوٹھ گئے ویرانے کیطرف

میخوار کو جماہیاں آتی ہیں دیکھکر
کالی گھٹا اوٹھی ہوئی میخانے کیطرف

کیا جانے شیشہ کو اور کوئی حادثہ ہوا
کچھ روشنی ہوئی تھی سیہ خانے کیطرف

عاشق جناب شیخ ہوئے انکو کیا ہوا
کسواسطے گئے تھے یہ بتخانے کیطرف

کچھ روشنی ہے شکو حسین ساتھ ہیں
یوں آ رہی ہیں میری عزاخانے کیطرف

اللہ رے کشش تری اللہ رے جوشِ شوق
جاتے ہیں ہوش اوڑ کے صنم خانے کیطرف

سنسان رات دیکھ کے آنے لگیں ادھر
لاکھوں بلائیں میری سیہ خانے کیطرف

اے دل تجھے کچھ عقل ہے گیسو کے عشق میں
اپنے کو چھوڑ کے جاتا ہے بیگانے کیطرف

پہلے تو شمع حسن سے اوسکو جلا دیا
اب دیکھتے ہیں غور سے پروانے کیطرف

جبسے لئے ہمنے چھوڑ دیا شغل میکشی
کیا کیا گھٹائیں اوٹھی ہیں میخانے کیطرف

ساقی نظر بچا کے جو دیتا ہے جام مے
میخوار دیکھے جاتے ہیں پیمانے کیطرف

الفت میں کیا شفیق کا ایمان بھی گیا
کعبے سے اوٹھ کے آیا ہے بتخانے کیطرف

باتوں ہی باتوں میں پہونچا ہے قاتل کیطرف
مدتوں سے دیکھتا تھا جو مرے دل کی طرف

وہ نہ دیکھیگا کبھی پھر راہ کامل کیطرف
جسنے دیکھا ہو ترے رخسار کے تل کیطرف

اوسنے بھی انگڑائیاں لیں زخم تنکے کھل گئے
اس ادا سے تمنے دیکھا اپنے گھائل کیطرف

اسقدر شوقِ شہادت ہے کہیں رکتا نہیں
مرنے والا جا رہا ہے کوئی قاتل کیطرف

ہم فقیر مست تیری بزم میں آج آگئے
خیر ہو ساقی بڑھانا جام سائل کیطرف

دیکھیے کب بحر غم سے میرا بیڑا پار ہو
پر تو نے سے نظر دامانِ ساحل کیطرف

آئینہ جب وہ گئی یہ روشنی تھی حسن کی
پھر نہ پروانوں نے دیکھا شمع محفل کیطرف

ضد ہے یہ جلاد کی کوئی نہ منہ سے اف کرے
تاڑ رہا نہ اوٹھتا ہے ایک ایک بسمل کیطرف

واہ رے جلاد بس اخلاق کی حد ہو گئی
آ کے مقتل میں نہ دیکھا ایک بسمل کیطرف

مرنے والا اسطرح پہونچا عدم آباد کو
مڑ کے بھی دیکھا نہ اوسنے ایک منزل کیطرف

سچ بتاؤ آئینہ میں کیا ادا آتی ہے پسند
دیکھتے ہو روز جو اپنے مقابل کیطرف

لطف جب ہے آتش الفت کا اثر ہو جائے ادھر
پھر رہے دلکی طرف کچھ آپکے دل کیطرف

جب کبھی ملتے ہیں اسکو اتفاقاً راہ میں
مسکرا کر دیکھتے ہیں اپنے مائل کیطرف

ہاتھ پھیلایا تھا اوسنے یہ کشش پیدا ہوئی
خود بخود بڑھنے لگا دل دست سائل کیطرف

بعد میرے قتل کے الفت کا اتنا جوش ہے
خون کی دھاریں بڑھیں داماں قاتل کیطرف

مشق ہے پوری مری ہر وقت دیتا ہے خدا
کیوں ہو راغب طبیعت میری مشکل کیطرف

حشر میں مل گئے پھر رنگ بدلے شوق
پھر قیامت آئی پھر دیکھا جو دل کیطرف

دل گیا ہے کوچۂ گیسوئے جاناں کیطرف
ایک مدت سے پریشان ہے پریشان کیطرف

فاتحہ کو بھی رہے محروم مدت ہو گئی
آجتک آئے نہ وہ گور غریباں کیطرف

غمزدہ ہم وہ ہیں دیوانہ بہار آئی تو آئے
آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھیں گے گلستاں کیطرف

مر گئے لاکھوں اونھیں اسکی خبر ہے یا نہیں
جا رہے ہیں آج جو دیوانہ زنداں کیطرف

شغل تھوڑی دیر کا ہے دل بہل جائیگا کچھ
ہاتھ پھر وحشی نے دوڑایا گریباں کیطرف

عشرتیں کچھ کر رہی ہے میری دیدۂ نظر
ہیں خدائی بھر کی آنکھیں روی جاناں کیطرف

ہے مگر پوچھو اونھیں کی دل انھیں کے جو ملے
پیار سے جو دیکھتے ہیں دشمن جاں کیطرف

اوس ہے یا بلبلوں کی آہ کا پھیلا اثر
کچھ دھواں دکھلائی دیتا ہے گلستاں کیطرف

ہمید لیکا خون جو دیکھا تو چکر آ گیا
وہ نہ دیکھیں گے کبھی دیوار زنداں کیطرف

…نے والونکی بھی ہی تہذیب دنیا سے الگ / جنکے چنکے جا کے ہین شہر خموشان کیطرف
…ی زینت کرکے آیا ہی غذا اوسکو بجائے / پڑ رہی ہین سبکی نظرین روئے جانان کیطرف
…ب محبوبون کی خبر سنکر سرونکو پیٹتے / جا رہے ہین آج دیوانے بیابان کیطرف
…زلے اور آندھی ہو لیسے جان بچنا ہی محال / ہو گئین اتنی بلائین شام ہجران کیطرف
…ن بھی قاتل بتا دیتا ہون تیر انگلی / تاک کے دلکو مرے دیکھا ہی پیکان کیطرف
…ب چلی دیوانہ کا تیری اثر دیکھیگا کون / آگ لگ جائے جو دیکھی سنبلستان کیطرف
…یار مین دیوانے سمجھے ہین کہ آئی ہی بہار / کوندتی ہین بجلیان کل سے بیابان کیطرف

بزم مین تیری نہ کوئی بات پوچھیگا شفیق / دیکھتا ہے کون تجھ ایسے پریشان کیطرف

ردیف قاف

سبب کچھ نہین روز تکرار ناحق / یونہین مجھپہ کھینچی ہی تلوار ناحق
کہا دیئے ابتک نہین زلف دیکھی / بلاؤن مین ہم ہین گرفتار ناحق
مرا دل ہی مین بیچون یا مین نہ بیچون / بگڑتا ہے مجھسے خریدار ناحق
کسی در پہ مین مرگیا ہون پڑا ہون / اوٹھاتے ہین وان سے مجھے یار ناحق
بگڑتے ہین وہ دوستو تم نہ بولو / یونہین اونسے ہوتی ہے تکرار ناحق
یقین ہی کہ صحرا مین جامہ دری ہو / لپٹتے ہین دامن سے یہ خار ناحق
مرا قتل کرنا بھی مشکل ہوا ہے / بنے آپ صاحب ستمگار ناحق
مسیحا سے مینے کہا جان بلب ہون / مجھے آپ دیتے ہین آزار ناحق
نظر پڑ گئی جسکی عاشق ہوا وہ / بنے آپ ایسے طرحدار ناحق
کسی نے مسیحا کی صورت نہ دیکھی / زمانہ ہوا اوسکا بیمار ناحق
خریدار دل سب ہے سارا زمانہ / گئے مصر کی آپ بازار ناحق

مقدر میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہوگا
اوٹھاتے ہیں غم میرا غمخوار ناحق

شفیق ان حسینوں کی باتیں تو دیکھو
اوٹھاتے ہیں محفل سے تلوار ناحق

جو ہمسر دہ ہیں سخن وہ مزا بیان فراق
کہیں ہوں اونکو سناؤنگا داستان فراق

کہا یہ قیس نے مجھسے کہ یہ ہے شان فراق
جو مجھسے پوچھو تو بیشک جنون ہے جان فراق

ستم رسیدہ کی ہوتی ہے مشق راتوں کو
اسی مہینے میں دینا ہے امتحان فراق

جو اہل دل ہیں مرے پاس آکر بیٹھے ہیں
میں کہہ رہا ہوں وہ سنتے ہیں داستان فراق

سوائے ضبط کے کچھ اور اسمیں کام نہیں
وہ سبق ہیں جنھیں دینا ہے امتحان فراق

حسین آتے ہیں راتوں کو سننے کو اکثر
میں ایسے لطف سے کہتا ہوں داستان فراق

اثر ہے ایسا کہ سن سنکے غیر روتے ہیں
خدا کرے نہ سنے دہر میں فغان فراق

جو مختصر بھی کہوں ویسے کم نہیں ہوتی
جو رات بڑھتی ہے بڑھتی ہے داستان فراق

برا ہی کہتے ہیں فرقت کو حضرت ناصح
ہمیں تو آپ ملے خوب قدردان فراق

کہا یہ قیس نے مجھسے مری مدد کیجئے
مجھے بتائیے کچھ حال امتحان فراق

یہ بلبلیں کے کہتے ہیں بیشبہ تیرے رونے سے
ہمیشہ رہتے ہیں شاداب بوستان فراق

یہ انتخاب ہے عشاق کا حسینوں کا
مرے مکان کا رکھا نام آشیان فراق

جو ہمپہ گذری ہے وہ سب اونکو بتائینگے
ہمارے پاس اگر آئیں مہربان فراق

عنایت اونکی ہے جو حال سنتے آتے ہیں
مجھے کچھ اچھا سمجھتے ہیں دوستان فراق

شفیق آکے حسین میری گفتگو سنئے
دکھا ہی دیتا اونھیں میں زبان فراق

دشت میں قید خانہ میں رہتے تھے جہاں بیمار عشق
انکے سرونکو چھوڑ کے دیکھ گئے بہار عشق

ساغر و خم سے کام کیا رکھتے تھے بادہ خوار عشق
آنکھیں پتلی دیکھکر اونکو رہا خمار عشق

راہِ خدا مین مرگئے مر کے کہان پہونچ گئے ۔ جانین جنھون نے اپنی دین اونپہ کھلا وقارِ عشق
کیسے ذلیل و خوار ہین کیسے نحیف و زار ہین ۔ آنکھون مین سبکی خوار ہین ایسا بڑھا ہی کارِ عشق
قیس نے مجھسے یہ کہا ساتھ ہی عمر بھر کا اب ۔ مین بھی ہون جان نثارِ عشق تم بھی ہو جان نثارِ عشق
قیس نے سب سے یہ کہا میرا جہان مین نام ہے ۔ کی ہین بہت ترقیان ایسا ہی کاروبارِ عشق

اسمین شفیق خوف کیا جانکا ہی ضرر فقط
مرنے لگے تو خوف کیا پہلے تھا انتشارِ عشق

صبح پیری آگئی اب خواب سے چونکو شفیق ۔ ختم ہے شام جوانی آنکھ تو کھولو شفیق
جھریان عارض پہ آئین خط نکل آیا سپید ۔ اب کہان اس منہ کو لیجاؤگے سوچو تو شفیق
زندگی بھر کوچہ گردی کی تمھین عادت رہی ۔ قبر مین اب پاؤن پھیلائے ہوئے لیٹو شفیق
زندگی مین ایکدم خاموش رہنا تھا محال ۔ شہرِ خاموشانکو اب چپکے چلے جاؤ شفیق
بزم مین جب آئے یارون کی تو یہ کہنے لگے ۔ بعد مدت کے ملے آؤ یہان بیٹھو شفیق
تھک گئے ہم راہِ الفت مین قدم اوٹھتے نہین ۔ ہمت دل کہہ رہی ہے پھر تری ہی جاؤ شفیق
چھیڑنیکو مجھسے خلوتمین وہ فرمانے لگے ۔ رات آئی ہے بہت اب اپنے گھر جاؤ شفیق
غیر یہ فرقت مین کہتے ہین ہماری رائے ہے ۔ ایسے جینے سے تو بہتر ہے کہ مر جاؤ شفیق
کچھ کہا مینے تو وہ غصہ مین فرمانے لگے ۔ بس رہو خاموش اپنے ہوش مین آؤ شفیق
دوستونمین لطف ملتا ہے جوانیکا بہت ۔ ذکر ہوتا ہے حسینونکا جہان جاؤ شفیق
گھر مین کیون بیکار بیٹھے ہو حسینونمین چلو ۔ عاشقونمین تم بھی اپنا نام لکھواؤ شفیق
کہتے ہین احباب اونکو دیکھکر ہوش آگیا ۔ پوچھتے ہین وہ تم اپنا حال بتلاؤ شفیق
خواب مین یہ کہکے مجھکو اور دیوانہ کیا ۔ بس لڑائی ہو چکی اب آؤ مل جاؤ شفیق
مرگئے جب تم تو اونکا کون دیکھیگا حال ۔ وہ بھی اک دن آئینگے تم دلکو بہلاؤ شفیق
مجھسے کہتی ہے قناعت صابر و شاکر رہو ۔ مشکلین آسان ہونگی تم نہ گھبراؤ شفیق

ردیف کاف عربی

یہ اثر ہے بس مری تقریر تک — بولنے کو ہے تری تصویر تک
اب مجھے امید مرنے کی ہوئی — ہاتھ تو پہونچا تری شمشیر تک
گوشہ نشین اسد رہے سب اپنی مٹین — مجھپہ پہنچی ہے مری تقدیر تک
تجھپہ ہم مرتے ہین قاتل بے وفا — ہمسے کھنچتی ہے تری شمشیر تک
آج دیوانہ کو پورا جوش ہے — ہاتھ پہونچا پاؤنکی زنجیر تک
دلکی خواہش بھی کمان ابروئے ہے — کسطرح پہونچون تمھارے تیر تک
خواب تو دیکھا ہے اچھا دوستو — جی نہین سکتا ہون تعبیر تک
خوش مزاجیکا تری عالم ہے یہ — مسکراتی ہے تری تصویر تک
پڑھکے میرا خط کہا اوس شوخ نے — خیریت سے ہے دم تحریر تک
جانے والے جائین کہتا ہے یہ وہ — بیٹھین گے عاشق مری تقریر تک
اوسکی ناراضی کا ہے اتنا اثر — بگڑی ہے تجھسے مری تقدیر تک
ضعف کے ہاتھون سے چلنا ہے محال — کون پہونچاہے بت بے پیر تک

قدردان جسدن ملیگا اے شفیق — مال و زر کے ساتھ لے جاگیر تک

اپنا ثانی ہے تو ہی تیری خود آرائی ایک — دو جہانمین ہے ترا دعوی یکتائی ایک
ہر نفس ساتھ مرے تو ہی نظر آتا ہے — اے خدا تو ہے انیس شب تنہائی ایک
تو اگر چاہے تو پھر ہوش بجا ہون اوسکے — ٹھوکرین کھاتا ہے ایمان کا سودائی ایک
سارے عالم کو خبر ہو گئی سبحان اللہ — طور پر گر گیا نقش کہا کے تماشائی ایک
بادشاہ ہو کہ گدا عدل اسے کہتے ہین — آنے جانے کی زمانے مین ہے زیبائی ایک
حشر مین ڈرتے ہین سب خوف سے تیرے بندے — دو جہانمین ہے خدا تیری توانائی ایک

توبہ کی اپنے گناہوں سے کیا خوب شفیق
عمر بھر میں یہ ہوئی آپ سے دانائی ایک

جان لیتا ہے حسینوں کی ادا کا ناوک
آنکھ لڑتے ہی پڑا دل پہ قضا کا ناوک

دل مشتاق مرا کیوں نہ جفا کار کہے
موت کا کام کرے تیری جفا کا ناوک

سو کے گلشن میں اوٹھی تھی کہ گئی ہوش صبا
دل پہ بلبل کے پڑا باد صبا کا ناوک

لاکھ تو فکر کرے اسکا نکلنا ہے محال
چارہ گر دل میں ہے پیوست ادا کا ناوک

اُسنے جب تاک لیا پھر وہ نشانہ نہ بچا
نہیں پھرتا ہے کبھی آ کے قضا کا ناوک

سرمہ گیں چشم کے دُنبالہ سے اللہ بچائی
دل جگر چھیدتا ہے ایسی ادا کا ناوک

جب پڑا تیر نظر بچ نہیں سکتا عاشق
ان حسینوں کا بھی ہوتا ہے بلا کا ناوک

امتحان گاہ میں اب دل ہیں نخچیر کا شفیق
تیر افگن نے لگایا ہے بلا کا ناوک

اے صبا کہنا جو جانا یار تک
آپ ہو آئیں ذرا بیمار تک

وہ نہ آئے مجھ نحیف و زار تک
جاؤں اوسکا خود گرتا پڑتا یار تک

اضطراب دل مجھے امید ہے
تو مجھے پہونچائیگا دلدار تک

ایسے قاتل نے کیا زخمی مجھے
جس سے اوٹھ سکتی نہیں تلوار تک

میں اثر سے لوں اگر نام بہار
سبز ہو جائیں گے سوکھے خار تک

موت تیری مہربانی سے بھی
تو نہ آیا انتظار یار تک

کسنے اپنے حسن کی چمکائی برق
خاک ہو کے رہ گئے کہسار تک

جب پہونچتا ہے قریب میکدہ
بوئے مے آتی ہے بادہ خوار تک

دوسرا مثنا حسین کوئی نہیں
ہم گئے ہیں مصر کی بازار تک

وہ لڑے مجھسے کہا احباب نے
زندگی کا لطف ہے تکرار تک

یہ اثر دکھلا مجھے ای جذب دل — خود وہ آئین طالب دیدار تک
چارہ سازون نے مسیحا سے کہا — آپ جائین صاحب آزار تک
ہر قدم پر دیکھنے والے مرین — جائینگے اس ناز سے بیمار تک
دیکھ لینا دانۂ انگور سے — کھنچکر خود سے آئیگی میخوار تک
اے تپ غم ایسی حدت بڑھ گئی — گرم ہے سب بستر بیمار تک

شعر سننے کا انھین کی شوق ہو
خود وہ آئین گر شفیق زار تک

یہ کیا پوچھا جئین گے ہم کہانتک — رہے گی زندگی درد نہان تک
تماشائی سدھارینگے گھر اپنے — یہ مجمع ہے تری آہ و فغان تک
تعلق ایسا ہے کچھ آتش غم — جگر کے ساتھ جلتی ہو زبان تک
مسیحا آتش غم کم نہ ہوگی — جلے جاتے ہین میری استخوان تک
کچھ ایسے رہرو نگی ٹھوکر دینے — لحد کا مٹ گیا نام و نشان تک
یہ نالے کہتے ہین ہمکو نہ روکو — ابھی جانا ہو ہمکو آسمان تک
غضب ہو غیر سے وحشی کسیکا — کہے دیتا ہے سب راز نہان تک
نکالا ہو قفس سے نوچکے پر — خدا پہونچائے ہمکو آشیان تک
حمیت کہتی ہو نقلین ہین غیر — نہ نکلے اُف زبان سے امتحان تک
خدا کے روبرو اے اہل محشر — ذرا ٹھہرے رہو میرے بیان تک
غضب تونے کیا اے موت آکر — ہرا ناقص رہا سب امتحان تک
طبیبو دل جگر سب جل رہے ہین — نفس کے ساتھ پیدا ہو دھوان تک
سدھارین آپ جلتے اہل دل ہین — وہ بیٹھین گے ہماری داستان تک
تمھارا ایک وحشی بعد مردن — اوڑائیگا کفن کی دھجیان تک

اندھیری رات میں دو نئی تڑپ سے
چمک جاتی ہیں اکثر بجلیاں تک

مجھے چارہ گرو اتنا بتاؤ
جگر کا زخم پہونچا ہے کہان تک

نہ سیکش کو رہیگا ہوش باقی
رسائی ہوگی جب پیر مغان تک

جگر کو توڑ کر دل میں در آیا
کسیکا تیر پہونچا ہے کہان تک

نکالا تیر دل سے ہنسکے بولے
ہوئین گلنار میری اونگلیان تک

تحمل نے ہمارے ہمکو روکا
شکایت آگئی تھی گو زبان تک

کہا بلبل نے گل سے یاد رکھنا
یہ رونق ہے چمن کی باغبان تک

الٰہی میکدہ کی خیر کرنا
گیا سودائی اب پیر مغان تک

شفیق ایسا بھی دیکھا کوئی لاغر
دکھائی دیتی ہیں سب ہڈیان تک

ردیف کاف فارسی

ہے گلنار ایسا حسینو نکا رنگ
کہ پھیکا ہے جس سے نگینو نکا رنگ

وہ دریا میں اوترے پڑا عکس جب
گلابی ہوا آبگینو نکا رنگ

چڑھاؤ کڑے کھپ گئی آنکھ میں
سنہرا وہ دھانی نگینو نکا رنگ

وہ باغو نکا منظر نہ بھولونگا میں
وہ ملکا گلابی حسینو نکا رنگ

شلوکے نے اونکے غضب کردیا
کھپا آنکھ میں آستینو نکا رنگ

اوڑیں ہوش عاشق کے ہر بات میں
جما ہے کچھ ایسا حسینو نکا رنگ

اوڑھاتے ہیں منعم سمجھتے نہیں
کہ کم ہو رہا ہے غریبو نکا رنگ

ہمیں ہجر میں یاد آئے بہت
حسینو نکی باتیں حسینو نکا رنگ

ارے دل تجھے عشق کیونکر ہوا
نہ دیکھا نہ بھالا حسینو نکا رنگ

کوئی سمجھے کیا مختلف ہے مزاج
نرالا ہے ان مہ جبینو نکا رنگ

کہا تمنے دیوان تو بسمجھے شفیق
بہت سخت ہیں ہان زمینوں نکار رنگ

جا رہ جو یونکے اوڑا جاتا ہی رخسار و نگار رنگ
لغزش پا ہی سبھونکو کوئی اوٹھ سکتا نہین
ہمسے وہ راضی ہین کوئی غیر آسکتا نہین
ہین حسینونکی اداؤنمین بہت رنگینیان
قتلگہہ مین آئینگے جلاد حسبدن دیکھنا
کرکے زینت آئے ہین وہ شکو اپنے بام پر
سرنگون ہین ہاتھ باندہے مانگی ہر سب سے پناہ
قیدیون نے سر بہت ٹکرائے اپنی جان دی
باغمین تیاریان ہوتی ہین آئین کی حسین
کوڑیونکے مول ہین سارے حسینان جہان
دل مرا کیا چیز ہے جسکو کوئی لیتا نہین
حکم تیرا ہو تو اپنا خون بہائین بیدریغ

آج بیڑھب ہی مسیحا تیرے بیمار و نگار رنگ
آج ساقی نے جمایا خوب میخوار و نگار رنگ
بعد مدت کے جما اوس بزم مین یار و نگار رنگ
کیا سمٹ کر آگیا ان سب مین گلزار و نگار رنگ
خون سے گلنار ہو جائیگا تلوار و نگار رنگ
ذرہ ونسے افشانکے پھیکا ہو گیا تار و نگار رنگ
حشر مین خالق کو بھایا ہی گنہگار و نگار رنگ
خون سے گلنار ہی زندان کی دیوار و نگار رنگ
کیا بہار آنیکو ہی دکھائی ہی فوار و نگار رنگ
بک گئی یوسف تو کیا ڈھیلا ہی بازار و نگار رنگ
جب نظر ڈالی اوڑا کیسا خریدار و نگار رنگ
غیر کا کیا منہ جو دیکھے گا وفادار و نگار رنگ

بعد مرنیکے اثر اتنا ہوا او پر شفیق
دیکھنے آئے ہین وہ میری عزادار و نگار رنگ

ردیف لام

سمجھتی ہی اوسی مدت سے اپنی جان بلبل
سمجھ لے بڑھ گئی اب گرمی فغان بلبل
غضب کی کہتی ہی دلچسپ داستان بلبل
کسیطرح نہین بچنے کا آشیان بلبل

لگائے رہتی ہی سینے سے آشیان بلبل
ترے قفس سے نکلنے لگا دھوان بلبل
پھنسائیگی تجھے اکدن تری زبان بلبل
بہت دلونسے تڑپتی ہین بجلیان بلبل

کیا ہے آتش سوزاں کا ضبط اسقدر جو
کہ اب زباں سے نکلنے لگا دھواں بلبل

قفس سے چھوٹے تو در پر قفس کے بیٹھے ہیں
غضب کی جا ہے کہ ہے ایسی ناتواں بلبل

وہ اسپہ چلتی ہے صیاد کے اشارے پر
کہ رفتہ رفتہ ہوئی ہے مزاجداں بلبل

لگی ہے آگ نشیمن میں اُف نہیں کرتی
عجیب صبر سے دیتی ہے امتحاں بلبل

سنا ہے جبسے کہ صیاد ہے تعاقب میں
چمن میں کوئی بھی آیا تو پھر کہاں بلبل

چھری ہے ہاتھ میں صیاد ہنس کے کہتا ہے
جو اُف بھی نکلے تو کاٹوں تری زباں بلبل

تمام اہل چمن دل لگا کے سنتے ہیں
سحر کے وقت جو کہتی ہے داستاں بلبل

ترے تڑپنے سے جسدن قیامت آئیگی
نہ پھر زمین ہے نہ اوس روز آسماں بلبل

قفس میں مرگیا کوئی اسیر نو شاید
عجیب درد سے ہوتی ہے نوحہ خواں بلبل

بہار آئی ہے گلشن میں آتش گل سے
یقین ہے کہ جلے تیرا آشیاں بلبل

اسیر اپنا اوسے درد دل سناتے ہیں
تمام اہل قفس کی ہے رازداں بلبل

یہ وحشیوں نے کہا خوب نغمہ سنجی کی
ہرا بھرا ہے اب تیرا بوستاں بلبل

شفیق کہتا ہے صیاد او سکو ہنسنے دو
قفس میں آنکے پہنے گی بیڑیاں بلبل

مسافر نے گو کاٹی منزل کی مشکل
نہ آسان ہوگی مرے دل کی مشکل

سکا لینے لحد تک لحد سے عدم تک
یہ مرنے پہ منزل بہ منزل کی مشکل

تڑپتے تڑپتے لحد تک گیا وہ
کٹی اسطرح تیرے بسمل کی مشکل

مرے قتل کی منتیں لاکھ مانیں
جب آسان ہوئی میرے قاتل کی مشکل

تڑپتا ہے زخموں سے خون جاری
بڑھی روز و شب تیرے گھائل کی مشکل

رکھے ہاتھ کانوں پہ اُف کی صدا سے
سنے کیا کوئی ہمسے بسمل کی مشکل

عیادت کو آئے ہو دم بھر تو ٹھہرو
سنو تو سناتے ہیں ہم دل کی مشکل

ترا نام لے لیکے پہونچا جہان مین
تصور مین تیری ہین پہونچا جہانگئین
جو مانگا کیا تجھسے اک عمر یارب

عمل سے کٹی تیرے عامل کی مشکل
ہوئی مرکے آسان سب دل کی مشکل
نہ آسان ہوا ایسے سائل کی مشکل

شفیق ایسے وادی مین دل جاتا ہے
ہوئی کیونکر آسان جاہل کی مشکل

مرا دل ہے تیرا خریدار کا کل
خطا یہ ہوئی ہاتھ مینے لگایا
مجھے بھی محبت ہے یہ دھیان رکھنا
وہ خود اپنی رفتار مستانہ بھولے
اکیلا ہے وہ اوسپہ انکار لاکھون
رہا جاکے صحرا مین یا قید مین وہ
کوئی کچھ کہے عمر بھر چپ ہی رہنا

تجھے کیا ہے ہوا گرم بازار کا کل
بگڑنے لگی مجھسے بیکار کا کل
مرے دل سے رہنا خبردار کا کل
جو دیکھے تجھے کوئی میخوار کا کل
مرے دل سے رہنا خبردار کا کل
جسے ہو گیا تیرا آزار کا کل
نہ انکار کا کل نہ اقرار کا کل

شفیق انمین دلکو گرفتار کرنا
جو دنیا مین ہو سکے سردار کا کل

بندھی ایسی چوٹی مین خمدار کا کل
نظر کا اوسے خوف ہے وقت زینت
اوٹھے اپنے بستر سے انگڑائی لیکر
اشارے سے مین اوسکا بوسہ تو لیلون
کہا عاشق رخ نے منہ پر جو بکھری
یہ ظاہر ہوا چاند بدلی مین آیا
مجھے قتل کیوقت جلوہ تو دکھلا

عجب حسن سے ہے گرفتار کا کل
نہین ہٹتی رخ سے وفادار کا کل
جو دیکھے تجھے تیرا بیمار کا کل
ذرا کھولدے تھوڑا رخسار کا کل
ہمارے لئے ہے دل آزار کا کل
جو پھیلی ہے رخ پر دھوان دہار کا کل
اوٹھا اپنے رخ سے ستمگار کا کل

شفیق اسقدر دلکی اولجھن ہے بیجا
کہ وہ خود ہے اسکی طرفدار کاکل

آج چمکا مری قسمت کا ستارا قاتل
سب سے پہلے مجھے مقتلمین پکارا قاتل

اسلحہ باندھنا بیکار ہی بالکل ظالم
کم ہے تلوار سے کیا تیرا اشارا قاتل

اور جانباز کوئی اوسپہ نہین مرسکتا
ساری عالم مین ہی مشہور ہمارا قاتل

اسی امید پہ جیتی ہین کریگا تو قتل
سنکے کرہمسے کہین ایک اشارا قاتل

آنکھ لڑتے ہی مرے دلکو کیا تھا رجمی
اوسی انداز سے پھر ایک اشارا قاتل

غیر کے سمت مخاطب ہوا تو مقتل مین
مینے جی بھر کے کیا خوب نظارا قاتل

اپنے مرنے سے بھی زائد ہی مجھے اسکی خوشی
آکے تربت مین مجھے تونے اوتارا قاتل

مہندی ہاتھومین مری خونسے گلنار ہوئی
جان دیدیکے تجھے مینے سنوارا قاتل

کیسی دلکش یہ صدا آئی ہی مقتل سے شفیق
کسکے دھوکے مین مجھے آج پکارا قاتل

مرگیا مین ترا اللہ نگہبان قاتل
مجھکو رو ئینگے مرے حسرت وارمان قاتل

بیٹھا ہے تیغ بکف کیا سر عریان قاتل
سر مرا کاٹ کے کیسا ہی پریشان قاتل

قتل کرنا ہی تو گھبرا کے نہ چل مقتلمین
پاؤنمین تیری اولجھ جائے نہ دامان قاتل

دلکے ٹکڑے ہوئے اتنی بھی نہ کر بیدردی
تیر کے ساتھ نکلتی ہی مری جان قاتل

اوسنے جب ہاتھ اوٹھایا مرا سر کاٹنے کو
آئی یہ غیر کی آواز کہ ہان ہان قاتل

اے مرے تیر فگن تیری صفائی کے نثار
تیر سے ناوک سے تو چھیدی ہی رگ جان قاتل

سر مرا کاٹ لیا مین بھی سبکدوش ہوا
میری گردنپہ ہوا یہ ترا احسان قاتل

قتل کے شوق کو ابتک تو چھپایا ہےمنے
اب جو زخم اولجھا تو پھاڑونگا گریبان قاتل

بیٹھنے کا نہ دیا اذن یونہین قتل کیا
آگئی یاد مجھے مرگ سلیمان قاتل

ڈھونڈتا پھرتا ہے مقتلین کہان پائیگا
میرے دلمین ہی تری تیر کا پیکان قاتل

جانتا ہی نہین سیدھی ہی کہ اولٹی ہی چھری
کیون مرے قتلمین ہوتا ہی پریشان قاتل

رکھ کے مقتلین کہین بھول گیا یاد نہین
ڈھونڈھتا پھرتا ہی خنجر مرا نادان قاتل

اور دنیا کے حسین جان مری لیتے تھے
تیرے ہی ہاتھ رہا قتل کا میدان قاتل

تیرے وحشی نے قدم دشت مین رکھا جبسے
ذرّہ ذرّہ ہوا ایک ایک بیابان قاتل

تنگی وسعت جنون سے مرے لپٹا ہی گلے
اب تو خود بن گیا ہی میرا گریبان قاتل

سر مرا کاٹ کے خالق کا کیا سجدہ شفیق
میری تقدیر سے میرا ہے مسلمان قاتل

ردیف میم

ہو گئے مخمور ایسے ایک پیمانے سے ہم
جھومتے نکلین گے ساقی تیرے میخانے سے ہم

سر پہ تیرے ہاتھ رکھا تھا صداقت کے لئے
تو بگڑتا ہے تو باز آئے قسم کھانے سے ہم

ایدل نادان تونے عشقمین مارا ہمین
خوب رسوا ہو گیے اس تیرے بہکانے سے ہم

اے خیال یار بیہوشی مین یہ احسان ہی
ہوش مین آتے ہین اپنے تیرے آنے سے ہم

شوق اسکا نام ہی آنکھون مین آتا ہی سرور
جب لڑاتے ہین نظر ساقی کے پیمانے سے ہم

نوک مژگان دلمین جلنے زخم ڈالی ہین وہ کم
خوب ہی مشتاق ہو نگے برچھیان کھانے سے ہم

ہی تبسم لب پہ اپنے اوسکے کوچہ مین تو ہین
کسقدر خوش ہو رہی ہین موت کے آنے سے ہم

دیکھا جب برسات مین مجھکو تو آنکھین بند کین
کہتے ہین ڈرتے ہین بجلی کی چمک جانے سے ہم

چاہتے ہین موت بھی آئے تو اوسکے در پہ آئے
ہجر مین ڈرتے ہین اپنے گھر پہ مرجانے سے ہم

المدد اے ضبط اب سوز نہان کھلنے کو ہی
ہو گئے بیتاب دلمین آگ لگ جانے سے ہم

شیخ سے کہتا ہے ساقی تمکو پینا ہو اگر
تھوڑی سی دیدینگے تمکو اپنے پیمانے سے ہم

دو جہانمین تھا تزلزل ہم تو ہین بیٹھے رہے
حشر بھی آیا نہ اوٹھے تیرے میخانے سے ہم

ہلنسکے وہ کہتے ہین کیا عشاقکو غش آگئے
رہ رو ونکی ٹھوکرین کھاتے ہوئے مدت ہوئی

اس ادا سے آج نکلے آئینہ خانے سے ہم
مرکے اب اوٹھینگے ظالم تیرے کاشانے سے ہم

بعد مدت کے در زندان پہ آئے ہین شفیق
ہوگئے مجبور زائد دل کی گھبرانے سے ہم

پھر جنون کے جوش مین جانی لگی کہسار تم
حضرت یوسف کی حالت دوسری ہوجائیگی
کہتے ہین احباب میری ہلنسکے دونو خوب ہین
وصل مین مجھکو نگالیں آرام سے تم سو رہو
یہ نزاکت کا بہانہ ہے ہمارے قتل مین
یان بہت پازیب کی جھنکار سے مردے اوٹھے
آج میخانہ مین تھوڑی دیر کو ہے تخلیہ
اب مرے سر پر کوئی کیا تازہ آفت آئیگی
پھول سب کھلنے لگے بلبل بھی ہے نغمہ سرا
آج جان بازونکا مجمع قتل گہ مین ہے بہت
تیر سے چھیدو انھین برچھی سے یا گھائل کرو
مجھکو بھی بھڑکا کے اوسکی بزم مین تم لے گئے
مین جو ہنوٹ سے ہلنسا ساقی نے مجھسے یہ کہا
دو ہی باتونمین گذر جائیگی میری زندگی
ہے یقین عشاق بھی کافر نظر آنے لگین
تم جو خوش ہو لطف سے کٹتی ہے میری زندگی
مشکلین جتنی ہین وہ آسان کر دیگا شفیق

کیون زمانے بھر مین ہوئے ہو دلیل خوار تم
دیکھ لینا جا کے اکدن مصر کی بازار تم
وہ مسیحائے زمان ہین صاحب آزار تم
پیار سے رکھدو مرے رخسار پر رخسار تم
خود گرا دیتے ہو اپنے ہاتھ سے تلوار تم
اب قیامت مین دکھانا شوخی رفتار تم
کار ساقی ہم کرین بن جاؤ بادہ خوار تم
زخمہائے تن مرے ہوتے ہو کیون خونبار تم
مجھسے گر پوچھو تو بس ہو زینت گلزار تم
ہاتھ مین تلوار لو بیٹھے ہو کیون بیکار تم
ہو مرے قلب و جگر کے مالک و مختار تم
جانتا ہون حضرت دل ہو بڑے مکار تم
ایک ہی ساغر مین ایسے ہوگئے سرشار تم
مین کرون اصرار جتنا اوتنا ہی انکار تم
چار دن گر اور بھی پہنے رہو زنار تم
موت میری آگئی جسدن ہوئے بیزار تم
سر اوٹھاؤ فکر سے بیٹھے ہو کیون ناچار تم

خوب مین جانتا ہون ہی مرا بسمل ہمدم | پھر بھی سینے سے لگائے ہون کہ ہی دل ہمدم
سینے سب حال کہا اوسکو گلے لپٹایا | قتل کیوقت ہوا خنجر قاتل ہمدم
قید گیسو سے چھٹا آیا ہے گھبرایا ہوا | مدتون بعد ملا مجھسے یہ مشکل ہمدم
حال دل اوس سے کہی سب میرے قاتل نے کہا | تیر بیکان کو سمجھ لے مرے گھایل ہمدم
رہ الفت مین مری دل تجھے گردش ہی رہی | پھر بھی تجھسے نہ کٹی عشق کی منزل ہمدم
دلکو تو مانگتا ہی جان بھی میری لے لے | بیٹھ پہلو مین مرے آ مرے سایل ہمدم
کوئی تکلیف ہوئی تجھسے یہ لپٹی ہی رہی | قید مین خوب رہی طوق و سلاسل ہمدم
مجھکو سمجھاتا ہے بیکار سمجھ اے ناصح | مجھسے چھوٹیگا بھلا کوچۂ قاتل ہمدم
قید زلفون مین ہوا دل مجھے تو یاد رہا | مین کسیوقت بھی تجھسے ہوا غافل ہمدم
غور جب دلمین کیا آیا خیال جانان | شکر صد شکر رہا میرے مقابل ہمدم
قیس لیلے سے یہ کہتا تھا مری جان ہی تو | تجھکو مین دیکھون اوٹھا پردۂ محمل ہمدم
نقشہ محبوب کا دلسے مرے لپٹا ہی رہا | مجھکو قسمت سے ملا حور شمایل ہمدم
زلف کو چھوڑ سہین دل جو ترا جی چاہے | تجھسے کچھ کہنا ہی اکر ور مجھے مل ہمدم
بزم مین اوسکی سبھی غیر تھے اب روتی ہین | میرا دم نکلا ہوئی ساری ہی محفل ہمدم
کوچۂ زلف کی افتادین سمجھتا ہے دل | ہی مجھے اسکی خوشی ہی مرا قاتل ہمدم
بحر الفت مین مجھے قبر کی جا اوسنے دی | حشر تک میرا رہا دامن ساحل ہمدم
عشق مین اس لئے بیٹھا ہوا روتا ہون مین | بعد مدت کے چھٹا مجھسے مرا دل ہمدم

دل بھی کیا مجھکو ملا ہی مری قسمت سے شفیق
جب حسین دیکھ لیا ہو گیا بسمل ہمدم

ردیف نون

صورتین اچھی حباب آسا نمایان ہوگئین | دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے پنہان ہوگئین

قلو نکی کوششین اوس حد پہ حیران ہوگئین
دیہ بیماوہ مون جب تھک کی مین گرنے لگا
ب بہار آئی گلو پر عشق اسکا نام ہے
برسے مرنیکی خبر ہین یہ اثر سید اہلا
شق و معشوق کا ہوتا ہی آخر ایک حال
سکی تصویر خیالے کے کرشمے. دیکھکر
ئنہ دیکھا ہی سینے جب مجھی ظاہر ہوا
ہین جو نقشا رہا پھر وہ نکلنے کا نہین
کھنے والے بھی ظالم رو دئے سب دیکھکر
ب ہوسے مرے اُف اُف کی آتی ہی صدا
ب میرے دم سے آبادی ہی ساری شہر کی
ے حسینان جہان تم سے شکایت کچھ نہین
بکے کوچہ سے میت میری پھنکوائی گئی
ہ سنوارا کرتے تھے جنکو مجھی تھا جنکا عشق
شق کے دیوانونکا ہر روز بدلتا ہی مزاج
یکھے اس دیوانگی مین ہمنے کیا کیا انقلاب
ڑپنے سے ہوا حاصل اونھین غیظ آگیا
توانی بھی مری کسقدر مستحکم ہوئی
ر جھپی نظر ولنے اشارہ دل سے یہ کہنے لگے
یکھ ظالم ایسی ہوتی ہی محبت کی نظر
ر ڈالا ہی ہمین اوستاد کی اخلاق نے

کونسی جا ہی جہان ہر روحین پنہان ہوگئین
حسرتین بڑھ کر مری حد بیابان ہوگئین
حسرتین بلبل کی قربان گلستان ہوگئین
صحبتین کی صحبتین اکدم مین ویران ہوگئین
میرا دل اور یار کی زلفین پریشان ہوگئین
دل بھی حیران حسرتین بھی نکی حیران ہوگئین
حالتین وحشت مین کیا تیری گریبان ہوگئین
پتلیان آنکھون مین میری شکل زندان ہوگئین
جب تری آنکھین مری میت پہ گریان ہوگئین
حسرتین پوری تری ای آہ سوزان ہوگئین
جان نکلی جسم سے ویران گلیان ہوگئین
سب ادائین دلکی بربادیکا سامان ہوگئین
بڑھکے بے سالیان آخر کو سامان ہوگئین
میرے لاشے پر وہی زلفین پریشان ہوگئین
کین جو باتین آج وہ کل خواب نسیان ہوگئین
بستیان لاکھون ہی عالم مین بیابان ہوگئین
کچھ زیادہ سختیان ای اہل زندان ہوگئین
حسرتین سب جسم مین تار رگ جان ہوگئین
پر چھپان ہونکو تھین یہ کھنکر مژگان ہوگئین
اک اشارہ مین تمری آنکھین پشیمان ہوگئین
حسرتین نکلی شفیق اب چاک داماں ہوگئین

صرف آنسو ہو چکے خونبار آنکھیں ہو گئیں — دو ہی دن کے رونے سے بیکار آنکھیں ہو گئیں

قتل پر میرے تری تیار آنکھیں ہو گئیں — تیر نظریں بن گئیں سوفار آنکھیں ہو گئیں

ہجر مین بیفائدہ رونے سے یہ حاصل ہوا — اسکی نظروں مین ذلیل و خوار آنکھیں ہو گئیں

دشمنو نسے بھی شکایت کا نہین موقع ملا — کچھ مروت آگئی جب چار آنکھیں ہو گئیں

ایک دیکھا تھا حسین پھر دوسرا دیکھا نہیں — تجربہ کچھ ہو گیا ہشیار آنکھیں ہو گئیں

مثل موسیٰ عشق ہمین آجائی یا پھر جان جائے — اب ہماری طالب دیدار آنکھیں ہو گئیں

اونکو صدمہ تھا یہ اونکی حال پر روتی رہین — دل جگر کے ساتھ مین بیمار آنکھیں ہو گئیں

اسقدر مشق تصور کی ہوا اونکی دید مین — اب تو مثل روزن دیوار آنکھیں ہو گئیں

ہجر مین اک روز مجھسے ملکے وہ کہنے لگے — اسقدر جاگے ہو تم گلنار آنکھیں ہو گئیں

دیکھکر اوسکو فقط دلسے کہا اور چپ رہین — بار الست کی امانت دار آنکھیں ہو گئیں

ہجر مین یہ کون آکر کہہ گیا ہے خواب مین — رونے والے کیا تجھے دشوار آنکھیں ہو گئیں

یہ قفس مین حال دیکھا ہمنے وقت واپسین — بلبلونکی جانب گلزار آنکھیں ہو گئیں

آئنہ ہم پیری مین جب دیکھا نظر نیچی رہی — اب ہماری شکل سے بیزار آنکھیں ہو گئیں

حال پر میرے یہ روتی ہی رہین عمر بھر — اوسکی فرقت مین مری غمخوار آنکھیں ہو گئیں

بعد مدت کے ادھر آنا ہوا ہے اے شفیق
میکدہ کو دیکھکر سرشار آنکھیں ہو گئیں

خون بھی نام کو جلاد مرے دلمین نہین — اب تڑپنے کی بھی طاقت تری بسمل مین نہین

آئنہ دیکھ کے خاموش ہوا کیون ایسا — جو صفت تجھ مین ہے وہ تیری مقابل مین نہین

میری نظروں مین ہین دنیا کی حسینان جہان — کونسی ہے وہ ادا جو مرے قاتل مین نہین

آکے مقتل مین یہ ظالم نے کہا غصہ سے — جو کرے آہ و فغان وہ تری گھایل مین نہین

کہتے ہے موت سے کل مر گیا مرنے والا — اب کسی بات کا ارمان مرے دلمین نہین

راہ الفت مین مصیبت جو ہوئی دیوانے — پہلی منزل مین جو ہے دوسری منزل مین نہین
خری وقت ہی منہ قبلہ کی جانب کرلے — ہوش اتنا بھی مسیحا ترے غافل مین نہین
صحا مجھکو زمانہ کی نہ حالت دکھلا — کونسی بات ہے جو ہجر کی مشکل مین نہین
ج رخسار کا تل کیون ہے مٹایا جاتا — آپ ہی کہئے کہ وہ تا مہ کامل مین نہین
لم ہو گر تو چھری اپنے گلے پر پھیرین — ہمسا جانباز کوئی آپکی محفل مین نہین
ر زندان کو نہ توڑا نہ گیا زندان کو — گو کہ دیوانہ ترا قید سلاسل مین نہین

جو کہ منصف ہین وہ کہتے ہین کہ یکتا ہے شفیق
جو صفت اسمین ہے وہ دوسرے جاہل مین نہین

ضبط مری مدد کر بیٹھا ہون بزم یار مین — کہتا ہے مجھسے درد دل اوٹھونگا مین ہزار مین
ندگی ایسی چیز تھی پھرتے تھے ہر دیار مین — مرنیکے بعد قید مین رہنا پڑا مزار مین
تش غمکا کچھ اثر دلمین ہمارے رہ گیا — مرنیکے بعد یہ ہوا آگ لگی مزار مین
میرا ٹھکانا ہے کہان مین بھی ہون ایسا دل جلا — مینے جب آہ گرم کی آگ لگی دیار مین
پنے ہی گھر مین مین رہا جانب در نظر رہی — عمر یونہین گذر گئی تیرے ہی انتظار مین
قربا آکے دشت مین اتنا نشان پائینگے — تار مرے لباس کے لپٹے ہین نوک خار مین
سکو ملایا خاک مین دل فقط اوسکا نام تھا — وہ ہی لہو کی بوند تھی بس مرے جسم زار مین
مجھکو نہ تم برا کہو یارو خدا خدا کرو — مین تو اوسیکا نام لون دل بھی ہو اختیار مین
سکو کریگا قتل وہ غیر بلائے جاتے ہین — وہ بھی ہین انتظار مین ہم بھی ہین انتظار مین
چھینٹ کسی پہ گر پڑے کہکے اک اف وہ ہٹ گیا — آتش غم شریک ہے میری لہو کی دہار مین
میرا یہ دل ہے ناصحا اسکا تڑپنا کام ہے — اپنی زبان کو دیکھ تو وہ بھی ہے اختیار مین

قیس کو اوسنے خط دیا اتنا پتہ بتا دیا
اوسکا شفیق نام ہے رہتا ہے کوہسار مین

قیامت ہے کہ وہ ناقص ہمارا دل سمجھتے ہین
یہ مجھسے کہکے میرے پاؤن پڑتی ہے قاتل کو
غرض یہ تھی کہ وہ نازک ہین اونکو تجھسے رحمت ہو
وہ مجھسے لیکے خود اپنے کلیجے سے لگاتے ہین
عجب دیوانے اونکے ہین چلے جاتے ہین صحرا کو
نہ اپنی شکل دکھلائی کسیکو ہم ہوئے رسوا
کہا یہ قیس نے مشق تصور پڑ گئی ایسی
یہ کہکے بزم مین میری طرف سے پھیر لین آنکھین
جو وہ تجھسے کہین پھر حد سے تو اپنی گذر جائے
ارے ساقی نہ ساغر کو نہ مے کو پھینکنا ہرگز
کہین بھی وہ رہین لیکن مرینگے تیری ہی در پر
بتائین کیا تمھین ناصح ہم اوسکا نام کیونکر لین
ابھی گوشہ نشینی ہے چلے جائینگے صحرا کو
وہ کہتے ہین کہ دیوانے کی باتین ہین بہت اچھی
تھکے وہ راہ الفت مین کہ اتنا اوٹھ نہین سکتے
ابھی جلاد کم سن ہین بنایا گر کوئی تو وہ
سیاہی دیکھنے مین ہے وگرنہ ایسا روشن ہے
برا ہو یا بھلا ہو دل مین جو ہے دیکھ لینا تو
طلب کرتے ہی اوسکو دل دیا اور جان بھی دیدی

اوسے گھایل نہین کرتے جسے بسمل سمجھتے ہین
ہم ایسی راہ کو اب آخری منزل سمجھتے ہین
تری سب تیزبانین ہم خنجر قاتل سمجھتے ہین
خوشی یہ ہے وہ میرے دلکو اپنا دل سمجھتے ہین
نہ یہ راحت سمجھتے ہین نہ یہ مشکل سمجھتے ہین
جبا اپنے دل بہت ہم آپکو عاقل سمجھتے ہین
ہم اپنے غور کو خود صاحب محمل سمجھتے ہین
نہین ہم دیکھتے اوسکو جسے بیدل سمجھتے ہین
بتائین کیا تجھے جو کچھ ترے مائل سمجھتے ہین
ترے میخوار اسکو اپنی آب و گل سمجھتے ہین
تڑپنے کا ٹھکانا سب تری بسمل سمجھتے ہین
جو مالک جان کا ہے ہم اوسی کا دل سمجھتے ہین
ہم اپنے پاؤن کو ہردم سر منزل سمجھتے ہین
ہمین الفت ہے اوسکو رونق محفل سمجھتے ہین
ہمارے پاؤن بھی کیا دوری منزل سمجھتے ہین
لگائے جاتے ہین ناوک اوسکو دل سمجھتے ہین
ترے رخسار کے تل کو مہ کامل سمجھتے ہین
ہم اپنے دلکو تیری نذر کے قابل سمجھتے ہین
اوسے مشکل بہت ہے جو اسی مشکل سمجھتے ہین

شفیق ایسا جہاں کی گردشون نے تفرقہ ڈالا
یہان دو دوست مل بیٹھے اوسی محفل سمجھتے ہین

ہوکے بے بس ناتوانی سے رہا گلزار مین
ہوئے تن ایک ایک وہ جا ہو مرا ہر خار مین

حشر آیا زلزلے پیدا ہوئے کہسار مین
طول آتنا جاتے ہے انتظار یار مین

جب شباب آیا تو دنیا کے کرشمے آگئے
شوخیان پیدا ہوئین کیا کیا مزاج یار مین

دوستو نکو تھا وحشت کا یہی اتنا خیال
پھسلدی میت اوٹھا کر کوچہ دلدار مین

جی مین آتا ہے کہ بے خنجر لگا دون مین گلے
ایسی دلکش آب ہو قاتل تری تلوار مین

شوق ہے اوسکو دل عاشق یہ قبضہ مین کرون
زلف کی صورت سے دل تڑپنے لگے تلوار مین

خوش نصیبی اوس زمین کی حشر تک یارب رہے
جو ہوئی ہے صرف میرے یار کی رفتار مین

سیکڑون سے تیغ نکلے یہ کہونگا مین ضرور
آج سینے فرق دیکھا خوبی گفتار مین

عشق سے اور حسن سے رونق زمانہ بھر کی تھی
ایک کو یوسف تو خاک اوڑنے لگی بازار مین

یہ تو جلاد نے کھینچا کہ غش آگیا
خون جب تازہ نظر آیا لب سوفار مین

دو گھڑی کے واسطے تم آنکر بیٹھو اگر
مدتون خوشبو رہیگی بستر بیمار مین

اسکو کہتے ہین اثر مینے لیا نام بہار
جب کہ میری لاش آئی دوسوکے غار مین

دل یہ کہتا ہے رہائی حشر تک ممکن نہین
ایسے کچھ پھنسے ہین تری گیسوئے خمدار مین

قتل کرتا تھا مجھے جلاد مفتون ہوگیا
اپنی ہی صورت نظر آئی اوسی تلوار مین

سامنے غیرونکے اڑتا ہے ذرا آنا سمجھ
راز کھلتا ہے اری نادان ہوئین تکرار مین

یاد رکھنا غیر کے کہنے مین تم آئے اگر
ایکدن یہ بیچ لین گو مصر کی بازار مین

نغمۂ الفت کا دوہرانا نہین اچھا شفیق
ورنہ ہاو ٹھا تو پھر رونا پڑیگا چار مین

دشمن بھی غمگسار بنے ہین زمانے مین
بجلی تڑپ رہی ہے مرے آشیانے مین

بلبل نہ ایک طور سے گذری زمانے مین
ترا آج ہے قفس مین تو کل آشیانے مین

بلبل یہ کہہ رہی ہے پھرون کیون زمانے مین
مجھسے چہل پہل ہے مرے آشیانے مین

شہرت ہے لطف خندۂ گل کی زمانے مین
بلبل نے دی ہے برق کو جا آشیانے مین

ایسا خزان کا دور ہوا ہے زمانے مین
بلبل کا ایک پر بھی نہین آشیانے مین

نادار میری طرح ہے بلبل زمانے مین
جز خار و خس کچھ اور نہین آشیانے مین

دل کہہ رہا ہے خوشۂ انگور دیکھکر
مے مثل خم بھری ہے ہر اک دانے دانے مین

جوڑا ہے تیر اگر تو کمان اکدم نہ کھینچ
دل تھام لون کہ فرق نہ آئے نشانے مین

اک لفظ کن سے دونو جہان خلق کردئے
کیا دخل ہو کسیکا ترے کارخانے مین

سننے کو لوگ آنے لگے ہر مذاق کے
دنیا کی ساری باتین ہین میری فسانے مین

سجدہ کیا ہے گبر و مسلمان نے بارہا
کیسا طلسم ہے یہ ترے آستانے مین

دم توڑین کیون نہ رشک سے دیوانے آپکے
جب تار زلف ٹوٹ کر رہ جائے شانے مین

ہے تازہ بات بعد مری خوش ہے ساری خلق
مرنیکی آج عید ہوئی ہے زمانے مین

سب رشک مہر حسن چھپایا کرین مگر
پھیلی ہوئی ہے روشنی انکی زمانے مین

اے دوستو وہان سے سنانا اونھین ضرور
جسجا وفا کا ذکر ہے میرے فسانے مین

عیار تیری بات کو ہم کیا سمجھ سکین
پوشیدہ سو فریب ہین اک اک بہانے مین

اپنے سرونکو پھوڑ کے دیوانے مر گئے
وحشت لہو کے باقی رہے قید خانے مین

قیس مجھسے خواب مین کہتا ہے آنکر
پابند ہوکے بیٹھ رہا قید خانے مین

کوئی رئیس بھی نہ رہا قدردان شفیق
خالق نے ہمکو خلق کیا کس زمانے مین

کبھی جاتی ہے جان عاشق دلگیر چٹکی مین
یہ ہے اعجاز یا ظالم نے رکھا تیر چٹکی مین

کلی گل کی جو کمھلائی ہوئی ظالم نے مل ڈالی
ہمارے دلکی پوری بن گئی تصویر چٹکی مین

لکھا جو کچھ ہے تونے وہ پڑھا جاتا نہین مجھسے
قلم کیسا تھا اوسدم کاتب تقدیر چٹکی مین

چھڑانا زخم سوزان سے ہے بھاہا اوس مسیحا کو
چھپا کر لایا ہے چھوٹا سا آتشگیر چٹکی مین

دکھاؤن تجھکو گر تیرے ستارے جھلملا دینگے
کہ ہین افشان کے ذرّے اوسکی چرخ پر جتنکی ہین

تڑپتا صید افگن نے اوسی چھوڑا ہی صحرا مین
اوٹھا کر لایا ہی ظالم پر نخچیر جتنکی مین

نہ کچھ منہ سے کہا اوٹھون تو اوٹھنے بھی نہین دیتا
مرا دامن دبائی ہی وہ خوش تدبیر جتنکی مین

گذاری وصل کی شب پڑھکی اوسنے واہ ری قسمت
جو تھا کاغذ کا پرزہ اک دم تحریر جتنکی مین

گرفتار سلاسل کو لئے جاتا ہے وہ ظالم
نزاکت کی سبب تھمتی نہین زنجیر جتنکی مین

نکالا ہی تری سینہ سے پیکان صاف بھی کرلے
ہمارے خون کی ہوجائیگی توقیر جتنکی مین

ہمارے ذبح ہونیکے نئے سامان ہوتی ہین
وہ اک ناخن دبائے ہی دم تکبیر جتنکی مین

شفیق اچھا مین سمجھا خط کسی گلرو کو لکھتے ہو
جو اک خامہ گلابی ہی دم تحریر جتنکی مین

مسیحا یہ سمجھکر بھلے ہی ہشیار بیٹھے ہین
کہ کچھ بنوٹ سی بھی بیمار وہین ہمار بیٹھے ہین

سنی ہی آمد ساقی تو کیا سرشار بیٹھے ہین
کلیجے بزم مین تھامی ہوئے میخوار بیٹھے ہین

حمیت کہتی ہی پاس اپنے تصویر خیالی رکھ
اوٹھ اس محفل سی یان سب طالب دیدار بیٹھے ہین

زمانہ ہوگیا ور پر پلک جھپکا نہین سکتے
عجب صورت سی تیری طالب دیدار بیٹھے ہین

ہمارے قتل کو ہی جنبش ابرو فقط کافی
غضب ہی آپ کیون کھینچی ہوئی تلوار بیٹھے ہین

قدم اوٹھتے نہین کوچے مین اوسکی دل و ہلتا ہی
کسی سی سن لیا ہی آج وہ بیزار بیٹھے ہین

سنائے کون اونکو کیا کرون طرفہ تردد ہی
یہان ہی نزع کا ہنگام وہ بیزار بیٹھے ہین

مسیحا کو جو دیکھا ایسی طاقت آگئی ہب مین
سنبھل کر جان دینے کے لئے بیمار بیٹھے ہین

ہماری لاشکے ہمراہ مجمع ہے حسینونکا
تماشہ دیکھنے والے سر دیوار بیٹھے ہین

تری رحمت ہی یارب میکدے کے گوشہ گوشہ مین
وہان بوچھار جاتی ہی جہان میخوار بیٹھے ہین

چلو صحبت مین اونکی کچھ اشارے سی کہو اونسے
سنا ہی آج شغل مے سے وہ سرشار بیٹھے ہین

تری رحمت کو یارب بارہا ہمنے بھی دیکھا ہے
وہین برابر برسا ہی جہان میخوار بیٹھے ہین

نہ میں ہوں اور نہ میرا دل کریگی جور وہ کسپر
وہ میری قبر پر آئے بھی تو بیکار بیٹھے ہیں

پرکھتے ہیں جسمیں سو دیکو دزدیدہ نگاہ ہو لیتے
دلونکے بیچنے والے سر بازار بیٹھے ہیں

ہمیں اب بزم میں بھی دیکھنا اونکا ہوا مشکل
عدو آگے سب اونکی صورت دیوار بیٹھے ہیں

جو میری غیبتیں کرتے تھے اولٹے روز آ آ کر
اب اونکی بزم میں وہ ہی ذلیل و خوار بیٹھے ہیں

کہاں انکا سامنا اب جان بچنا سخت مشکل ہی
وہ میرے نام پر کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہیں

تری محفل کا اے ساقی یہ ہمکو قاعدہ بھایا
کہیں بیہوش بیٹھے ہیں کہیں ہشیار بیٹھے ہیں

لگائے تیر اولٹے سیدھے ظالم کیا قیامت ہے
ہمارے دل پہ اب سوفار پر سوفار بیٹھے ہیں

لحد پر فاتحہ پڑھتے نہیں گو سب نے سمجھایا
شفیق آئے ہیں لیکن در پئے آزار بیٹھے ہیں

گئے دریا پہ اپنا عکس ڈالا تمنے پانی میں
ادائیں ہر طرح کی زیب ہیں تمکو جوانی میں

پڑا جب تیر کیسا جوش تھا خونکی روانی میں
یہ وہ سمجھے کہ جسنے زخم کھایا ہو جوانی میں

اگر زاہد و دیکھیں اونکی بھی آنکھوں میں کھب جائے
غضب کا رنگ ہی ساقی شراب ارغوانی میں

یہ اچھی بات ہی عالم میں دونوں کی ہوئی شہرت
تمھاری بدزبانی میں ہماری بیزبانی میں

عجب ناواقف الفت ہیں ایسی راہ چلتے ہیں
پڑی افتاد کچھ ایسی کہ موت آئی جوانی میں

یہ کیسا جام تھا پیتے ہی جسکے میں ہوا غافل
دیا ساقی مجھے تونے ملا کر زہر پانی میں

کہی گور غریباں تر بتر لرزیں ہوئیں قبریں
قیامت کا اثر آیا مرے غم کی کہانی میں

ترا جانباز صادق یہ سمجھکر جان دیتا ہی
رہا جیتا تو فرق آئیگا عمر جاودانی میں

عجب انداز سے میرے گلے پر رگ کی چلتا ہے
تری رفتار کا ہی طور خنجر کی روانی میں

نہ اپنی کہہ سکا نہ دوسرکی سن سکا عاشق
نہیں معلوم کیا آفت تھی مرگ ناگہانی میں

گئے جیتا حسینان جہانکے ساتھ جیتے تھے
مزہ تھا بادہ خوار یکا ہماری نوجوانی میں

خدا ہی جانتا ہی جو مری دلبر گذرتی ہے
کہا میں نے نہ کچھ منہ سے سرائے امتحانی میں

تصور مین ترے ابرو کے دلبر زخم کاری ہی | کہان یہ کاٹ ہی جلاد تیغ اصفہانی مین
شب غم اپنی آہ نارسا سے خوف ہی مجھکو | کہین یہ بھی نہ ہو ملجائی بلائے آسمانی مین

شفیق احباب سی اپنی تعجب سی یہ کہتا ہے
کچھ ایسا حادثہ گذرا کہ مردہ ہین جوانی مین

جو خاص طور گردش چشم بتان کے ہین | انداز وہ جفا مین کہان آسمان کے ہین
یہ بلبلونپہ ظلم وستم باغبان کے ہین | انبار ہین پرونکے تو ڈھیر استخوان کے ہین
ہم اپنا حال لکھنے کو دفتر کہانسے لائین | کچھ ہین ورق زمین کے کچھ آسمان کے ہین
دنیا و آخرت کی ہین واعظ کو سب خیال | تھوڑی یہانکے ذکر ہین تھوڑی وہان کے ہین
آئے لحد مین اب کوئی کھٹکا نہین رہا | دروازی خوب بند ہماری مکان کے ہین
ہو مشق ضبط آہ ابھی سی تو خوب ہے | اب دن بہت قریب مری امتحان کے ہین
جسنے سنا وہ تھام کے دلکو تڑپ گیا | ٹکڑے اثر بھرے وہ مری داستان کے ہین
لاشے یہ میرے آکے وہ کہتے ہین نازسے | یہ تم بتاؤ آج ارادی کہان کے ہین
اسمین شگون بد ہی نہ ای باغبان جلا | تنکے گرے ہوے جو مری آشیان کے ہین
اعضا تمام حشر مین دینگے مجھے جواب | کہنے کو سب عزیز مری جسم و جان کے ہین
چارہ گرو یہ دلپہ عنایت ہے غیر کی | ناسور سب پڑے ہوئے تیغ زبان کے ہین
جنکو قبور سمجھے ہوئے ہین جہانکے لوگ | یہ سب زمین پہ نقش قدم رفتگان کے ہین
چارہ گرون نے جاکے مسیحا کو دی خبر | حالات سب خراب ترے ناتوان کے ہین
اک نام غیر جسکے لفافہ پہ ہے رقم | اوس خط مین حال چند مرے رازدان کے ہین

ارود کو لکھنؤ مین کیا صاف ای شفیق
شہرے جہان بھر مین تمھاری زبان کی ہین

جسکو دیکھا آج ہمنے کل وہ آزاری نہین | عشق سے بدتر کوئی دنیا مین بیماری نہین

جسپہ ہمنے جان دی اوسکو برا تمنے کہا
ناصح مشفق ہماری یہ تو غمخواری نہین

دلفروشون نے پتنگ آکے لکھا ہی اونکو خط
ایک مدت ہوگئی دلکی خریداری نہین

لیکے انگڑائی ابھی اوٹھتے ہین فرش خواب سے
بات وہ سن لین کسی کی یہی یہ بیداری ہین

رک کے وہ ملتے ہین عاشق سے ادائین کہتی ہین
اور بھی معشوق ہین اونمین یہ خودداری نہین

واہ ای قاتل لگایا ہاتھ اوچھا جان کر
زخم دل ایسا ہی جس سے خون تک جاری نہین

سونچکے اہل قفس یہ سب کہ سب مایوس ہین
چھوٹ جائین جس سے ہم ایسی گرفتاری نہین

دلکو چھونہین مرے نادان نہ اتنا خوف کھا
یہ لہو کی بوند ہے آتش کی چنگاری نہین

چارہ گر یہ کہکے میرے پاس سے سب اوٹھ گئی
جس سے صحت ہو کبھی ایسی یہ بیماری نہین

ہاتھ مین مہندی لگا کر آئے سوم مین مری
یہ زمانہ مین کہین دیکھی عزاداری نہین

مرگیا مین لاش پر میری وہ یہ کہنے لگے
کیا زمانہ ہے کہ عاشق مین وفاداری نہین

سرکٹے یا دل ہو زخمی مین لگاؤنگا گلے
تیغ قاتل تجھسے میری جان کچھ پیاری نہین

جاکے عاشق کو ذرا غسل وکفن دی آئیے
راستے مین لاش ہی اور کوئی تیاری نہین

چارہ گر کہتے ہین یہ ناسور کیونکر ہوگیا
دیکھنے مین تو جگر کا زخم کچھ کاری نہین

ہاتھ سے اپنے گلے کو کاٹنا ہے کیا محال
قصد مرنے کا کیا پھر کوئی دشواری نہین

مرگیا قید سلاسل مین گرفتار بلا
حشر مین بھی ہو رہا ایسی گرفتاری نہین

بیچنے والون نے خنجر اپنے پہلو پر رکھے
ہنسکے وہ کہنے لگے دلکی خریداری نہین

دفن مین ہونے لگا وہ ہنسکے یہ کہنے لگے
منہ چھپا کے جانا یہ رسم وفاداری نہین

حشر مین تربت پہ میری آکے چپکے سے کہا
آج سے آرام کر ہنگام بیداری نہین

اس سے مہلت ہو تو ہم کچھ کام دنیا کا کرین
فکر کے ہاتھون ہمین دم بھر کی بیکاری نہین

جسپہ اپنا ہو بھروسہ کیا گلا اوس سے شفیق
دوست نے دھوکا دیا یہ کوئی ہشیاری نہین

زمانہ مین ہمین نا قدر دان برباد کرتے ہین
برا جب وقت آتا ہی خدا کو یاد کرتے ہین
کبھی اہل قفس جب آتش گل یاد کرتے ہین
ہزارون درد ہین پر ضبط ہم ناشاد کرتے ہین
مجھے مارا مٹایا قبر کو اللہ ری ہبر جسمی
مری میت اوٹھا کر وہ عجب انداز سے بولے
ہمارے قتل کا جب وقت آیا ہوگیا ظاہر
تمنا ہی یہ صیاد ونکو پھر جھپٹ کر یہ آو نیگے
قدم در سے نہ نکلا اور لاکھون ہو گئی گھایل
تصدق جان کرنی ہی ہمین اس سی ہی بیتابی
تمھارے مرنیوالے جان ہی دیدیکر جاتے ہین
بہار آتے ہی سودائی یہ سب ہنس ہنسکے کہتے ہین
تڑپنے سے تری اچھا پھر اوس کوچہ مین چلتے ہین
زیادہ حسن ہو لو ئی محبت صاف آتی ہی
اسیران قفس کہتے ہین کیا صیاد ظالم ہین
یہ کوشش ہی کہ تصویر خیالی اونکی کھینچ جائے
اثر یہ ہی کہ سینے والے سب دل تھام لیتے ہین
سنا ہی روز آرایش ہوا کرتی ہی جب جھکر
کیا کرتے ہین قبل از وقت جان عاشق شیدا
گئے ہین بیستون پر لائے ہین نزدیک سر تیشہ
گئی ہین دل جگر دونون ہمین ہی بیخودی ایسی

کوئی سنتا نہین گو لاکھ ہم فریاد کرتے ہین
جو بڑھتے ہین بتونکے ظلم ہم فریاد کرتے ہین
بر و نین آگ لگ جاتی ہی یون فریاد کرتے ہین
چمک جب دلمین ہوتی ہی تو پھر فریاد کرتے ہین
تمھین سونچو کسی پر اسطرح بیداد کرتے ہین
ہم ایسے ہین کہ ایسے وقت مین امداد کرتے ہین
سنا کرتے ہتم بیدادی بہت جلاد کرتے ہین
قفس مین جو تڑپتا ہی اوسی آزاد کرتے ہین
ستم کی مشق گھر مین بیٹھکر جلاد کرتے ہین
کوئی دیکھ آئے جا کی کیا ستم ایجاد کرتے ہین
نئی دنیا تمھارے نام کی آباد کرتے ہین
اب اس کوچے سے اوٹھکر دشت کو آباد کرتے ہین
ترا ہم آخری کہنا دل ناشاد کرتے ہین
کسی پر ظلم جب کرتے ہین ہمکو یاد کرتے ہین
کہ جو ہین ذبح کی قابل اونھین آزاد کرتے ہین
تصور لیتے دلمین مانی و بہزاد کرتے ہین
ترے وحشی کا جسدم تذکرہ جلاد کرتے ہین
قیامت ہی ادائین اور وہ ایجاد کرتے ہین
قضا سے کام کیا ہو گا جو اب جلاد کرتے ہین
علاج عشق شیرین حضرت فرہاد کرتے ہین
کسیکو بھول جاتے ہین کسیکو یاد کرتے ہین

کہا اہلِ قفس نے چھوٹنا اور قید یکساں ہی
پر ونکے نوچنے کا قصد اب صیاد کرتے ہین

تمھین نے کر دیا خوگر ہمین اسکی شکایت کیا
جو تم فریاد سنتے ہو تو ہم فریاد کرتے ہین

عجب وحشی تمھارا ہی کہ اونکے پاس ہی ہر دم
سنا کرتا ہی جو کچھ مشورے فصاد کرتے ہین

دیا یہ حکم اسکی قبر بھی پامال کر ڈالو
نشان اوسکا نہین رکھتے جسے برباد کرتے ہین

یہ فخرِ قوم ہین حامد علیخان صاحب عزت
شفیق اوسمین ترقی ہو جو کام ایجاد کرتے ہین

صحت ہوئی مریض کو پھر چارہ گر کہان
وہ واقعات رہتے ہین پیشِ نظر کہان

جو رات بڑھتی جاتی ہی دل مجھسے کہتا ہی
جو ہو شبِ فراق پھر اوسکی سحر کہان

الفت مین گھر سے ہین رخ و گیسو کی بلا ہون
اب دیکھئے کہ ہوتی ہی شام و سحر کہان

کیا ظلم مجھپہ کرتا ہی غصہ کو اپنے روک
صیاد اب مین جاؤنگا بے بال و پر کہان

میرا عدم کا قصد ہی اور کوئے یار کا
لیجائیگا مجھے مرا دردِ جگر کہان

رستے مین موت آگئی سب راز کھل گیا
نامہ ہمارا لیکے گیا نامہ بر کہان

الفت کی راہ مین ہی نہین خوف جانکا
او جانے والے جاتا ہی اب تو ادھر کہان

غربت مین موت آئی مسافر کو ہی غضب
سب اوس سے پوچھتے ہین کہ ہی تیرا گھر کہان

کیا تفرقہ ہی عشق کے ہاتھو لسے ای شفیق
دل کس جگہہ ہی اور ہمارا جگر کہان

ہے عجب طور کی وحشت ترے دیوانے مین
دل بہلتا ہی نہ بستی مین نہ ویرانے مین

آئے تربت پہ مری فاتحہ پڑھکر بولے
مرنے والے تجھے کیا مل گیا مر جانے مین

میری میت کو لئے پھرتے ہین وحشی ہر سو
کہتے ہین قبر بنے گی کہین ویرانے مین

نہ تو میکش نہ صراحی نہ پلانے والا
اک مری مرنے سے خاک اڑتی ہی میخانے مین

کوچۂ یار مین ایدل نہ سبب مجھے لیجانا
جانکا خوف ہی کمبخت اودھر جانے مین

اہل دل سنتے ہی جاتے ہیں مرا قصہ غم
لذت عشق بھری ہی مرے افسانے میں

کوئی گوشہ نہ رہا دشت کا ہمسے باقی
سیر تو خوب ہوئی قیس کے یارانے میں

ساقیا میں تری قربان مجھے بھی دینا
سارے جنت کی سند ہی تری پیمانے میں

ساقیا حشر کے دن تیری کرامت دیکھی
آئے ہیں کیسے سنور کے تری بتخانے میں

نامہ بر بھی مرا مر کے کہاں پہونچا ہے
کھل گیا راز مرا اب ہے میں بیگانے میں

دشمنو لینے تو رہو خوب ہی ہشیار شفیق
دھوکے ہر روز اوٹھایا کئی یارانے میں

یہ حال ہی مسیح ترے انتظار میں
اب درد ہو رہا ہے دل بیقرار میں

دست جنوں ذرا سی توجہ کا کام ہے
تار نفس ملا ہے گریباں کے تار میں

جسدم اوٹھائی آنکھ تو دل کر دیا فگار
ہے زور تیر کا نگہ ہشیار میں

دیوانہ سر کو پھوڑ کے کہتا ہے بار بار
گلنار تازہ پھول ہیں انکی بہار میں

ہو مجھسے بدسلوک کہ ظالم سلوک کر
میں بھی ہوں دل بھی اب ہیں ترے اختیار میں

بہزاد کھینچی ہے تو تصویر کھینچ لے
اوٹھے ہیں سو کے آنکھ بھری ہی خمار میں

کہتے ہیں چارہ ساز کہ جینا محال ہے
ناسور پڑ گئے ہیں دل داغدار میں

سچ ہے کہ مجھسے راز محبت نہ چھپ سکا
ہوتی ہی عشق ذکر ہو اغیار میں

پڑھنے کو آئے ہیں دل سوزاں کا فاتحہ
مدت کے بعد آگ لگی پھر مزار میں

وہ بھی شفیق لیگئے دل کے خیال سے
جو لو نہ تھی لہو کی مرے جسم زار میں

آثار برے روز جزا دیکھ رہے ہیں
وہ میری طرف پیش خدا دیکھ رہے ہیں

معلوم ہوا موت کے دن آئے ہماری
ہم آپ کو بیکار خفا دیکھ رہے ہیں

مطلب نہ شکایت ہے نہ شکوہ نہ غرض ہے
ہم اپنی ہی قسمت کا لکھا دیکھ رہے ہیں

کہدینا بگولوں سے نہ اب خاک اوڑائین — ہم یار کے نقش کف پا دیکھ رہے ہین
عشاق کی اب خیر نہین دلکو سنبھالین — وہ آئنہ مین ناز و ادا دیکھ رہے ہین
وہ آکے جنازے پہ مرے کہتے ہین ہنسکر — ہم آپکو پابند وفا دیکھ رہے ہین
منعم پہ عنایت ہو تری مالک و مختار — رحمت کو تری ہمسے گدا دیکھ رہے ہین
آنکھون نے جسے دیکھا وہ نقشہ اوتر آیا — ہم آئنہ دلکی جلا دیکھ رہے ہین
گذرا وہ زمانہ جو تھے احباب وفادار — اب دوستونکو اہل دغا دیکھ رہے ہین

بچنا ہی شفیق آج تمہارا نہین ممکن
ہم درد جگر مین بھی سوا دیکھ رہے ہین

زاہد کے یونہین رہتا ہی ایمان بغل مین — سجدونکا نشان ماتھے پہ قرآن بغل مین
اے شیخ کسی بات کو ہمسے نہین کہنا — رندونکے رہا کرتا ہے ایمان بغل مین
زینت کا تمھین لطف مری جان جب آئے — بیٹھا ہو کوئی صاحب ارمان بغل مین
یون دلکو سنبھالے ہوئے اوس بزم سے ہم اوٹھے — سب اپنا چھپائے ہوئے سامان بغل مین
دل ہی نہین پہلو مین کہ امید ہو جسے — بیٹھے گا کوئی کیا کسی ویران بغل مین
اغیار سے پہلو کبھی خالی نہین اونکا — ہر وقت اوٹھا کرتے ہین طوفان بغل مین
سب دلکا تمھین حال سنائین گے ہم اپنا — بیٹھو تو کبھی آکے مری جان بغل مین
تعلیم یہ رندونکو دیا کرتا ہے ساقی — بوتل تو رہی ہاتھ مین ایمان بغل مین
دل کہتا ہی اوسوقت ہمین لطف ملیگا — بیٹھے تو کوئی آنکے نادان بغل مین
رمضان مین کیا ہوتی ہی اسلام کی عزت — مسلم ہین دبائے ہوئے قرآن بغل مین

بے دل ہو نہ معشوق شفیق آج یہ کیا ہی
عشرت کا نہین کوئی بھی سامان بغل مین

شب کو سو مرتبہ تصویر صنم دیکھتے ہین — کیا بتائین تمھین کس بات کو ہم دیکھتے ہین

لاش لیکا مری باور نہ حسینون کو ہوا
لیکے میت مری ایک ایک قدم دیکھتے ہین

پوچھتا کیا ہے مسیحا کہ احبا اوسکے
تیرے بیمار کا اوکھڑا ہوا دم دیکھتے ہین

سچ تو یہ بات ہی ہوتا ہی بہت شرمندہ
غیر کی سمت کو ہم تم جو بہم دیکھتے ہین

میرے قاتل کا زمانہ مین ہی ایسا شہرہ
آکے جلاد بہت مشق ستم دیکھتے ہین

حضرت شیخ تعجب کی نظر کرتے ہین
جب گنہگار پہ خالق کا کرم دیکھتے ہین

شوق مرنیکا جنھین ہی وہ ترے دیوانے
ماہ نو مین تری تلوار کا خم دیکھتے ہین

زندگی بھر مجھے غیرونکا کیا شرمندہ
بعد مرنیکے مرا جاہ و حشم دیکھتے ہین

آپکو تونے کہا ہمکو یقین ہوتا ہے
آجکی رات بھی ہم تیری قسم دیکھتے ہین

حضرت شیخ کا کامل ہوا اسدرجہ خیال
اپنے گھر بیٹھ کے وہ سیر ارم دیکھتے ہین

پہلی ہی رات ہی فرقت کی بھلا رو لے کیا
آزمانیکو تمھین دیدہ نم دیکھتے ہین

شام بھی ہوگئی بس ختم کرو آرائش
سنتے ہین رات کو آئینہ بھی کم دیکھتے ہین

سنکے وہ کہتے ہین یا فرقت مین جلتا ہی شفیق
ہمتو ہر روز اسے کشتۂ غم دیکھتے ہین

کبھی ذکر معیشت مین کبھی گیسوئے پرفن مین
ہماری زندگی کٹ جائیگی اوجھن ہی اوجھن مین

کوئی دنیا مین مجھکو قتل کر سکتا نہین قاتل
تری تلوار کے خط پڑچکے ہین میری گردن مین

خزاں انکا نام سنتی ہی یہ کہکر مرگئی بلبل
خدا محفوظ رکھے اب اوڑ رہی خاک گلشن مین

تیرا دیوانہ وقت دفن چپکے چپکے کہتا ہی
یہ کیون مٹی کے ڈھیلے رکھدیے تختونکی درزون مین

مری جلاد سے کہنا کہ یہ ہی یادگار اوسکی
اوسے رہنے دی بخیہ گر بھرے جو خون سوزن مین

وہ آئے ہین خبر کچھ بھی نہین فرقت کی ماریکو
بڑا بیہوش ہی مصروف ہی فریاد و شیون مین

ترے دیوانے یہ آپس مین باتین کرتے جاتے ہین
کرینگے عشق زلفونکا رہین گر قید آہن مین

کیا دریافت ظاہر ہوگیا سب راز پوشیدہ
زلیخا کی [illegible] تہا یوسف کے دامن مین

اثر فرقت کا بعد مرگ بھی آثار ہا باقی
یقین ہے آتش غم سے لگے گی آگ مدفن مین

تجلی دیکھ لین جیتے رہین یا جان سے گذرین
وہ جائین طور پر ہم جا رہے ہین دشت ایمن مین

ہماری خواب مین آیا ہے دل ہنس ہنس کے کہتا ہے
نہ گھبرانا ہمین آرام ہے گیسوئے پرفن مین

یہ جو آنکھون نے دیکھا ہے امانت دار ہین اوسکی
یہ رخنے جسقدر ہین اوسقدر ہین راز چلمن مین

مرے احباب سب آہستہ مجھکو غسل دیتے ہین
جو گذری سیر مین ہے وہ چھپی ہے خار سے تن مین

اونھین رغبت ہے مجھسے غیر میرے پاس آتے ہین
سبب سے انکے ہوتی ہے شناسائی دو دشمن مین

وہ سر گور کھڑی بار و دیدہ تری غفلت سے سوتی ہین
مجھے یہ خوف ہے گیسو اولجھ جائین نہ جوشن مین

ہوئی مدت کہ شغل میکشی سے کر چکے توبہ
شفیق اب کیا ہمین اوٹھی گھٹا گھنگھور ساون

چارہ گر مشکل جسے سمجھے ہین وہ مشکل کہان
کچھ کمی ہو درد مین ایسا ہمارا دل کہان

نامہ بر کہنا کہ سینے مین ذرا تھوڑی سی ہے
اب تڑپ کر جائیگا میرا دل بسمل کہان

خون کے فوارون نے بڑھکر کہا چلا دے
سر کسیکا کاٹ کر جاتا ہے تو قاتل کہان

ناز سے کہتا ہے ظالم چارہ گر سمجھے رہین
زندہ رہ سکتا ہے میرے ہاتھ کا گھائل کہان

وائے ناکامی کہ ہمکو بحر غم مین موت آئی
ہم کہان پر رہ گئے اور دامن ساحل کہان

پاؤن کہتے ہین جو ہمیر دشت مین تکلیف تھی
حضرت دل وہ اوٹھائی آپنے مشکل کہان

شوق مرنیکا ہے جنکو تو جہ ہی لیتی ہین وہ
آجکل اہل عدم کی گرم ہے محفل کہان

موت کیا پردہ نشینونکی خلل انداز ہے
تفرقہ ایسا پڑا لیلے کہان محمل کہان

فیض صحبت ہے شفیق زار یہ احباب کا
شعر کہنے کے سمجھنے کے ہو تم قابل کہان

انصاف تیرا دیکھا گلچین اس انجمن مین
کچھ پھول جا ملین یا ہر کچھ پھول ہون چمن مین

جاتے ہوئے عدم کو آئی خزان وطن مین
بلبل کی موت آئی اجڑی ہوئے چمن مین

تلوار اوسکی چمکی جانباز جان دیدین — تا فرق آنہ جائے ظالم کے بانکپن مین
ہے یادگار دلکی رہنے دے اسکو ظالم — جو خون بھر گیا ہی سوفار کے دہن مین
راحت کا اور غم کا افسانہ ہو رہا ہے — کچھ اوسکی انجمن مین کچھ میری انجمن مین
آتا ہی جو عدم سے مین اوس سے پوچھتا ہون — آئنا بتا و مجھکو ہی خیریت وطن مین
ہون مہروش کا عاشق ہی قبر مین تجلی — ہے صبح کی سفیدی گویا مری کفن مین
کاٹا گلے کو میرے تسمہ ہی ایک باقی — رکنا نہ تیغ قاتل فرق آ گیا چلن مین
قاتل نے امتحان مین زخمی کیا ہی کتنا — یہ راز کھل نہ جائے پوشیدہ ہون کفن مین
جو کچھ ہے مجھکو کہنا شاید نہ کہہ سکے تو — رکھدون زبان اپنی قاصد تری دہن مین
اللہ رے سوز فرقت اسکا کہان ٹھکانا — کرتے ہین آہ وحشی لگتی ہے آگ بن مین

عزت شفیق تیری احباب کر رہے ہین
باقی ہی قدر اتنی ہان شاعری کے فن مین

تذکرے ہوتے ہین یہ روز جفا کارونمین — جان اب نام کو باقی ہی دل افگارونمین
خود ہی آتے ہی نہین اور یہ دیکھاتی ہین حکم — ملک الموت نہ آئی مری بیمارونمین
سب چلے جاتے ہین یہ کہتے ہوئے سوئے ارم — تیری رحمت سے یہ قوت ہی گنہگارونمین
کاٹ تیغ نگہ یار کا سب سے ہے جدا — ایک تلوار ہی یہ سیکڑون تلوارونمین
بزم ساقی مین ہم اسطرح بسر کرتے ہین — مست ستونمین ہین ہشیار ہین ہشیارونمین
حضرت شیخ سے کہدے کوئی ہشیار رہین — تذکرے راتکو کچھ ہوتے ہین میخوارونمین
آج وہ رشک قمر بام پر آیا ہے ضرور — روشنی کم نظر آتی ہی مجھے تارونمین
بوے گل ساتھ صبا کے نہ نکلنے پائے — ایسی صورت ہو کوئی باغ کی دیوارونمین
پہونچین گر و نہ شہادت کی گواہی کیلئے — حشر کے روز بھی ہلچل ہی گنہگارونمین
سر مرا کاٹ کے دیکھا کیا قاتل بھی شفیق — سیر ایسی ہی مرے خون کے فوارون مین

آج جور و ظلم مجھپر مہربان کوئی نہین — زندگی بیکار ہے جب امتحان کوئی نہین

قتل کیجے مین مجھکو حسرت مہربان کوئی نہین — غیر جب آئے کہ باقی امتحان کوئی نہین

نبض میری دیکھکے وہ حکم دیتے گئے — اسکا دل بہلاؤ ایسا ناتوان کوئی نہین

راہ الفت مین لٹا کرتے ہین اکثر قافلے — ہے غضب اب تک معین کاروان کوئی نہین

وقت زینت آئینہ سے بولنے وہ کہنے لگے — جیسا تو ہے ایسا میرا رازدان کوئی نہین

سب اطبا پوچھتے ہین میری بیماری کا حال — یہ مرض ایسا ہے جسکا رازدان کوئی نہین

کر دیا صحرا نشین اے عشق تیرا ہو بھلا — اوس جگہ پر موت آئی ہے جہان کوئی نہین

بات کرتے کرتے کیا معلوم تم کیا کہہ گئے — ہو گیا ظاہر کہ تمسا بد زبان کوئی نہین

ہلنے کے وہ کہنے لگے عشاق بھی کیا چیز ہین — دل جگر گھائل ہین سینہ پر نشان کوئی نہین

اسکی حرکت سے تزلزل مین دو عالم آ گئے — اب جو دل تڑپا زمین و آسمان کوئی نہین

اوسپہ ہم شاکر ہین قسمت سے نہین کرتے گلا — اب شکایت تجھسے جور آسمان کوئی نہین

اتنی مدت قید مین گذری کہ سب بھولے ہین — مہربان کا ذکر کیا نامہربان کوئی نہین

زندگی بھر جو کسی نے کہدیا سنتے رہے — دل یہ کہتا ہے کہ ہمسا بیزبان کوئی نہین

ناصحا کیا پوچھتا ہے کیا بتاؤن مین تجھے — راز ہی ایسا ہے جسکا رازدان کوئی نہین

اقربا احباب وقت جانکنی سب اوٹھ گئے — اب خوشی سے آئین وہ اسوقت یان کوئی نہین

اوسکی خاموشی سے چارہ گر کو ظاہر ہو گیا — اب سوا مرنے کے عرض ناتوان کوئی نہین

سنتے سنتے ایک مدت ہو گئی سبکو شفیق
کیا کہین فریاد رس پیر و جوان کوئی نہین

جو اہل دل ہین اوسنے قصہ جانا کہتے ہین — جگر تھامے ہین سب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

یہان تم شوق سے پند و نصیحت کیلئے آنا — مگر واعظ سمجھ لینا اسے میخانہ کہتے ہین

یقین ہوتا نہین الفت کا ہرگز سارے عالم کو — ہوا جو عشق مین کامل اوسی دیوانہ کہتے ہین

فلک کے جور سے اون لوگون نے صحرا نوردی کی
جو واقف بھی نہ تھی آنکا کسے ویرانہ کہتے ہین

مصیبت یہ ہی اب احباب سے تکلیف ہوتی ہی
کہا گر جائے دل اوسنے تو وہ افسانہ کہتے ہین

شکایت ہی فقط دلکی ہمین ہی آپکا شکوہ
برا کر آپ خود سن لین جو ہم افسانہ کہتے ہین

گل و بلبل سنا کرتے ہین اکثر کیسی حیرت سے
چمن مین جا کے جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

جہان پر بیٹھے تنہائی مین یہ اکثر اثر دیکھا
زمین ہلتی ہی جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

اوٹھائے ستم پیری دلنے سو ستم پر اف نہ کی ہمنے
زمانے مین اسیکو ہمت مردانہ کہتے ہین

شفیق اپنا تو مزہ مین خوب ہوتی ہی بسر اپنی
سنا کرتے ہین وہ ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

لگے خاک کیا اوسکا دل انجمن مین
جو ہر وقت رہتا ہو رنج و محن مین

خزان نے کیا آکے پامال ایسا
نہ گل ہین چمن مین نہ بلبل چمن مین

مجھے مر کے سب راز کہنا پڑیگا
زبان رک رہی ہی ابھی سے دہن مین

جو دنیا مین آکر عدم کو سدھاری
وہی ہمسے اچھے ہین بال اور چلن مین

کہا گل نے کسکا خیال اسکو آیا
کچھ افسردہ بیٹھی ہی بلبل چمن مین

الٰہی کہان جائین گا اور وحشی
مری آہ سے آگ لگتی ہے تن مین

جلا دل زبان سے کہا مینے آتش
اثر سے لگی آگ سارے بدن مین

مرے پاؤن جکڑے ہین ایسے کہ توبہ
جو چھوٹا تو چپکین گی چھالے رسن مین

ہزارون ہی سر تیغ قاتل نے کاٹے
مگر فرق آیا نہ کچھ بانکپن مین

عدم جائینگے سب ڈرانی ہین کلیان
سہم کر چھپایا ہی منہ کو کفن مین

وہ کہتے ہین خلوت مین مجھسے بتاؤ
لیا نام کسنے مرا انجمن مین

رہے بعد مرنیکے ناسور دل کے
لہو کے نشان جا بجا ہین کفن مین

شفیق آپ پھر لکھنؤ سے نہ جاتے
فراغت کی صورت جو ہوتی وطن مین

ردیف واؤ

بات وہ دل سے کہی جسمین کوئی راز نہو
پھر بھی ڈر ہے کہ کوئی گوش بر آواز نہو

آپ تشریف جو لائین تو عیان راز نہو
کوئی ہمراہ نہو پاؤن کی آواز نہو

چارہ گر کہتے ہین کم حال تو کہتے ہی نہین
اوسکا انجام ہو کیا جسکا کچھ آغاز نہو

سنتا ہون یار کو دعوای مسیحائی ہے
غیر ممکن ہے کہ وہ صاحب اعجاز نہو

تو نے آئینکو کہا وقت نہین بتلایا
ہو نہ تجھمین بھی کہین یار کا انداز نہو

ہو گیا قتل کوئی اور کسی کو جسمین
سمجھے کچھ پھر تو سہی آپکا جانباز نہو

مجھکو خاموش جو دیکھا تو وہ کہکر اوٹھی
کیا وہ محفل ہے جہان سوز ہو ساز نہو

انکو دیر ہوئی آنے مین دل گھبرایا
دھیان آیا کہ طبیعت کہین ناساز نہو

درد دل تو بھی اوٹھا وہ بھی اوٹھے پہلو سے
تجھسا دنیا مین کوئی تفرقہ پرداز نہو

قید سے چھوٹ کے مجبور وہین بیٹھ رہے
کیا کرین وہ کہ جنھین طاقت پرواز نہو

سب حسینان جہان کہتے ہین تجھکو اچھا
حق بجانب ہے ہر اک بات پہ کیون ناز نہو

کہہ گیا آپکا دیوانہ جو چلتے جاتے
سوچ لیجے کہین اوس بات مین کچھ راز نہو

بعد مدت کے قفس سے ہی نکلنا بیکار
موت اوسکی ہے جسے یاد بھی پرواز نہو

مینے محفل مین جو دیکھا تو وہ گھبرائے شفیق
سمجھے ظاہر کہین لوگونپہ کوئی راز نہو

امتحان کرلو ہمارا آزما کر دیکھ لو
ہاتھ مین اپنے ذرا خنجر اوٹھا کر دیکھ لو

عمر بھر کا راز سب ہستی یہ کہدیگا ابھی
میرے دلکو اپنے سینے سے لگا کر دیکھ لو

پورا جلادی کا فن تجھکو سکھائینگے ابھی
قتل ہم ہوجائینگے آنکھین ملا کر دیکھ لو

سب شہیدان وفا مین حشر آئیگا ابھی
اپنے ہاتھون مین ذرا مہندی لگا کر دیکھ لو

وہ تھا لاغر ہاے میری لاغری اوس سے سوا
قیس کی تصویر کو مجھسے ملا کر دیکھ لو

سامنے عیسیٰ ہون لیکن یہ مجھکو خوف ہے ۔ حشر ہو جائیگا تم مردہ جلا کر دیکھ لو
پھر تو تم گھبراؤ گے اپنا کلیجہ تھام کر ۔ اپنی محفل سے ذرا مجھکو اوٹھا کر دیکھ لو
نامہ بر خط دیکے کہنا اونکی حالت ہے بُرا ۔ گر نہ باور ہو تو کہنا آپ آکر دیکھ لو
غش نہ آجائے تمھین ای چارہ گر سنبھلے رہو ۔ زخم دل میرا ذرا پھاہا ہٹا کر دیکھ لو
شوق جلا دیگا اونکو ہے تو کہتا ہے شفیق ۔ مین ابھی مر جاؤنگا تم مسکرا کر دیکھ لو

رفتہ رفتہ عرش پر پہونچی ہے دستان لکھنؤ ۔ ملتی جلتی ہے فرشتون سے زبان لکھنؤ
یہ دعائین کر رہے ہین ساکنان لکھنؤ ۔ حشر تک یارب رہے نام و نشان لکھنؤ
اگلے شاعر لکھ چکے ہین اسکی بربادی کا حال ۔ ہمسے بھی سن لیجیے تھوڑا سا بیان لکھنؤ
اپنے دلکو تھام لین سب جتنے اہل درد ہین ۔ مین بیان کرنیکو ہون کچھ داستان لکھنؤ
مصحفی و آتش و ناسخ کی کیا تعریف ہو ۔ یہ تھے اپنے وقت مین معجز بیان لکھنؤ
گو مین جاہل ہون مگر یہ بھی خدا کا فضل ہے ۔ پوری پوری یاد ہے مجھکو زبان لکھنؤ
سننے والونکے نہ قابو مین رہین گے دل جگر ۔ مین کہون جسدم اثر سے داستان لکھنؤ
ابھی مرثیے بھی ہونگے اس زمین مین فن ہم ۔ گردشین الٹی دکھائی آسمان لکھنؤ
عاشق و معشوق کی صورت لپٹ جاتے ہین ہم ۔ جب سفر مین مل گئے کچھ دوستان لکھنؤ
آپ اپنے حال پر روتا ہے ایسے درد سے ۔ سننے والے سن نہین سکتے فغان لکھنؤ
شہر کی اب دوسری صورت نظر آنے لگی ۔ کیا ترقی کر رہے ہین ساکنان لکھنؤ
اسقدر پیسا فلک نے اپنے ظلم و جور سے ۔ جسم سب سرمہ ہو گئی سب استخوان لکھنؤ
طبقہ یونان کا نقشہ نظر آیا شفیق ۔ چپ رہو بس اب نہ کہنا داستان لکھنؤ

جدسے فرقت مین گذر جاتی ہے مشکل رات کو ۔ دن سے بھی زائد تڑپتا ہے مرا دل رات کو

دیکھے دھوکا لیگا دل ناواقف عشق سے / منہ چھپا کر آج پھر نکلا ہے سائل رات کو
جان لیتا ہے مری مجھکو دکھانیکے لئے / کیسی آرایش کیا کرتا ہے قاتل رات کو
دوستو غسل و کفن مین ہو گیا دن بھی تمام / تالحد جانا پڑا اور تین منزل رات کو
دل جگر زخمی ہین دونون خونسے جلاد کے / بات کر سکتا نہین گھائل سے گھائل راتکو
عاشق گیسو یہ کہکر اوسکا رخ دیکھا کیا / دنکو ہم دم لین کہین چلنا ہے منزل راتکو
چارہ گر کیا پوچھتا ہے میری بیماریکا حال / دن تو کٹ جاتا ہے پڑ جاتی ہے مشکل رات کو
دوستو قاتل سے کہنا آؤ نا اب بیکار ہے / دن کو یون تڑپا ہوا ہے جان بسمل رات کو
اگر محو شئی یار جو کرتا تھا مجھے بزم مین / رشک سے کیا کیا جلی ہے شمع محفل رات کو
کہتی تھی لیلے کبھی مجنون کو نیند آتی نہین / دنکو جو تھکتا ہے وہ سوتا ہے غافل رات کو
صبح پہنا طوق آرایش ہے دست شام کو / دنکو ماہ نو بنے اور ماہ کامل رات کو
ہے یقین دریائے غم سے میرا بیڑا پار ہو / خواب مین آیا مرے دامان ساحل رات کو
اوسنے کہنا جو اوٹھاتا تھا تمھارے ظلم سب / حادثہ ایسا ہوا گذرا وہ حامل رات کو
سونے والے سو گئے مجھسے حقیقت پوچھئے / آسمان جو آفتین کرتا ہے نازل رات کو
سر فکا باقی نشان ہے اس سے ظاہر ہو گیا / ملنے آیا تھا کوئی بسمل سے بسمل رات کو

جب اثر پڑتا ہے تنہائیکا مجھپر اے شفیق / یاد آتا ہے مجھے اکثر مرا ہول رات کو

کیا اقرار آنیکا ہوئی ہے دیر دلبر کو / اوسی کے ذکر سے بہلا رہا ہون قلب مضطر کو
بہت کچھ فاصلہ ہے مینے خط بھیجا ہے دلبر کو / الٰہی تو بڑھانا زور بازوئے کبوتر کو
چھلکتا جام ساقی نے دیا ہے بزم مین مجھکو / مین ساغر کو سنبھالون یا سنبھالون قلب مضطر کو
تڑپ سے اوسکی دلچسپی ہے مجھکو ہجر جانان مین / لگائے رہتا ہون سینے سے اپنے قلب مضطر کو
یہان ہے جلوہ جانان وہان کچھ اور نقشے ہین / ہمارا دل مبارک ہمکو آئینہ سکندر کو

ہوئی مدت کہ شغل بیکسی سے توبہ ہی کرلی — کنکھیونسے تو اب بھی دیکھ ہی لیتا ہون ساغر کو
تم اوٹھے جب مرے پہلو سے غش آنے لگا مجھکو — بتاؤن کیا تمھین کیونکر سنبھالا قلب مضطر کو
تڑپنے سے سوا اسکے غشی طاری ہوئی مجھپر — خیال یار نے آکر سنبھالا قلب مضطر کو
مجھے اے دوستو مردہ دلی نے اور مارا ہے — کہ پھرون ہوگئے ہین رو رہا ہون قلب مضطر کو
ترا ہجوار دیوانہ ہے کیا ساقی بتا مجھکو — لبون تک ہاتھ جب پہونچا اولٹ لیتا ہے ساغر کو
یہ اچھی بات ہے میرا تڑپنا بھی نہ ظاہر ہو — جو مر جاؤن اولٹ دینا شکن آلودہ بستر کو

شفیق اسطرح مرنا اونکا کا مدعا میری میت ہو
مرے پر غیر بھی دیکھین ترے بگڑے مقدر کو

بس اتنے یاد ہین طوفان ہماری دیدۂ تر کو — جو دیکھے اتفاقاً شرم آجائے سمندر کو
کہین کس سے شب فرقت جو کیسی بیخبر حالت تھی — تسلی ہمنے دیدی کر سنبھالا قلب مضطر کو
کیا غصہ مین اوسنے قتل مجھکو کچھ نہ وہ سمجھا — دفا یاد آئی تو سینہ سے لپٹایا مری سر کو
ابھی قاتل مرا کمسن ہی مین ناواقف الفت — لگائے تیر وہ مین روکتا ہون قلب مضطر کو
بہت کچھ اوسکی مینے خاک اوڑائی مجھکو الفت ہے — قیامت تک خدا آباد رکھنا کوئی دلبر کو
نظر جب اتفاقاً اچھی صورت آگئی مجھکو — مرا دل دیر تک دیکھا کیا زلف معنبر کو
لگایا ہاتھ اک ایسا کہ تسمہ تک نہین باقی — دعائین دے رہا ہون زور بازوئے ستمگر کو
خدا وہ وقت لائے قتل گہ مین مین پہونچ جاؤن — کہونگا حال مین اپنا گلے لپٹا کے خنجر کو
لئے جاتا تھا میرا خط اوسے اغیار نے دیکھا — جلایا میرا نامہ ذبح کر ڈالا کبوتر کو
مین اوسکے در پہ بیٹھا تھا پڑی اوسکی نظر فوراً — مجھے اوٹھوا دیا دربان نے پھینکا مرے بستر کو
مری فرقت کی راتین وصل کی راتونسے بہتر ہین — مین اپنے دلسے لپٹائے رہا تصویر دلبر کو
ابھی فصاد کمسن ہے جو دیکھا اوسنے دیوانہ — ڈرا سو مرتبہ سو بار کھولا اوسنے نشتر کو
نکالا جا رہا ہے کوئی قیدی قیدخانہ سے — نگاہ یاس سے دیکھا کیے دیوانہ گو در کو

عبث تھین کوششین کیا آب حیوان اوسکو ملجائے
یہ کوئی بات ہی جو خضر ملجائین سکندر کو

جوانی عشق مین ملنی مٹانی سب یہ کہتے ہین
نہ دکھلائے خدا آنکھوں سے مرجھائی گل تر کو

شفیق ابتک شب فرقت کی راتین یاد آتی ہین
چمک جب برق کی اوٹھے جگا دینا بھری گھر کو

ذرا تم دل جگر کا حال دم بھر دیکھتے جاؤ
اولجھتا ہی یہان مضطر سے مضطر دیکھتے جاؤ

ٹھہرنا مرنے والو وہ ابھی گھر سے نکلتے ہین
عدم جاتے ہو تو دنیا مین محشر دیکھتے جاؤ

ہوئی لغزش مجھے ساقی دئیے ہینگر کہا مجھسے
نہ گر جائے کہین ہاتھو سے ساغر دیکھتے جاؤ

جھجکتے ہو مری تم قتل پر کیون مین بتاتا ہون
نظر رکھو گلی پر اپنا خنجر دیکھتے جاؤ

کرو تم اپنی آرائش بٹھا کر سامنے اپنے
بتاتا جاؤنگا مین تم اپنے جوہر دیکھتے جاؤ

چلے جاتے ہو میرے پاس سے سوت آگئی ہیری
ذرا اٹھو نقاب رخ اولٹ کر دیکھتے جاؤ

نظر نیچی کر واے جانیوالو ہوشمین آؤ
ورِ جانان یہ ہی اب میرا بستر دیکھتے جاؤ

یہ کہنا غیر سے اب اونکا کاندھا میری میت سے
مرے پر بھی مرا بگڑا مقدر دیکھتے جاؤ

ہر اک رہرو سے ویرانہ زبان حال سے بولا
ذرا گور غریبان کا بھی منظر دیکھتے جاؤ

عدم زینت چھڑک کر سر پہ افشان مجھسے کہتی ہین
اندھیری راتمین چمکین گے اختر دیکھتے جاؤ

ابھی نادان ہو تم شوق فصادی نہی یون اچھا
رگ سودا کو دیکھو اپنا نشتر دیکھتے جاؤ

مبارک مرنے والون ہو تمھین اسطور کا مرنا
گلے کٹوا او سب سے ستمگر دیکھتے جاؤ

مبارک ہو تمھین ای جانیوالون کوی جانا مین
چلو لیکن ہمارا کاسہ سر دیکھتے جاؤ

کیا ہے قتل مقتلمین ہزارون کو ہمین چھوڑے
پکارو نام لیکر سوئے محشر دیکھتے جاؤ

قدر انداز کو کیا مشق ہی بخیہ گرو سمجھو
پڑے ہین زخم سینے پر برابر دیکھتے جاؤ

مسیحا سے ہمارا دوستو سب حال کہدینا
جگر پھٹتا ہو ہمارا قلب مضطر دیکھتے جاؤ

مری احباب سب یہ راستے مین اونسے کہتے ہین
ادھر آئے ہو تم اوسکو بھی دم بھر دیکھتے جاؤ

شفیق اچھا تو ہے مر کر عدم آباد کو جانا
ذرا پھر اک نظر سے کوئے دلبر دیکھتے جاؤ

تم ڈھٹائی سے نہ کچھ میرے جگر سے پوچھو
اسکے باعث سے تجلی رہی ہر محفل میں
خمیدہ ہوا اندام بھی بیکار ہوا
یہ تو گھایل ہوا اب وہ بھی تڑپتا ہے بہت
اوسکے کوچے میں رہے مر کے بُرا نام کیا
دل جگر ہو گئے بیکار رہی جان حزین
عشق کا حال مری سارے زمانے پہ کھلا
مجمع عام میں یون دیکھنا بیکار نہیں
پہلی منزل میں فقط آبلے تلوین پڑے ہی
اوسکے اب طالب دیدار کو ہوتی ہے غشی
سنکے بیتاب ہوئے کس لئے گھر سے نکلے
دشمنوں جاکے ذرا دیکھو تو صورت اونکی
راہ میں تھک گیا چلنے کی مگر ہمت ہے
رات دن دیکھتے تھے یہ بھی سفر میں مجھکو

زخم کس جا ہے لگا تیر نظر سے پوچھو
رات کسطرح کٹی شمع سحر سے پوچھو
ضعف پیری کا ذرا میری کمر سے پوچھو
دلکا احوال ذرا میرے جگر سے پوچھو
ٹھوکرین کھائین بہت کاسہ سر سے پوچھو
اب جو منظور ہو وہ باقی بشر سے پوچھو
کیسا رسوا ہوا ہر فرد بشر سے پوچھو
کام کس کس کا کیا اپنی نظر سے پوچھو
اور تکلیف جو ہے راہ سفر سے پوچھو
بام پر آئیگا کب رشک قمر سے پوچھو
کہنا اوسنے مری نالونکے اثر سے پوچھو
حال کیا ہے مری مرنیکی خبر سے پوچھو
مین بھی وان پہونچونگا دوری سفر سے پوچھو
جیسے تکلیف ہوئی شمس و قمر سے پوچھو

بیٹھا تیر مرے سینہ پہ مارا ہے شفیق
خیر جانے دو نہ جلاد کے ڈر سے پوچھو

دل کے رز داروں سے خود آپ پشیمان کیوں ہو
تمکو وحشت تو نہیں بے سر و سامان کیوں ہو
سنکے جلاد نے یہ کہکے نکالا فوراً

ہو جو عسرت تو کسی بات کا ارمان کیوں ہو
پھر گلوں میری طرح چاک گریبان کیوں ہو
تیری سینہ میں جو ہے تیر کا پیکان کیوں ہو

میری بالین سے اوٹھی موت یہ کہکر شب ہجر
سچ تو ہے عالم حسرت بھی برا ہوتا ہے
موت نے دن ہی کو یہ کہکے کیا کام تمام
سر اوٹھاؤ ذرا کچھ بات کرو آنکھ ملاؤ
دوستون اوسنے یہ کہدیا کہ عاجز نہ کرو
قتل سے میرے خوشی چاہیے تمکو صاحب
کہکے صیاد سے بلبل نے چمن کو چھوڑا
منہ تو دیکھ کے وحشت مین نہ کیون پھیرلون منہ
خوف تھا جس سے وہ دیوانہ نہین ہے مین ہین
مجھسے تم پوچھا کرو روز کہ مین کیسا ہون
غیر کا قتل نہین اچھا ہے ظالم تھم جا
ساکن ملک عدم شعبدہ یہ ناقص ہے
تمنے مارا ہے تمھین آکے مری لاش اوٹھاؤ
تم سلامت رہو بس مرگیا مرنے والا
دوستون لاش مری چھوڑدو بالای زمین
کسی چیز ہے کیا دیکھیے وقت زینت
کہکے اوس شوخ نے یہ دست جنون باندہ لیے

وہ نہین آئے تو مشکل تری آسان کیون ہو
نہ کسی دوست نے پوچھا کہ پریشان کیون ہو
رات بھی تجھکو مریض شب ہجران کیون ہو
وصل کی صبح کو خاموش مریحان کیون ہو
دل مرا لے لیا اب جانکے خواہان کیون ہو
سر مرا کاٹ کے انگشت بدندان کیون ہو
اک مرے واسطے برباد گلستان کیون ہو
جسکے پرزے نہ ہون وہ میرا گریبان کیون ہو
مرگیا رات کو بند اب در زندان کیون ہو
آئنہ دیکھ کے تم آپ ہی حیران کیون ہو
مین ہی مرتا ہون تو پھر دوسرا بیجان کیون ہو
خواب مین آؤ کھلی آنکھ تو پنہان کیون ہو
شرم آتی ہے کسی غیر کا احسان کیون ہو
تھام لو دلکو مری لاشہ پہ گریان کیون ہو
وہ نہین آئے مرے دفن کا سامان کیون ہو
اپنی زلفون سے وہ کہتے ہین پریشان کیون ہو
پرزے پرزے مرے وحشی کا گریبان کیون ہو

بسملکی قاتل نے کہا مرنے کی حسرت ہے شفیق
اتنی سی بات مین تم اتنی پریشان کیون ہو

حسین تھا ہم جب تو حسن کا قصہ بیان کیون ہو
کوئی کہدے تو تیر نازہ اوسکا رائگان کیون ہو

مرے یوسف کی ہوتے پھر کسی کی داستان کیون ہو
مین ہون جب قتلگہ مین پھر کسیکا امتحان کیون ہو

وہ کہتے ہین اسی سے آئینہ بھی دیکھنا چھوڑا
نہ اوٹھا ہاتھ تیرا یہ شکایت ہے مجھے ظالم
کہا مینے کہ کچھ بولو تو اونکا ناز کہتا ہے
لحد پامال کرنے آئے ہین ہنس ہنس کے کہتے ہین
تعجب یہ ہے مجھکو تمکو خالق نے بنایا ہے
نہین معلوم مجھسے وصل کی شب کیون کہتا ہے
وہ گھر مین آئے ہین میری شکایت ہجر کی کیسی
جو دل قابو مین اونکے ہے تو پہلو چیر کر دیکھو
پھرون نالہ تو آنکھون سے روان ہون خون کے آنسو
ہے اونکا قول دل مرجائین یا عشاق مرجائین
وہ کہدینگے ہین جب حال شب فرقت سناونگا
یقین ہے مجھکو تم رفتار سے مردے جلاتے ہو
خزائین جائیے اصحرا لوز دی قول بلبل ہے
وہ کہتے ہین یہ معنی ضبط کے ہین دم نکل جائے
نہ اوٹھے لاش کوچے سے بھی مر کر حکم دیدیجے
نہ پوچھو آہ و سوز عشق کی کیسی ترقی ہو
یہ کہکر نقش پائے یار آنکھون سے لگاتا ہون

جو سب کا راز دان ہے وہ ہمارا راز دان کیون ہو
ہوس مرنے کی ہے مجھکو یہ سر بار گران کیون ہو
اشارے سے جو نکلے کام ممنون زبان کیون ہو
کرین برباد جسکو اوسکا پھر نام و نشان کیون ہو
مین اتنا بے زبان کیون ہون تم اتنے بدزبان کیون ہو
سحر فرقت کی آئی ہے تم اتنے شادمان کیون ہو
مناسب ہے خوشی کا ذکر غم کی داستان کیون ہو
غرض یہ ہے کسیکا دوست میرا راز دان کیون ہو
نہین بانگ جرس آخر روانہ کاروان کیون ہو
کسی کی بھی لحد میرے قریب آستان کیون ہو
ہماری روبرو گذرا ہوا قصہ بیان کیون ہو
یہ حیرت ہے مسیحا ہو کے زیر آسمان کیون ہو
نہون جب گل ہی گلشن مین تو اپنا آشیان کیون ہو
مگر درد دل بیتاب یا تو نے عیان کیون ہو
سمجھئے تو سہی پر سونکی محنت رائگان کیون ہو
دل بیتاب جل جائے مگر ظاہر دھوان کیون ہو
کہ اوسکی دو قدم چلنے کی زحمت رائگان کیون ہو

بحالت سے تری سبکو تعجب ہے شفیق ایسا
ترے احباب کہتے ہین تم اتنے خوش بیان کیون ہو

نظر لڑتے ہی اوس کافر سے کھویا دین و ایمان کو — بچانی جان مشکل ہوگئی گبر و مسلمان کو
تبسم کی نظر سے چھلنا میرے دین و ایمان کو — خدا محفوظ رکھے ایسے کافر سے مسلمان کو

نگاہِ غور سے دیکھا جو ہمنے روی جانان کو
نظر بھر کر نہ پھر اوس دن سے دیکھا ماہ تابان کو

کہا یہ بلبلوں نے قید میں مدت ہوئی اتنی
کہاں تھا آشیاں بھولے ہیں ہم اس گلستانکو

ہوا ہی قتل یہ مقتول کا ارمان بھی نکلا
گلے اپنے لگایا خوب ہی شمشیر براں کو

قیامت تک سنیں گے عاشق و معشوق دنیا کی
ترقی ہو گئی کیا حضرت یوسف کی داماں کو

جو اولجھا خار میں دیکھا تو آنکھوں سے لگایا ہی
تبرک قیس سمجھا ہی مرے تار گریبان کو

ابھی ہی ابتدا وحشت کی یہ شوق اسیری ہے
ترا دیوانہ جا کر چومتا ہی قفل زندان کو

ترے دیوانے ایسے مرتبہ دان شکیبا ہیں
جگہ اپنے سر و پر دیتے ہیں گرد بیابان کو

اثر یہ نام کا ہے آگ لگ جاتی ہے عالم میں
انہیں ہمنے سینے میں چھپایا آہِ سوزاں کو

ترے دیوانے کو جامہ دریکا شوق ایسا ہی
نکلتا ہی گریبان بخیہ گر سیتا ہے داماں کو

ترے دیوانہ کا صبر و تحمل پر رہا قبضہ
خود اپنی جان دیدی یوں چھپایا راز پنہاں کو

عیادت کے لئے آیا تو منہ کو پھیر کر بیٹھا
ارے ناداں تسلی دیتے ہیں تم پھر بھی مہماں کو

ملے جو راہ میں احباب منہ پھیر لیتے تھے
نہ کوئی دیکھ سکتا تھا مرے حال پریشاں کو

رہی سب سیر کی سینے میں ہی لٹکی مرے دل سے
نہ نکلا کوئی بھی شاباش ہر ایک ایک ارمان کو

قدر اللہ انداز کیا مشتاق ہے رکھے جدا اوسکو
پڑا تیر نظر جب آنکھ چھپیدا رگ جان کو

مری سینہ پہ مارا تیر کھینچ میرے سے کئے ٹکڑے
نگاہ غور سے رگ رگ میں دیکھا اپنی پیکانکو

کھینچا جب اوسکا نقشا دیکھ سکتا کون عالم میں
نہ کھا آنکھوں کے پردوں میں سدا تصویر جانانکو

قدم رنجہ وہ فرمائیں مرا ایسا مقدر ہے
شفیق آنکھوں سے سجنا تم شب ظلمت کی سامانکو

جگر سے آتش غم یوں عیاں ہو
نفس کے ساتھ ہی پیدا دھواں ہو

تزلزل میں زمین و آسمان ہو
جو کچھ بھی گردش چشم بتاں ہو

سنے گر باغباں دلچسپ قصہ
مرا احوال بلبل کی زباں ہو

کہا یہ غیر نے ہے بدشگونی
کہ اونکا نام اور آہ و فغان ہو

زبان سے نام یوسف میرے نکلا
کہین مجھسے نہ ظالم بدگمان ہو

جو راہ عشق مین ہی مرنے والا
پھر اوسکے دلمین اندیشہ کہان ہو

جلا کر دو جہان کو خاک کر دی
کبھی دل اسطرح گرم فغان ہو

مجھے یون کوسنے اور گالیان دینے
غضب کی تم بھی صاحب بدزبان ہو

خدا حافظ ہے اوسکی زندگی کا
کہ جسکا مہربان نامہربان ہو

کہا یہ دلنے لازم ہے خموشی
جو کوئی بھی کسیکا رازدان ہو

رہین مقتل مین قاتل وہ ادائین
کوئی بیجان ہو کوئی نیمجان ہو

کچھ ایسی ہو ترقی جوشش گریہ
کہ ہر دم آنکھ سے دریا روان ہو

مناسب ہی تجھے اے ضبط الفت
نہ کچھ آثار چہرے سے عیان ہو

کبھی اف بھی نہ نکلے منہ سے قاتل
اگر ہر روز میرا امتحان ہو

مزا پھر میکشی کا مجھکو اوٹھے
صراحی کا دہن میری زبان ہو

ارے صیاد ہوگا حشر اوسدن
کہ تیرا ہاتھ میرا آشیان ہو

دعا بلبل یہ کرتی ہے الٰہی
کہ شاخ گل پہ میرا آشیان ہو

کہا بلبل نے اوسکا کیا ٹھکانا
چمن مین جسکا دشمن باغبان ہو

شفیق احباب جاتے ہین عدم کو
چلو تم بھی شریک کاروان ہو

جگر چھیدو ہمارا اپنا نقشا دیکھتے جاؤ
ذرا دل تھام کر ہاتھون کا رعشا دیکھتے جاؤ

عیادت کو اگر آئے ہو کیون منہ پھیر کر بیٹھو
نہ دیکھو دل ہمارا تیر اپنا دیکھتے جاؤ

ہماری خواب مین آئی ہو تم دم بھر ٹھہر جاؤ
ہماری کچھ شب فرقت کا نقشا دیکھتے جاؤ

ذرا انصاف سے کہدو نہ کیونکر مٹین عاشق
تم اپنا آپ ہی نقش کف پا دیکھتے جاؤ

مجھے چارہ گرو تکلیف ہی کچھ سانس لینے میں — سرک جائی نہ زخم دل سی پھاہا دیکھتے جاؤ

لگایا دلبہ تمنے اور جگر کو توڑ کر نکلا — خدنگ ناز کا تم اپنے پیلا دیکھتے جاؤ

عبث کہتے ہو مرتا کون ہی کہنی کی باتین ہین — جو تم دم لو ابھی میرا جنازا دیکھتے جاؤ

ابھی بخیہ گرو سوز محبت دلمین باقی ہی — نہ جل جائے کوئی زخمو نکا ٹانکا دیکھتے جاؤ

رقیبو اٹھتی ہی میت مری ٹھہرو چلی جانا — کسی کے دوش پر میرا جنازا دیکھتے جاؤ

ہمارا قتل ہی منظور یا غیرون کی دلداری — تم اپنی آپ آنکھو نکا تماشا دیکھتے جاؤ

مسیحا دوستو رستی میں مل جائی تو کہدینا
شفیق زار مرتا ہی خدارا دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے مختفی

مجھی مسکش نی پہلے کھینچی ہی تصویر میخانہ — مرے باعث ہی دنیا مین ہوئی تعمیر میخانہ

ہنر کی صحبتین تھین کیا جوانی یاد آتی ہی — پیا کرتے تھے ہم بنتے تھے وہ بھی پیر میخانہ

زبان پر نام آتی ہی جبا ہی آگئی فوراً — خدا محفوظ رکھے ہی بڑی تاثیر میخانہ

نظر ہٹتی نہین ساغر سی ساقی کی عنایت ہی — بنائی ہی ہمارے جام پر تصویر میخانہ

دعائین دیتا ہی پیر مغان یہ می پرستو نکو — خدا رکھے انہین کی دم سی ہی توقیر میخانہ

شعائین جام سی نکلین جگر میخوار کا چھیدا — پڑے ہین دلکے ہر گوشہ مین آکر تیر میخانہ

بہت بیخود تھا مین ہنسکر گرائی برق ساقی نے — سنبھلتا کیا یکایک پڑ گئی شمشیر میخانہ

نہ بگڑو ساقی و میخوار کی یہ چھیڑ ہے واعظ — رہی ہاتو ہمین تم اور کھنچ گئی تصویر میخانہ

یہ جب آتے ہین کچھ افشانکی ذرے سر سی گرتے ہین — چمکتی ہی حسینون کے سبب تقدیر میخانہ

ہوا ہی آئنہ رخسار کا اتنا اثر پیدا — قدم رکھا انھین نی بڑھ گئی توقیر میخانہ

خدا سے زاہد و میخوار کو حصے ملے اچھے — اوسی جنت ہمین پوری ملی جاگیر میخانہ

ہوا ہی ہر گھڑی پر نام ساقی کا مرے کندہ — اب اس سی خوبصورت کیا ہی زنجیر میخانہ

شفیق ایسا ترا ساقی جو عالم ہی دو عالم کا
سنا کرتے ہین خاصان خدا تقریر میخانہ

گئے تھے عرش پر تم مصطفا پوشیدہ پوشیدہ
رہا پردی ہی مین نور خدا پوشیدہ پوشیدہ

برو ز حشر ہم بھی سب گنہگاروں کے مجمع سے
تمھین دیکھین گے ہم خیر الوریٰ پوشیدہ پوشیدہ

ضرورت ہی مجھے ہر شئی کی ورنہ پاس عزت ہی
مجھے دینا نصیری کی خدا پوشیدہ پوشیدہ

مدینے ہم نہ جیتے جی اگر پہونچے تو اتنا ہو
ہماری روح جائے کبریا پوشیدہ پوشیدہ

مدینہ کی زمین پر موت آئے ہر مسلمان کو
کرین سب سجدۂ خالق ادا پوشیدہ پوشیدہ

مجھے صحت کی خواہش ہی تجھی سی شافی مطلق
ہوا ہی درد میرا لا دوا پوشیدہ پوشیدہ

تمنا ہے مدینہ مین لپٹ کر تیرے قدموں سے
مجھے کہنا ہے اپنا مدعا پوشیدہ پوشیدہ

کسی نے بھی نہ دیکھا تم گئے عرش معلےٰ پر
ہوئی معراج کیا صل علیٰ پوشیدہ پوشیدہ

گنہگاروں کو شرم آئی کفن مین منہ چھپائے ہین
کہین گے یا محمد مصطفا پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسا ترا خادم ہی گر تشریف تو لائے
رکھے آنکھوں مین تیرے نقش پا پوشیدہ پوشیدہ

لیا دلکو نگاہ سرمہ سا پوشیدہ پوشیدہ
جگر مین میرے آئے ہر ادا پوشیدہ پوشیدہ

کھلا یہ بعد مرنیکے وہی تو جان تھی میری
مرے سینے مین تھی دو ہری ہوا پوشیدہ پوشیدہ

کسی نے بھی نہ دیکھا جو کرم مجھپر تمھارا تھا
مجھے مارا ہے کیا ناز و ادا پوشیدہ پوشیدہ

مرا دل دیکھکر جلا تو بولا فخر سے میرا
یوہین تڑپیگا پابند وفا پوشیدہ پوشیدہ

کھلائے سیکڑون گل پر نہ بلبل آنکھ سے دیکھے
چمن مین جائیگی باد صبا پوشیدہ پوشیدہ

کچھ ایسا راز تھا غیروں نے بھی اوس سے چھپایا ہی
رہے گی میری عرض مدعا پوشیدہ پوشیدہ

ہمارے آپکے راز و نیاز عشق مخفی ہین
وفا پوشیدہ پوشیدہ جفا پوشیدہ پوشیدہ

مسیحا بھی نہ آیا حال کس سے مین کہون اپنا
رہیگا یوہین درد لا دوا پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسی ہی دزدیدہ نگاہین کام کرتی ہین
مرا دل لیگیا اک دلربا پوشیدہ پوشیدہ

داغ سوزان اسطرح روشن ہی تیرے دلکی ساتھ
جسطرح شب کو ستاری ہون مہ کامل کی ساتھ

قتل گہہ مین غیر کیون بسمل ہون مجھ بسمل کی ساتھ
یا الٰہی اور قاتل ہو مرے قاتل کے ساتھ

وہ جو اوٹھا بزم سے ہر سو اندھیرا چھا گیا
شمع بھی رخصت ہوئی اوس رونق محفل کی ساتھ

بحر غم کا جوش جبتک ہی جہا مین ہم بھی ہین
ہی جہاز عمر بھی اپنا اسی ساحل کی ساتھ

اوسکے عہد حسن مین عالم ہی مشتاق اجل
جس کسیکو دیکھیے پھرتا ہی وہ قاتل کی ساتھ

عاشق و معشوق کا ہوتا ہی آخر ایک حال
آپکی زلفین بھی جلنبش مین تھین میری دلکی ساتھ

یار صادق ہی وہی جو کام آئے یار کے
آج شب کو تا سحر تڑپا کیا مین دل کی ساتھ

ایسا پر ارمان ہون نظرین رہین سبکی طرف
روح بھی تن سی مرے نکلی تو کس مشکل کی ساتھ

قیس کہتا تھا ہوا لے اونکو دکھلایا مجھے
میری نظرین اوٹھ رہی تھین پردۂ محمل کے ساتھ

تیرا کوچہ کیا چھٹا بس جان ہی تن سی گئی
کاروان عمر بھی چھوٹا اوسی منزل کے ساتھ

تھی کشش اتنی زمین و آسمان ملنے لگی
برق بھی آکر تڑپتی تھی ترے بسمل کے ساتھ

لیچلو تھوڑی سی می تا لوگ دیکھین ای شفیق
میکدے سے دختِ رز نکلی تو اک سایل کی ساتھ

عیادت کی لئے آتا ہی یار آہستہ آہستہ
نکلنا تن سی میری جان زار آہستہ آہستہ

کبھی کی آہ فرقت مین کبھی غش آگیا مجھکو
یونہین رخصت ہوئی صبر و قرار آہستہ آہستہ

حسین جب باغ مین آئے اوسی تھا شوق نظارہ
دبے پا آئی گلشن مین بہار آہستہ آہستہ

مرے پہلو مین اونکی آج تصویر خیالی ہی
تڑپنا تو دل امیدوار آہستہ آہستہ

بہت مے پی گیا ہی وہ سنبھلتا ہر قدم پر ہی
چلا ہی میکدہ سی بادہ خوار آہستہ آہستہ

جھکا یا سر کو اپنے اور بن بنکر قدم رکھے
مری خلوت مین آیا شرم سار آہستہ آہستہ

ھین تلووں سے ہے سارا بیابان مجھکو طی کرنا   انھین تکلیف دینا نوک خار آہستہ آہستہ
جب تک آئین وہ یہ بھی نہ اپنی جان سے گذری   مجھے تڑپاتا ہے یون انتظار آہستہ آہستہ
لسی نے بھی نہ دیکھا انکا بڑھنا دلکو حیرت ہے   کمر تک آگئے ہین گیسوئے یار آہستہ آہستہ
رسے سموم مین وہ نازک مزاج آیا مناسب ہے   مجھے روئین تو میرے غمگسار آہستہ آہستہ
وسی بھی رحم مجھپر آگیا مین ایسا لاغر ہون   زمین قبر دیتی ہے فشار آہستہ آہستہ
بھی گیسو بگڑتے ہین کبھی گیسو سنورتے ہین   مرا دل لے رہے ہین ہوشیار آہستہ آہستہ
بھی فرقتمین رویا گاہ رویا اپنی حالت پر   بندھا ہے یون مرے اشکونکا تار آہستہ آہستہ
ھا ہی لی کبھی آنسو بہے سیکشں کی آنکھونسے   اسی حالت سے اوترے گا خمار آہستہ آہستہ
رکھا ہے آئینہ ہوتی ہے آرایش پہ آرایش   جو زیبا ہے وہ ہوتا ہے سنگھار آہستہ آہستہ
بھی الفت حسینون کی کبھی فرقت حسینونکی   بڑھیگا یوہین دلکا انتشار آہستہ آہستہ
سینہ موت کا منہ پر کلیجا ہاتھ سے تھامے   گیا مقتل مین کوئی جان نثار آہستہ آہستہ
وانے خاک اوڑائی رہروون نے اوسکو ٹھکرایا   یوہین مٹ جائیگا میرا مزار آہستہ آہستہ

شفیق اوس سر فلک کی گردشین ہر روز آتی ہین
یوہین اوجڑ گیا میرا مزار آہستہ آہستہ

ٹھا سوز دل سے دھوان رفتہ رفتہ   توانا ہوا ناتوان رفتہ رفتہ
لی مجھپر اونکی زبان رفتہ رفتہ   سنائین مجھے گالیان رفتہ رفتہ
ھا تنکا بلبل نے لا لا کے اک اک   بنا ہی لیا آشیان رفتہ رفتہ
سے اپنے گھر مین گئے پھر لحد تک   گئے ہم وہان سے کہان رفتہ رفتہ
دلمین ہوا ہر رگ وپے مین پہونچا   بڑھا یوہین درد نہان رفتہ رفتہ
رہے تمھین لکھنؤ دہلی والون   بگڑتی ہے اردو زبان رفتہ رفتہ
سے موت آئی تو وہ جان بلب ہے   مرینگے یوہین نسیم جان رفتہ رفتہ

کبھی ہنس کے دیکھا کبھی بات کر لی | ہوئے مجھپہ وہ مہربان رفتہ رفتہ
فلک تک مری خاک مدت مین پہونچی | زمین سے ملا آسمان رفتہ رفتہ
ابھی آتش عشق پہونچی ہے دل تک | جلائیگی سب استخوان رفتہ رفتہ
سب اہل قفس روز دل تھامتے ہین | سناتا ہون مین داستان رفتہ رفتہ
بہت مینے فرقت مین دلکو سنبھالا | ہوا ہون مین گرم فغان رفتہ رفتہ
کہا روز آنے کو آئینگے اک دن | کرینگے مجھے شادمان رفتہ رفتہ
شباب آتے ہی مجھکو دم بھر مین مارا | اسی سے ہوئی ہم جوان رفتہ رفتہ
نہ اُف مینے کی زخم پر زخم ڈالے | مرا ہو گیا امتحان رفتہ رفتہ
رکھے قیس نے سنگریزے اوٹھا کر | بنائیگا کوہ گران رفتہ رفتہ
مین جی بھر کے دیکھون تجھے قتل گہہ مین | ستم مجھپہ کر مہربان رفتہ رفتہ

شفیق ایسا کمزور ہے شاعر نہین
بڑھا تیرا نام و نشان رفتہ رفتہ

کیا وحشیون کی ہے تدبیر رفتہ رفتہ | پیرون تک اونکے آگئی زنجیر رفتہ رفتہ
خط مینے اونکو بھیجے آخر وہ آپ آئے | سیدھی ہوئی ہے میری تقدیر رفتہ رفتہ
دل سے خیال جانان لپٹا ہے مدتون مین | یون وصل کی ہوئی ہے تدبیر رفتہ رفتہ
قاتل ہے میرا نازک اوٹھی ہے مدتون مین | آئی ہے میرے سر تک شمشیر رفتہ رفتہ
فرقت مین گرتے پڑتے کانون تک اونکے پہونچین | آہون مین اب ہوئی ہے تاثیر رفتہ رفتہ
دیوانے کو یقین ہے قید کہن سے چھوٹے | خود آپ گھس رہی ہے زنجیر رفتہ رفتہ
دیوانون کے اشارے کیا خوب پر اثر ہین | ہلنے لگی ہے اونکی تصویر رفتہ رفتہ
جب جان مینے دی ہے کچھ وہ بھی ہین مخاطب | الفت کی مینے پائی جاگیر رفتہ رفتہ
کیا وحشیون کی باتین سنتے ہین روز وہ بھی | آئی ہے کچھ مزے پر تقریر رفتہ رفتہ

بر نظر لگایا بجلی گرائی ہنس کر — الفت کی مل رہی ہی تعذیر رفتہ رفتہ
سو بار تو نے دیکھا ترچھی نظر سے مجھکو — دلبر لگا رہے ظالم کیا تیر رفتہ رفتہ
دیکھا تھا خواب شب کو اوٹھا سحر کو روتا — اب ہجر مین ملی گی تعبیر رفتہ رفتہ

تم ہو شفیق ایسے ہی قدر دان زمانہ — ہو جائیگی تمہاری توقیر رفتہ رفتہ

ردیف یائے تحتانی

دنے یہ شان ہی ترے حسن و جمال کی — ناخن کٹے تو بن گئی صورت ہلال کی
جتنے بھرے تھے زخم ترٹپنے سے کھل گئے — امید چارہ گر کو نہین اندمال کی
بل کی آہ گرم سے پورا قفس جلا — کڑیان پگھل کے رہ گئین لوہے کے جال کی
شاباش اس مریض کو فرقت مین عمر بھر — لے نیکے نام تیرا طبیعت بحال کی
فرقت کی نا امیدیان کہتی ہین مر بھی جا — رکے ہوئے ہین مجھکو امیدین وصال کی
دہ دلی نے کر دیا رسوا جہان مین — چھپتی نہین چھپائی سے صورت ملال کی
ہ بے خطا ہی چشم سے شاعر زدی مثال — کیون ضد یہ ہی نکال لو آنکھین غزال کی
حر کو بحر غم نے اوسے بھی ڈبو دیا — جو ناؤ چل رہی تھی ہماری خیال کی
منت زبان کو ہوتی ہی کہنا محال ہی — ہوتی ہی جب شریف کو حاجت سوال کی
ہ دیکھنے کو آئے ہین صحت قریب ہی — اے زخم دل امید ہی اب اندمال کی
یوانہ اب جو ہوش مین ہی اوسنے ہی کلام — سب داستان سناؤ مجھے میرے حال کی
ٹھا تھا پاؤن قلب و جگر پر اسیطرح — جسطرح تو نے قبر مری پائمال کی
جلے کیا ہی تمنے مرے دلکو پائمال — شہرت ہوئی ہی ساری حسینون مین چال کی
تا ہی چارہ ساز نہ آئیگا وہ مسیح — اس گفتگو نے اور طبیعت نڈھال کی
یا نہین رئیس کوئی قدر دان شفیق — احباب مین تو قدر ہے تیری کمال کی

مر کے مین برباد ہوا ہون روتی ہی غربت مری
دونو ہین یکتائی جہان صورت تری سیرت مری
ہمت دلنے مجھسے کہا تو عشق مین سب سے آگی جا
اسکی شکایت رہتی ہی سو بار ذلیل و خوار کیا
درد دل نے مجھسے کہا مین اوٹھکر بھی پچھتا تا ہون
وہ آکے بیٹھے پہلو مین کیا درد دل اکبار اوٹھا
خاموش ہی سارا گھر کا گھر آنکھو نسے آنسو بہتے ہین
وہ آکی بیٹھے اوٹھ بھی گئی جو مجھکو تھا کہنا بھول گیا
تھا ایک تماشہ مقتل مین ان دونو نے کیا کام کیا
نظارہ کو جب آنکھ اوٹھی عاشق کو تاب ضبط کہان

ایسی ہوا نی خاک اوڑائی مٹ بھی گئی تربت مری
آگے بڑھکے نام کرینگے حسن ترا الفت مری
قیس کا مینے نام سنا جب بڑھنی لگی وحشت مری
دلکا جب کہنا مانا پھر آ بھی گئی شامت مری
تو ایک چمک مین مرنے لگا کیا دیکھی گا شدت مری
ای ضبط ترا ممنون ہون مین تو نی رکھلی عزت مری
جینے کی اب امید نہین کیا نازک ہی حالت مری
مین اونکی آگی بات کرون کیا یہ بھی ہی قدرت مری
ظالم کا جتنا ظلم بڑھا بڑھتی ہی گئی ہمت مری
جب اونکو دیکھا غش آیا نکلی نکوئی حسرت مری

قابو مین مرا دل ہی نہین رونا ہی شفق اسکا مجھکو
معشوق جب اچھا دیکھ لیا بس غیر ہوئی حالت مری

جان مین اپنی یون دو نگا اک مدت تک ہنگام رہے
وہ رہین جلتے جنکے اوپر عاشق تنہا موت ہے
چھوڑ حسینو نکی الفت اب تو بھی ہمارا کہنا مان
جسوقت جناب شیخ آئے میخانہ درہم برہم تھا
الفت مین مجھکو ظالم کی کوئی بھی نہ ایسا دن آیا
یہ جلنے سے تو اچھا ہی گر موت بھی آئی یون میری
زلفو مین پھنسا ہی دل میرا مین اسکو یہ سمجھاتا ہون
مین اوّل سی آخر تک یہ قیس کا قصہ سنتا ہون
دن گذرا ہی امید یہ ہی اک بار ہم اوسکو دیکھ تو لین

انسان کچھ ایسا کام کرے دنیا مین جس سے نام رہے
زور یہ ہین دنیا مین تیرا مرگ نا ہنگام رہے
دل ہم تیری باعث سی عالم بھر مین بدنام رہے
میخوار و نکے آگے اسپر بھی کچھ لوٹ پھوٹ کی جام رہے
جو مجھکو بھی آرام رہی دلکو بھی میری آرام رہے
ہر دم کلمہ اوسکا ہی پڑھون اوسکا ہی زبان پر نام رہے
الفت کا میری نظرو مین آغاز رہی انجام رہے
آرام اونھین کو ملتا ہی خاموش جو زیر دام رہے
وہ رات بھی اپنی دہین کٹی جسکے در پر تا شام رہے

پردہ نشینونکی الفت نے الیسا کیا مجبور ہمین
کیا ملتا ہی تو اے ناصح دل دیکر لینا خوب نہین
عشاق نے جانین اپنی دین سب اونکی دلہن کہتی ہین

اور نہ اونکو دیکھ سکین ہم جن جن ہی پیغام رہی
جب دی ہی چکی ہم خود اوسکو کیون ہمکو اوسی کا کام رہی
جو مرتی ہین تو مرجائین دنیا مین انکا نام رہی

گر شہر مین مجھکو موت آئی مرنا بھی شفیق اچھا ہی یہ
گر میرا جنازہ کاندھون پر یارونکی دو دو گام رہی

یہ تمسے کون کہہ سکتا ہی تم صورت دکھا دیتی
چھپانے اونکو رو کا ورنہ دونون ہاتھ اوٹھتے
کیا ایک چار آنکھین ہو گئین اولینے دم زینت
رے جب سامنے آئی تھے پہلے وہ ادا کیا تھی
لہا اوس شوخ نے ہنسکر مری دیوانے ایسے ہین
ہین کیا دوستو مردہ دلی نے مار ڈالا ہے
وہ آنسو گرم نکلی پڑ گئے رخسار پہ چھالے
یہ ہی اچھا ہوا تلقین نے اہدنے پڑھی میری
یہ حسرت رہ گئی اے دردِ دل مارا مجھے تو نے
ہمین ملتا نہ ملتا کچھ فقیر مست ہین ایسے

تمہاری مصلحت ہولی تو تم پردہ اوٹھا دیتی
جو انگڑائی وہ لیتی اور دیوانہ بنا دیتی
قیامت اور ہو جاتی جو وہ کچھ مسکرا دیتی
اوسی صورت سے پھر گردن جھکا کر مسکرا دیتی
عدم آباد گر جاتی تو وان کی خاک اوڑا دیتی
اگر قابو مین ہوتا دل تو روتو نکو ہنسا دیتی
اگر یہ دلمین رہتے آگ سینے مین لگا دیتی
جو وہ شانہ ہلاتے عشق کا قصہ سنا دیتی
مجھے آتا جو غش وہ اپنے دامن کی ہوا دیتی
ہم اونکے در سے اوٹھتے اور کے در پہ صدا دیتی

شفیق اچھا تو ہے سب اہل محشر کی نظر پر لی
قیامت مین وہ مل کر اور دیوانہ بنا دیتی

را برباد ہونا عشق مین یون کام آتا ہے
ہوئی مدت کہ شغل مئکشی سے توبہ ہی کرلی
چلا ہون قتل گہ مین جان کھینچی کس کی شوخی ہی
دل بیتاب فرقت مین پڑا رہتا ہے مردہ سا

کسی کے نام کے ہمراہ میرا نام آتا ہے
جما ہی آئی ہے اب بھی نظر جب جام آتا ہے
سنبھل جاتا ہون لیکن غش مجھی ہر گام آتا ہے
مجھسے بات کرتا ہے نہ اونکی کام آتا ہے

ہوئیں جب چار آنکھیں پھر تو رد کیسے ہو نہیں سکتا
حسینوں کی ادا اوپر دل ناکام آتا ہے

ہوئی مرنیکو فرقت پر شریک حال رہتا ہے
بہت فرقت میں یاد آتا تو دل ناکام آتا ہے

بلا گردان ہوا کرتی ہے او ساقی نظر میری
تری مہندی لگی ہاتھوں میں جسدم جام آتا ہے

مسیحا کو اکیلا دیکھکر بیمار کہتا ہے
سکون ہوتا ہے دلکو جب تمہارا نام آتا ہے

رہے جاتے ہیں سب ناسور ایسے بھی ہوتی ہونا
سنا ہے تمنا زندگیں مرکے کچھ آرام آتا ہے

مجھے حسرت ہے کیونکر تیغ ڈالی ایسی قاتل نے
جھجکتا ہے وہ خود تلوار کا جب نام آتا ہے

خدا فرقت کو رکھے جو سبب ہے بخشش جان بھی
زبانی اب اونہیں کی موت کا پیغام آتا ہے

گزاروں تو فرقت کا کسی صورت سے عاشق ہی
ٹھہر جاتا ہے دل اب شام کا ہنگام آتا ہے

مرا دل مجھکو پھیرا اور یہ کہنے لگے ہنسکر
برا بھی ہو کسی کا دل تو اوسکے کام آتا ہے

خدا رکھے تجھے تو روز میرے ساتھ رہتا ہے
خیال یار تو ہر وقت میرے کام آتا ہے

زمانہ ہو گیا لیکن تم اتنا یاد تو رکھنا
تمہاری بزم میں اب تک کوئی ناکام آتا ہے

جفائیں کھینچی ہیں جلاد کی گور غریباں پر
کہو اے مرنے والوں مر کے بھی آرام آتا ہے

مرے احباب کہتے ہیں شفیق ایسا ہے دیوانہ
سحر کو نیکو کہتا ہے قریب شام آتا ہے

دل پہلے جلا تھا کہ ہوا خاک جگر بھی
معلوم ہوا شب کو لگی آگ ادھر بھی

عشاق سے دل بھی لئے لیتے ہیں جگر بھی
وہ جنبش لب ہی تری باتوں کا اثر بھی

اب دلکی تڑپ نے مجھے بیچین کیا ہے
تنگ آکے یہ کہتا ہوں کہ ظالم کہیں مر بھی

دلمیں جو بڑی زخم تو بیچین ہوا ہے
اب جان پہ کھیلے ہوئی حاضر ہے جگر بھی

وحشت نے مجھے دشت کی وہ راہ دکھائی
مر جاؤں تو پہونچے نہ مری اونکو خبر بھی

غفلت سے کوئی سوئی کوئی محو نظارہ
کیا لطف دکھا دیتی ہے وصلت کی سحر بھی

غفلت سے ستمگار کی سب مر گئے قیدی
بیکار ہیں دیواریں بھی زنداں کا در بھی

وہ جاتے ہیں اور لاش ہے عاشق کی اکیلی
سب دیکھ کے کہتے ہیں سمجھے دیکھنے والی
اے چارہ گرو دل میں مری آگ لگی ہو
ٹھکراتا ہے وہ لاش مری مجھکو خوشی ہے
اے چارہ گرو قلب و جگر جل گئے دونو
اسطرح سے مقتل کیطرف آتا ہے قاتل
الفت کے علاقہ سے بڑا نام ہے میرا
دربان نے آزار جو پہونچائے ہیں مجھکو
وحشت نے مجھے دشت میں یہ کہکے نکالا
احباب یہ کہتے ہیں مزاج اوسکا ملے کیا

اللہ نہ دکھلائے کبھی ایسی سحر بھی
ہے قدر کے لائق ترے عاشق کی نظر بھی
ساتھ آہوں کے اب لیسی نکلتے ہیں شرر بھی
جلاد کے کام آئے مرا کاسۂ سر بھی
ہے آگ مرا سینہ کی ادھر اور ادھر بھی
تلوار کے مانند چمکتی ہے کمر بھی
دلمیں جو دیا درد تو نالون مین اثر بھی
دل کہتا ہے پھر یار کا بازار سے گزر بھی
مرنا ہے اگر تجھکو تو اوس کوچہ مین مر بھی
جسنے دل گم گشتہ کی پائی ہو خبر بھی

اب بات بھی کرنا ہے شفیق آپکو مشکل
معشوق کا بھی خوف ہے اغیار کا ڈر بھی

وہ کیا حسرت ہے اوسکی جو نہ صرف رہگذر ہوگی
شب فرقت کی حالت دیکھکر ہم جانتے گذرے
بس اے ناصح نصیحت کر چکا للہ جانے دے
ہمارے خون ناحق کی شہادت غیر ممکن ہے
وہ بیکس ہم ہیں کسی صحرا مین میری موت آئیگی
فقط آنکھوں کو اوسکی غور کرکے دل یہ کہتا ہے
شب غم کی درازی اپنی مجھکو ہو گئی ظاہر
وہ رخصت ہو رہے ہیں دیکھکر احباب کہتے ہیں
سمجھ لیں غیر بھی اکثر روز ایسا آنیوالا ہے

اوسی کے دل سے پوچھو منتظر جسکی نظر ہوگی
وہی جیتے رہیں گے جنکو دنیا میں سحر ہوگی
رہیگا اوسطرح مین جسطرح میری بسر ہوگی
قیامت مین اکیلے ہونگے ہم دنیا ادھر ہوگی
مرے لاشے پہ بس میری مصیبت نوحہ گر ہوگی
حیالی یہ اثر جسکا ہے وہ کیسی نظر ہوگی
ہے اوسکی شام دنیا مین قیامت مین سحر ہوگی
نہ یہ گھر اپنے گا اسکے نہ پھر ایسی سحر ہوگی
وہاں ہم جائیں گے اور ہاتھ مین نہ کچھ درد ہوگی

ہمین غسل و کفن دیکر احباب چلے گھر ۔
ملین گے خاک مین ہم جب تو پھر اونکو خبر ہوگی

ہمارے دلمین ٹانکے دیکے اتنا یاد ہی رکھنا
بڑہینگے زخم جب تکلیف تجھکو بخیہ گر ہوگی

ابھی تو کھینچا قاتل کا ہی مرنے لگے عاشق
قیامت اُٹھے گی تلوار جب زیب کمر ہوگی

شب فرقت مین ہمتو ضبط کرکے جان دینگے
کرینگے آہ و نالہ جنکو امید سحر ہوگی

مجھے اسطرح الفت لیچلی کی کوئی جانا نہین
کہین رستہ بھلائیگی کہین یہ راہبر ہوگی

ابھی چارہ گرو تم سو رہو کچھ رات ہی باقی
جگا دینگے تمھین جب شدّت درد جگر ہوگی

یہ جتنی زندگی باقی ہی اوسکا ہی وہی مالک
شفیق اوسکا تفضل ہی تو عزت سے بسر ہوگی

جہان مین نقش قدم اونکا پا نہین سکتے
آگئے جو سوئے عدم پھر کے آ نہین سکتے

طبیب حال ہم اپنا سنا نہین سکتے
کہا نہ درد ہی دلمین دکھا نہین سکتے

دو روٹھ جائے تو منا بھی اوسکا مشکل ہی
کہ جسکے نقش قدم ہم اوٹھا نہین سکتے

بیمار مر گیا دل ضبط ہم سے کہتا ہے
ستم اسکی لاش پر آنسو بہا نہین سکتے

نکالا ہو ساقی نے اپنی صحبت سے
کسی کی بزم مین اب جام پا نہین سکتے

جو غیر خاک بھی چھانین گے اوسکی کوچہ کی
کبھی وہ نقش قدم میرا پا نہین سکتے

پڑھانے فاتحہ آئے ہین اس نزاکت سے
چراغ گور ہمارا جلا نہین سکتے

مین جان بیچ کے جاتا ہون اوسکی کوچہ مین
رقیب یہ مری عادت چھڑا نہین سکتے

شب وصال نہ برہم مزاج ہو اونکا
ہم اپنے ہجر کا قصہ سنا نہین سکتے

اگر طبیب بھی آئین تمام عالم کے
ہم اپنا زخم جگر تو دکھا نہین سکتے

کلیجہ تھام کے چارہ گرون نے دل تھاما
ہمارے زخم کا پھاہا چھڑا نہین سکتے

تمھاری کوچہ مین اتنا زمانہ گذرا ہی
یہان سے اوٹھکے کہین اور جا نہین سکتے

شفیق فکر کرو یا کہ منت دربان
کسی طریق سے پاس اونکے جا نہین سکتے

جہان جلیتا رہا ہو بجا عدم مین مرگ مشکل ہے
اندھیری رات مین جاتا ہی ناہموار منزل ہے
ہماری خاک کی ذرہ زمین مین اونہی تجاہین
وہا ںکی خبر پائی ہی زندائین تلاطم ہے
تلاطم بحر غم کا یون ڈبوتا ہے مجھے یارب
مجھے فرقت مین جو ہی کیا ہی تکلیف ہوتی ہی
ہماری خاک ادسکے در سے اوڑتی ہی مجبوری
دکھایا عاشقونکو بزم مین سوز و گداز اپنا
دکھا ہی آئنہ سو سو طرح سے مسکراتے ہین
نہین معلوم کسدن ایک دیوانے کی موت آئی
نہ پوچھو ہجر مین غیر وسے جو تکلیف پائی ہے
غضب کی عاشق و معشوق مین بھی چھیڑ ہوتی ہی
کوئی کہتین عاشق و معشوقمین کیا رازکی باتین

خداوندا یہ کیسا سیر ہی منزلکو منزل سے
کوئی الستی بلندی زلف کی پوچھو مرے دل سے
ہوا اب کیا اوڑا دیگی زمین کوئی قابل سے
لپٹ کر رہ دی ہین دیوانے سب طوق و سلاسل سے
جہان اودھر اودہان مستی گری اما ان محل سے
کہ رونیکی صدائین سمکو آتی ہین مرے دل سے
ہزارون آندھیان اوٹھین زمین کی قاتل سے
جلا کی رات بھر لیکن نہ اوٹھی شمع محفل سے
ادائین سیکھتے ہین دمبدم اپنے مقابل سے
نکالے جا رہی ہین استخوان طوق و سلاسل سے
جو اک شمہ بھی یاد آیا دہوان اوٹھنے لگا دل سے
کوئی غشین زمین پر ہی کوئی سنستا ہے محمل سے
سحر کو غیر جا کر او بجھتے ہین شمع محفل سے

ہر اک کہتا ہی بیلے منہ تو بنوا او شفیق اپنا
اسی صورت پہ تمکو عشق ہی زہرہ شمائل سے

نہین معلوم کیا تکلیف ہوگی تیر قاتل سے
کھینچ اے چارہ گر تو ایسی بیدردی سے پیکانکو
مری افسردگی ہی ان سبھون کی موت آئی ہی
لگا یا وار تنہائی مین ظالم نے ابھی نادان
اپنے حسن پہ مغرور ہین اس بات پر نازان
نہین معلوم کیا حالت تھی اوسکی اب ماہ بائین

الٰہی خیر ہو سب زخم لپٹے ہین مرے دل سے
ہزاروں حسرتین لپٹی ہین دلکی تیر قاتل سے
قیامت آگئی ارمان نکلین گے مری دل سے
تڑپنے سے جو ڈرتا ہی لپٹ جاتا ہی بسمل سے
ترے گیسو نے سیکھی ہی پریشانی مری دل سے
کہ بجلی رات کو ملکر گئی تھی تیر بسمل سے

مرونگا ہجر غم مین قبر بھی اوسجا بنے میری
کہ بعد از مرگ وابستہ رہون ان سلاسل سے

مری ناکامیونکا زور ہی ایسا معاذ اللہ
ہوا گر اتفاقاً کام کوئی وہ بھی مشکل سے

کھلی ہو زلف اونکی مجھکو بہانیگا دل میرا
ابھی نکلا ہی گھبرایا ہوا قید سلاسل سے

طبیعت عاشق بیہوش کی جاتی رہی بالکل
دیا تھا پہلے دل اب مانگے جاتا ہو سائل سے

ہو صنعت تمھارا بانکپن ظاہر ہوا مجھسے
جب آیا آئنہ اوسکے بہت اپنے مقابل سے

بچین عشاق کی جانین کسی صورت نہین ممکن
جہانکے قاتلون نے ظلم سیکھے میری قاتل سے

کہا مجنون نے صورت دیکھ کر سودا گئی لیلی
ہوائی گرم کیون ملکر چلے صحرا مین محمل سے

ہیان ناگون گر دگر جو کھولا انسکے وہ بولے
زبانیکو خدا محفوظ رکھے ایسے غافل سے

ہے اونکا چھپا ہی چودھوین شب چاند کو ٹھہرے
اڑائے جاتے ہین افشانکے ذرے ماہ کامل سے

کوئی معشوق ناقہ لیچلا ہی دشت سے اپنا
کسی کی حسرتین لٹتی چلی جاتی ہین محمل سے

ہمارے زخمونکے ٹانکے ٹوٹ جائین تم نہ چھیڑو
یہ کسنے کہدیا ہی بات کم کرتے ہین گھایل سے

ہین وہ ثابت قدم ہون راہ الفت مین جو ہوتا آئی
نہ اوٹھین گر مری نقش قدم تا حشر منزل سے

خدا کے سامنے جائیگا عاشق تیغ ابرو کا
نہین ممکن قیامت تک جدا ہو زخم گھایل سے

سبب طفلی کا یہ ہی ہاتھ بھی مارا تو اوچھا سا
بنے ہین نام کے قاتل ڈرے جاتے ہین بسمل سے

شفیق اچھا تو ہی مرنے پہ بھی دلچسپیان ہونگی
عدم آباد کو رستہ گیا ہی کوئی قاتل سے

جفا پسند ہی وہ دل خیال کسکا ہے
تو ہی بتا مجھے اب غیر حال کسکا ہے

نزار فراق مین اوسکی خبر تو لے آکر
لبون پہ دم با امید وصال کسکا ہے

کہو واہی لگے تصویر مجھے کہتے ہین
تمھین بتاؤ کہ ایسا جمال کسکا ہے

طلب تو تمنے کیا تھا دیا رقیب کو جام
سمجھ تو لے ارے ساقی سوال کسکا ہے

مٹایا یون کہ شباہت نہین رہی باقی
کہے یہ کون کہ دل پائمال کسکا ہے

کہا غیر نے ساقی سے کس تعجب سے
یہ تیرے ہاتھ مین جام سفال کرکا

شفیق اور بھی عاشق ہین اتنا سمجھو تو
تمھارا حال جو ہی ایسا تو حال کسکا ہے

بن کے سائل اونکی کوچہ مین صدا دینے لگے
جسنے کچھ احسان کیا اوسکو دعا دینے لگے

اب نہین امید جینے کی کچھ ایسا حال ہے
چارہ گر منہ پھیر کر مجھکو دوا دینے لگے

شرم آتی ہے نہ وہ پردہ نشین بد نام ہو
ہمسایے کے والنے دوسری در پر صدا دینے لگے

کہنا اوس گل سے کہ اوجڑے باغ مین آئی بہار
زخم دل کھلنے لگے بوی وفا دینے لگے

دشمنون کے جور کا اندازہ کوئی کیا کرے
جب مجھے تکلیف غمزہ آپکا دینے لگے

درد دل خلوت مین وہ اوٹھا ہے مری خوش قسمتی
وہ مجھے خود اپنے دامن کی ہوا دینے لگے

امتحان مین ضبط مینے کر لیا اف بھی نہ کی
خون دیکے زخم دل مجھکو صلا دینے لگے

کچھ خیال اسکا نہین عزت کسی کی جائیگی
غیر کے کہنے پہ وہ مجھکو سزا دینے لگے

کسنی کیا چیز ہے مجھکو ہنسی آنے لگی
کوسنا بھولے تو وہ مجھکو دعا دینے لگے

مرنے والیکو جو دیکھا ڈر گئے یکبار سب
قتل گہہ مین لوگ مجھکو راستا دینے لگے

ہو گئے سب ہوش انکے صدقہ ہوتی ہین چکور
چاند کا پر تو تمھارے نقش پا دینے لگے

وائے قسمت وصل کی شب اونسے باتو نین گئی
رات تھوڑی رہ گئی طائر صدا دینے لگے

فاتحہ کو کون آیا ہے نظر نیچی کیے
آج میری قبر کے تختے ہوا دینے لگے

اب زمانے سے ڈرو ایسی برائی ہے شفیق
دوست سمجھے تھے جنھین وہ بھی دغا دینے لگے

کوئی وحشی خوشامد کر رہا ہے اونکی دربانکی
دئے جاتا ہے اوسکو دھجیان اپنے گریبانکی

بٹھایا پاس مجھکو کیا حقیقت مجھ پریشانکی
قیامت تک رہے یارب حکومت تیری دربانکی

یہ جوش عشق تھا اسمین زلیخا کی خطا کیا تھی
اوڑا مین بیخودی مین دھجیان یوسف کے دامانکی

وہان مردی ہزارون مین پڑی ہین ہڈیان لاکھون کی
نہ دکھلائے خدا دشمن کو بھی تصویر زندان کی

مری مردہ دلی سے ایسا عبرت خیز منظر ہے
جہان دل ہے وہین میت پڑی ہے ایک ارمانکی

سر اوسکا اپنے زانو پر تبسم لب پہ ہونٹ سے
برا اب وقت آیا خاطرین ہوتی ہین مہمان کی

چلے ہی جاتے ہین دن رات جلوہ دیکھنے والے
لپک اب طور تک پہونچی ہے میری آہ سوزان کی

گھٹن ہوتی ہے جب مجھکو جنون مین ہوش آتا ہے
یہ ہین اکثر خبر ملتی ہے دل سے اونکے پیکان کی

ہماری آہ سوزان سے کہا یہ قیس نے ڈر کر
دہوان اوٹھتا ہے ہر سو خیر ہو یارب بیابان کی

بگولے یہ نہین ہین قیس کی فرہاد کی روحین
ملی ہے خاک صحرا مین پریشان ہے پریشان کی

شفیق اوس بت کی جو چھین مری ہو دیکھا کیا ہو
کسی کافر کے ہاتھون اوٹھیگی میت مسلمانکی

بڑھتے بڑھتے مین ہوا نزدیک قصر یار سے
میری پرچھائین لپٹتی ہے در و دیوار سے

خوف اس درجہ ہے اسکو عشق کے آزار سے
ہٹ کے بیٹھا ہے مسیحا بستر بیمار سے

جب اوٹھا ابر بہاری میکشون مین عید ہے
ہم بغل ہوتا ہے بادہ خوار بادہ خوار سے

اس نزاکت کے تصدق اس ادا کے مین نثار
منہ پہ زلفین ہین جھکی جاتی ہے گردن بار سے

قتل گہہ کو خود چلا ہون لیکن دھڑکن بڑھ گئی
ہو اسکا کچھ ڈر نہین ڈر ہے مزاج یار سے

باغ عالم کا تماشہ دیکھتا تھا ہر نفس
مجھکو فرصت ہی نہین تھی نظم کے گلزار سے

ہجر کی ملتے شکایت کی تو وہ کہنے لگے
اب کوئی معشوق لانا مصر کی بازار سے

عاشق و معشوق دونو خوش رہے یہ ذکر ہے
ہوگئین پردے مین باتین طالب دیدار سے

قتل بھی کرنا تمھین آتا نہین بیٹھے رہو
آپ کھینچی آپ ہی ڈرنے لگے تلوار سے

پیکے ساغر لڑکھڑانا پھر سنبھل جانا نہین
میکشی سیکھی ہے کیا ہشیار بادہ خوار سے

بادیہ گردی مین ہر تلوے کو یہ ایذا ہوئی
دل مرا ڈرتا ہے ابتک ذکر نوک خار سے

چھیڑ سے ہر روز کی تیرے مزا آیا مجھے
میرے الفت بڑھ گئی ظالم تری تکرار سے

ہجر مین آسمان کہتا ہے مجھسے رحم کر — جل نجاؤن کسیدن آہ آتشبار سے
قتل گہہ مین قاتل اپنی تیغ سے کہنے لگا — اب ٹھہر جا حشر برپا ہی تری رفتار سے
رہنے والے دشت کے کہنے لگے یاد بخیر — قیس یاد آیا بگولہ جب اوٹھا کہسار سے
داستان ناسور دل کی بھی کہین جلاد سن — تخلیہ مین بیٹھکر اکدن لب سوفار سے

مار ڈالا ہی زمین کی گردشون نے ای شفیق
ایکدن راحت نپائی چرخ کجرفتار سے

ہوگئے کچھ زخمی تڑپتا ہے مرا دل اور بھی — ہاتھ اک پورا اسی پہلو پہ قاتل اور بھی
وحشت پیمائی کی حد ہوجائے بس رکنا نہین — ہان مرے جوش جنون دو چار منزل اور بھی
پاؤن میرے سو گئے یہ کہکے راہ عشق مین — مل ہی جائیگی اسے منزل سے منزل اور بھی
گھر سے آئے تا لحد والنسے گئے سوی عدم — یہ ہمین جانا پڑی منزل پہ منزل اور بھی
عاشق ابرو نے لین تھین بلائین دور سے — جب سے کچھ کھینچنے لگی شمشیر قاتل اور بھی
آئینہ کو دیکھکر کہتے ہین مجھکو سچ بتا — تونے دیکھا ہے کوئی میرا مقابل اور بھی
چاہا جب تیرون کہ بحر غم سے ہوجاؤن مین پار — دور مجھسے ہوگیا دامان ساحل اور بھی
تم جو غیرون سے کروگے گرمجوشی بزم مین — شمع جل جلکر بنیگی حسن محفل اور بھی
ڈر گیا ہی شام ہجران کی بلائین دیکھکر — لپٹا جاتا ہے مرے پہلو سے اب دل اور بھی
حسن یہ کہتا ہے ترقی کے عوض زحمت ملی — جتنا بڑھتا ہون مری بڑھتی ہی مشکل اور بھی
مانگا جو تجھسے وہی تونے دیا ہی ای خدا — جیسے بس بڑھنے لگا ہی دست سائل اور بھی

اے شفیق زار آشنا ہو تجھ سے احباب سے
تمنے دیکھا ہی جہان مین مجھسا جاہل اور بھی

بتا تدبیر اسکی ابروئے خمدار تھوڑی سی — گئین لاکھون ہی کی جانین کھنچی تلوار تھوڑی سی
شب وصلت جو بیٹھے گدگدایا وہ بہت بگڑا — ہنسی کی بات مین بھی ہوگئی تکرار تھوڑی سی

بہت شانہ نے سلجھایا ہے اسکو وقت آرائش
یہ جب سیدھی ہوئی ہے کاکل خمدار تھوڑی سی

چمن میں یہ بہت اٹکھیلیوں کی چال چلتی ہے
صبا نے بھی اڑائی ہے تری رفتار تھوڑی سی

لحد میں تا قیامت اسکو سینے سے لگا رکھوں
اگر مل جائے مجھکو خاک پائے یار تھوڑی سی

ارے صیاد ہمسے دل جلوں کو چھیڑ مت ہرگز
قفس جلنے لگے گا گر کھلی منقار تھوڑی سی

یہ تجھسے فکر ابھی ہے بتوں کی چھوڑ دے الفت
جگہ دل میں مری رکھنا شفیق زار تھوڑی سی

نالے سینے جو گئے ہجر کی بیداد دو لینے
آسمان کو ہوئی جنبش مری فریاد دو لینے

ہے تو ظاہر ہو کہ اونمیں نہیں صورت ایسی
تمھیں سیرت میں بھی اچھے ہو پریزاد دو لینے

مے کشی کی یہ ترقی ہوئی ہے عالم میں
بوئے مے آتی ہے زہاد کے سجاد دو لینے

ہوگا تو باعث افتاد کی طول امل
جنگلوں میں یہ عیان مجھکو ہوا جاد دو لینے

وہ بھی دل تھامے چلے آئیں تو کچھ دور نہیں
نیے گردونکو ہلایا انھیں فریاد دو لینے

جا تعجب کی نہیں وان بھی اگر خاک اڑے
عدم آباد ہوا ہے ترے برباد دو لینے

سلطنت گلشن عالم میں رہیں بلبل و گل
جب یہ گلچیں سے وہ محفوظ ہوں صیاد دو لینے

عشق میں قلب و جگر ہاتھ سے کھو بیٹھے شفیق
چلو اب ہمان سجاد ستم ایجاد دو لینے

مجھے ظالم سنا فرقت کی ساری داستان میری
تو ہی اپنی زبان سے آپ کر حالت بیان میری

نہ دے تعذیر تو صیاد مجھکو میری نالونکی
ہو پھر فریاد سنا کاٹ لینا تو زبان میری

مجھے تو ایک ساغر دیتا ہے سیری نہیں ہوتی
بڑھی جاتی ہے اس سے پیاس کچھ پیر مغان میری

کہو جلاد سے کچھ فکر ہے میری بہار آئی
بنائیے اور اب تو گھس گئی ہیں ہڈیان میری

مرا قصہ وہ ہے دلچسپ کچھ ایسی حکایت ہے
کلیجہ تھامے گئے احباب سنکر داستان میری

کبھی ہوں گردش تقدیر سے اک جا نہیں ٹھہرا
نہیں معلوم اوسنے موت لکھی ہے کہاں میری

حیران ہر ہوی تن سی بات کہ منہ مین نکلتا ہی — تپ فرقت سے ایسی پھنکی ہی ہڈیان کی
سبب مجھے باتون کی لذت ہو مجھی پو سونگی لذت ہو — دہن تیرا مجھے ملجائی اور تجھکو زبان میری
گریبان گیر مجھسے پیرہن ہو ہو کی کہتا ہے — جنون کہتا ہے غم مین تو ذرا اڑا دین دھجیان کی

شفیق زار یہ اوستاد کا کچھ فیض صحبت ہی
سینے مقراض جو رک کر چلی منہ مین زبان ہی

تیر نظر جو گذرا دل زار توڑ کے — زخمون نے رکھ لئے لب سوفار توڑ کے
سنتا ہون رخنہ بند ہوئی قصر یار کے — میرا خیال جائیگا دیوار توڑ کے
فریاد کیسی سانس بھی لینا محال ہی — صیاد کیا ملا ہے تجھے منقار توڑ کے
عاشق کے قتل کرنیکو ابرو بھی کم نہین — یہ نیمچے بنائے ہین تلوار توڑ کے
قاتل نے ہاتھ اوٹھا یا تھا کچھ دلمین سوچکر — جلدی سے اوسنے پھینکدی تلوار توڑ کر

ساقی نہین تو لطف نہین ای شفیق مین
بس تم بھی اوٹھو خانہ خمار توڑ کے

وہ ایک تیر نظر ظلم کا لگا بیٹھے — دل و جگر پہ عجب چوٹ ہم بھی کھا بیٹھے
تمہارے ہاتھو لئے دلمین برا ہی سناٹا — جگر مین تیر نظر ہین جدا جدا بیٹھے
شکایت اسکی نہین ہی کہ وقت ضایع ہوا — تمہاری بزم مین اغیار کل سوا بیٹھے
یہ رہنما ہین بڑی عشق راہ الفت کے — یہی تو سب کو بتاتے ہین راستا بیٹھے
گرا جو پاؤن پہ تعزیر مجھکو دیجئے آپ — غضب کرونگا اگر غیر ہاتھ اوٹھا بیٹھے
رسے مزار پہ آکے وفائین یاد آئین — سر اپنا پیٹ رہے ہین بہ حسرت یا بیٹھے

شفیق دیکھتی ہی شکل کیا ہو انکو
کہ اپنے ہاتھ لئے اپنا جگر دبا بیٹھے

وجہ سے ترے قبر مقرر قریب ہے — اوسجا پڑا ہو مین کہ جہان گھر قریب ہے

ساقی کی بزم مین یہ تصور ہے ہر گھڑی
ہونٹون سے میرے اب لب ساغر قریب ہے

مژگان نکالو گر بھی رگ دل چھید ڈالنا
فصّاد دور بیٹھا ہے نشتر قریب ہے

اب حد سے کچھ زیادہ مرا شوق بڑھ گیا
مقتل مین سن لیا ہے ستمگر قریب ہے

میخوار دیکھنے لگے انداز میکشی
منہ سے جو اوسکے اب لب ساغر قریب ہے

قاصد تجھے جہان سے ملین ہزار ہا
یہ جاننا کہ کوچۂ دلبر قریب ہے

رحمت خدا کی مجھسے یہ کہہ کہکے لے چلی
بڑھ اور چند گام کہ کوثر قریب ہے

یہ ضعف کہہ رہا ہے کہ سر پھوڑنا نہین
دیوار تیرے ہاتھ سے پتھر قریب ہے

یہ ہے خوشی کہ دیکھ رہا ہون ہلال عید
میرے گلے سے آپکا خنجر قریب ہے

ممکن نہین کہ تیر نظر سے ملے پناہ
اب موت تیری ای دل مضطر قریب ہے

ظالم نے میرے سینے کو شق کرکے یہ کہا
دیکھین جگر سے دل ترا کیونکر قریب ہے

مجھکو کیا ہے جوش تصور نے کامیاب
بستر سے میرے یار کا بستر قریب ہے

دکھلا کے زلف اوسنے مری دل سے یہ کہا
ظلمات اس جگہہ ہے سکندر قریب ہے

دل کہہ رہا ہے نوک مژہ اونکی دیکھکر
چھیدیگا جو جگر کو وہ نشتر قریب ہے

مدت کے بعد کوچے مین اوسکی خوشی ہوئی
جس در پہ موت آئیگی وہ در قریب ہے

اسوقت مین شفیق سے ہے حکم کچھ پڑھو
جب موت اوسکی حضرت تحشر قریب ہے

ابھی کمسن ہے زمانہ کو نہ برباد کرے
اپنے عشاق کو پہچان کے بیداد کرے

کہدو اوس سے کوئی نازک ستم ایجاد کرے
ناتوانون پہ ذرا دیکھ کے بیداد کرے

سلسلہ عشق سے رکھتے ہو جسکو کوئی درد
جسکو کچھ کام نہو نالہ و فریاد کرے

ہین اسیر ایسے کہ جلنے تڑپ کر مر جائین
اونکی ہر روز تسلی جو نہ صیاد کرے

نامہ بر کہنا کہ تصویر یہ دیکھی ہے مینے
چاہیئے اور اب آرائشین ایجاد کرے

موت کہتی ہی مری ایسی ہی سب سی ملت
مین یہ ہونچ جاتی ہون کوئی نہ مجھے یاد کرے

اوس سی کہنا کہ تری مشق ستم کیون کم ہی
مین نہین ہون تو مری خاک کو برباد کرے

اوس حیا دار کا دیوانہ ہون نکلی نہ لہو
اے جنون لاکھ اگر کوششین فصّاد کرے

قیس و فرہاد مرے واسطے کرتے تھی دعا
دل جو برباد ہی خالق اوسے آباد کرے

وصل قسمت مین نہین کوہ کنی ہی بیکار
جان دینے کے لئے کوششین فرہاد کرے

المدد عنبرد امرے قتل کا ہنگام آیا
ہو نہ ایسا کہ کہین مضحکہ جلاد کرے

دمبدم ظلم سے صیاد کے خوف آتا ہی
کہین ایسا نہ ہو پر کاٹ کی آزاد کرے

ضبط کرتا ہی تو سینہ مین اولجھتا ہی بہت
کوئی بتلائے کہ اب کیا دل ناشاد کرے

اوسکو بے دیکھی ہوئی کھینچ نہین سکتا نقشہ
کچھ دنون مشق تصور کی بھی بہزاد کرے

ہی خوشی مر کے بھی کھلائین تمھاری قیدی
بیڑیان کاٹنے کی فکر نہ حدّاد کرے

کچھ اسیران قفس شام سے افسردہ ہین
دل بہل جائے کوئی ذکر جو صیاد کرے

اپنے افکار پہ ہر وقت نظر رکھو شفیق
شاعری مین وہ کہین عمر نہ برباد کرے

وہ خوش ہین اس سی کہ اک یادگار راہ مین ہی
اسی سبب سی ہمارا مزار راہ مین ہے

نکالو گھر سے قدم اتنا دلمین سوچو تو
شکستہ پا کوئی امیدوار راہ مین ہے

گئی چمن مین ہر گل کا ریو نسی کھلتا ہی
جگہہ جگہہ پہ نشان بہار راہ مین ہے

چلے جو ہجر مین ہم کیسے کیسے طوفان تھی
وہ آندھیان تھین کہ ابتک غبار راہ مین ہے

ٹھہر کے قبر پہ احباب فاتحہ پڑھنا
سمجھ تو لو کہ کوئی سوگوار راہ مین ہے

کہین پہ چھوٹ گیا دل کہین پہ جان چھوٹی
کسیکا ایسا کوئی بیقرار راہ مین ہے

ہوا کے ہاتھ سے اک روز یہ مٹیگا ضرور
جو کچھ خفیف نشان مزار راہ مین ہے

قضا ٹھہر کہ ذرا اوسکو دیکھلون مین بھی
سنا ہی وہ مرا غفلت شعار راہ مین ہے

جو آئی شیشہ کو ہچکی کہا یہ ساقی نے ابھی ہمارا کوئی بادہ خوار راہ مین ہے

نکال گھر سے قدم اے شفیق صحرا کو
نہال عشق ترا سایہ دار راہ مین ہے

کچھ بھی ہمنے نہ کہا غور سے صورت دیکھی جب کبھی آپکی ناساز طبیعت دیکھی
دن کسی طور سے گذرا تو قیامت دیکھی دل لرزنے لگا جسدم شب فرقت دیکھی
قیس سے ملکے مجھے اور بھی افسوس ہوا اوس سے حرکت نہین سکتی وہ مصیبت دیکھی
اب خدا ابروے خمدار بگڑتا مجھسے ماہ نو دیکھ کے ہمنے تری صورت دیکھی
سامنے میرے کئے غیر سے ہنس ہنس کے کلام جانے بیٹھے بس آپکی غیرت دیکھی
یاد پہلے تھے حسینان جہان کے نقشے اب تو سب بھولی ہین جبسے تری صورت دیکھی
سمجھے وہ عاشق صادق ہے ہوا مرکے رہا کوچہ یار مین جسنے مری تربت دیکھی
جان کنی تھی مجھے تم آئے مرا دم نکلا آج تو تمنے نکلتے ہوئے حسرت دیکھی
کوچہ یار مین بیٹھے تو وہین قبر بنی کیون فلک خاک نشینونکی بھی ہمت دیکھی
صورت عشاق کی قبضہ مین ہے دیکھیے جو حسین مر گئے جب کہین مرنیکی ضرورت دیکھی
گھر سے نکلے جو کبھی مر گئے مرنے والے دو قدم آپکے چلنے مین قیامت دیکھی
[illegible] سیر باغ مین دیکھا نہین سوسن کو کبھی جسنے سونلائی ہوئی آپکی رنگت دیکھی
خود نمائی کی کوئی حد نہین باقی صاحب رات دن آئنہ مین اپنی ہی صورت دیکھی
زر اگر پاس ہو دنیا مین بڑی عزت ہے مفلسی ہے تو ہر اک کام مین ذلت دیکھی
کسی دیوانے کی تحریر کوئی لایا ہے مسکرانے لگے جب خط کی عبارت دیکھی

ہین تو برحق ترے اللہ و نبی دونو شفیق
ایک کا قول سنا ایک کی قدرت دیکھی

سنکے بیتاب ہوئے وہ مرے در تک پہونچے
آہ کی زور سے نالہ بھی اثر تک پہونچے

نوش زرد اوسکے ہوئی قلب و جگر تک پہونچی
نالے بڑھ بڑھ کے مرے حد اثر تک پہونچے

کمسنی ہے ابھی جلاد نہ بن او نادان
اتنے اونچی تو ہو تلوار کہ سر تک پہونچے

مرگیا مل چکا مٹی مین مگر شوق یہ ہے
خاک اوڑ اوڑ کی مری یار کی در تک پہونچے

غیر ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین مری میت سے
غیر ممکن ہے تری اوسکو خبر تک پہونچے

دل جگر حسرت و ارمان کی بھی ٹکڑے کر دی
ہاتھ ایسا پڑے قاتل جو کمر تک پہونچے

ناتوان دل یہ ہے گو دور ہین زلف سے رخ
شام کو جو ہو روانہ تو سحر تک پہونچے

دلکا ہے قول کہ اب اسکا ہی بچنا ہے محال
تڑپتے تڑپتے مرے ناسور جگر تک پہونچے

ناتوانی مین بڑھی عشق اتنی اور ایسی
بند کی آنکھ جہان یار کی در تک پہونچے

ناتوان مر نکو نکلے ہین شہادت کا ہے شوق
لڑکھڑاتے ہوئے جلاد کی گھر تک پہونچے

ای شفیق اپنے کو مین رشک سکندر سمجھون
آئینہ دلکا اگر اونکی نظر تک پہونچے

چمک پیدا ہوئی ہر استخوان سے
یہ ابکی درد دل اوٹھا کہان سے

نہو جس سے امید مہربانی
زمین بہتر ہے ایسے آسمان سے

وہ بیکس ہون کہ میری قتل کے بعد
لہو برسا ہے اکثر آسمان سے

چھپایا لاکھ ہے چھپسے ظاہر
مین عاجز ہو گیا درد نہان سے

خدا کے شان سے صحرا مین مر کر
چھپی ہے لاش گرد کاروان سے

تپ فرقت سے ایسا جل گیا دل
نکلتا ہے دھوان نوک زبان سے

ہم اپنے دلسے باتین کر رہے ہین
یہ حضرت آگئے ناصح کہان سے

کوئی آئی بلائے ناگہانی
ستارے گر رہے ہین آسمان سے

بہت دربان کی باتین سن چکا ہون
نہ اوٹھی گا مرا بستر یہان سے

بس اب ناصح طبیعت اپنی رو کو
نکل جائے نہ کچھ میری زبان سے

مبارک ہو تجھے صیاد ہنسا
نکل جائیگی بلبل بوستان سے

اوسے بلبل نے آنکھوں سے اوٹھایا
گرا کوئی جو تنکا آشیان سے

ہوئی پھر زخم دلمین ٹیس پیدا
اذیت اوٹھ چکی مجھ ناتوان سے

ارے صیاد کیا تیری شکایت
سزا مجھکو ملی میری زبان سے

نہ پایا چین ہمنے زندگی بھر
شکایت ہے زمین و آسمان سے

یقین ہے ایکدن ہوگی جدائی
زمین لپٹی ہے اتنو آسمان سے

نہ پایا خوبی قسمت سے ساغر
شناسائی تو تھی پیر مغان سے

گئی یہ کہکے میرے جسم سے روح
سبکدوشی ہوئی بار گران سے

جگر پر داغ کھائے سرخرو ہین
گذر سے جاتے تھے نام امتحان سے

جگر دل کر دئے دونون ہی زخمی
ابھی تو تیر چھوٹا تھا کمان سے

شفیق زار آجائے قیامت
نہ اوٹھنا تم بھی اوسکے آستان سے

مین اپنے گھر پہ سنتا ہون باتین حضور کی
آتی ہے شب کو کانمین آواز دور کی

ساقی نے شبکو بزم مین لی تھین جمائیان
میخوار کہہ رہے تھے کہانی سرور کی

غشتین پڑا ہے سانس بھی لینا محال ہے
حالت بہت بری ہے دل ناصبور کی

محفل مین شمع بجھ گئی اندھیر ہو گیا
عالم سیاہ کر گئی تصویر نور کی

ساقی کو دیکھ دیکھکے میخوار غش ہوئی
تصویر مین کھنچی ہین ادائین سرور کی

سو نقص مین دکھاؤ لگا ایجاں یہی خیال
زاہد تجھے دکھائے تو تصویر حور کی

آنکھوں مین میری آپسے اچھا نہین کوئی
یون دیکھنے کو دیکھ لی تصویر حور کی

آئینہ رکھ کے سامنے تیور بدل بدل
ایجاد ہو رہی ہین ادائین غرور کی

صدقے مین اونکے سیکڑون آزاد ہوگئے
مقبول ہو رہی ہین دعائین طیور کی

آنکھون مین دم ہی عاشق شیدا تمام ہی
سب کہہ رہے ہین ایسے ضرورت حضور کی

دل میرا شاد شاد ہوا غم غلط ہوا
فرقت مین یاد آئین جو باتین حضور کی

ساقی کو دیکھ دیکھ کے میخوار غش ہوئے
تصویر سی ہین کھنچی ہین ادائین سرور کی

پوچھو شفیق دلسے اوسیکو یہ ماجرا
ہین ذوقتو لیئے عمر لٹی ہی غفور کی

میری تسکین کو ملکر کسی پیمانے سے
بوے مے آج ہوا لائی ہی میخانے سے

خوف اسکا ہی کوئی قطرۂ مے گر نہ پڑے
دل لیتا ہے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

نام ساقی کا ہوا حوصلہ اوسکا نکلا
لاش مےکش کی اوٹھائی گئی میخانے سے

آگئی موت مجھے اب لئے جاتے ہین لوگ
زندگی مین نہ گیا مین تری کاشانے سے

اُسکی آتی ہی صدا اور نہ اوسکی آواز
باتین کچھ راز کی ہین شمع سے پروانے سے

اپنے قدمونسے چھڑاتے نہین تیری وحشی
خاک لپٹی ہوئی آتی ہی جو ویرانے سے

کیون دلاخیر ہی باتین یہ جگر سے کیسی
برا کہتے ہین نہ اپنے سے نہ بیگانے سے

گر کے پائے جو شکست اسکا عجب کیا ساقی
آنکھ مےکش کی لگی رہتی ہی پیمانے سے

حسرتین کہتی ہین بس مرکے نکلنا ہوگا
موت لیجائیگی اس شوخ کے سیہ خانے سے

غیر کہتے ہین مجھے اسکا جنون بہتر ہے
ہنسکے وہ بات تو کر لیتا ہی دیوانے سے

اے خدا ہوگئی کس کلمہ کی دلبر تاثیر
برہمن نکلا لرزتا ہوا بتخانے سے

باغمین چلنے لگے تیر نگاہ مےکش
مے ٹپکنے لگی انگور کے ہر دانے سے

دلکے سو ٹکڑے ہوئے جاتے ہین وقت زینت
زلف اسطرح لپٹتی ہی ترے شانے سے

حال سنتا نہین معشوق کبھی عاشق کا
حسن کو کام نہین عشق کے افسانے سے

قول یہ قیس کا تھا عشق کی سندی ہین فقط
ہمکو کچھ کام نہ کعبہ سے نہ بتخانے سے

میرے پاس آکے گئے غیر سی کہتے ہین شفیق
آج تو خوب ہی باتین ہوئین دیوانے سے

ہو گیا مجبور مین آخر بہت تدبیر سے
حیلہ سازی سیکھی ہی اوسنے مری تقدیر سے

تھی بہت الفت کمان ابرو تمہین خنجر سے
دل جگر زخمی ہوئی دونو تمہارے تیر سے

حضرت دل زلف کی پھندے مین بس بیٹھی رہو
کوئی بھی نکلا ہی اس اولجھی ہوئی زنجیر سے

کہتا ہی دیوانہ یہ مجھسے نہ بڑھ جائی کہین
ناپتا ہی وحشت اپنے پاؤنکی زنجیر سے

تھا صحرا سٹ کنارہ بیٹھا اپنی خبر مانگ
کیون اولجھتا ہی ہماری پاؤنکی زنجیر سے

آسمان گردش مین آیا تھر تھراتی ہی زمین
زلزلہ اوٹھتا ہی میرے نالۂ شبگیر سے

اب مری جوش جنون کی حد نہین باقی رہی
سیرانقشہ بڑھ گیا ہی قیس کی تصویر سے

صید افگن ہی ترے اقبال سے آئی کشمکش
لپٹا جاتا ہی ترا نخچیر بھی نخچیر سے

کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے
دل جگر مین زخم ہین ابرو کمانکے تیر سے

صید افگن اب تڑپنے کا مزا جاتا رہا
درد بھی زخمی ہوا دونون تمہارے تیر سے

اب دل سوزان کی گرمی حد سے زائد بڑھ گئی
تیر سینے سے جو کھینچا بھی تو آتشگیر سے

چارہ گر اس خارجی تدبیر سے ہوتا ہی کیا
دل مرا جلتا ہی ضبط آہ کی تاثیر سے

دیکھئے مجنون کو اتراتا ہی کیسا دشت مین
کچھ علاقہ مل گیا ہے عشق کی جاگیر سے

قتل تو مجھکو کیا اسکو نہ دھو بہر خدا
روح لپٹی ہی مری قاتل تری شمشیر سے

کیسا مین دیوانہ ہون خود مجھکو آتی ہی ہنسی
پہرون باتین کرتا ہون حبیب یار کی تصویر سے

اب کہان جوش جوانی پیر ہین ہم دوستو
کیون ملاتے ہو مری تصویر کو تصویر سے

کھینچتا ہی ایسی بیدردی سے گر نرمی ذرا
دل مرا لپٹا ہی اوچھلا دیتری تیر سے

جا ہو یا بیجا ہو اوسمین ہی اثر اپنا صغیر
سب کے سب ہنسنے لگے دیوانہ کی تقریر سے

خوش بیان خوش لہجہ خوش گفتار ہی اوسکا کلام
دم بخود سب ہو گئی جاہل تری تقریر سے

لبونکا بوسہ لے لیناہی بے باکانہ آتاہی
تمھاری بزم مین دلکی طرح پیمانہ آتاہی

لرزتاہون خیال لغزش مستانہ آتاہی
چھلکتاہی جو سر سے ہاتھ مین پیمانہ آتاہی

بٹھایا غیر کو ناواقف الفت نی محفل مین
اوٹھایا اونکو جنکو عشق کا افسانہ آتاہی

اوتارا قبر مین مجھکو احتیاط یہ بھی واجب ہی
بلالو اوسکو جسکو قصۂ جانانہ آتاہی

ترے دیوانہ کی باتو نپر آتی ہی ہنسی مجھکو
ہراک سی پوچھتاہی قصۂ جانانہ آتاہی

لحد تک مرکے پہونچاہی اب آگے ٹہرکے دیکھی گا
ارے غافل عدم آباد کا ویرانہ آتاہی

یہ کہکر چھیڑے سے اوس شمع رو کی دیکھلی صورت
خبر کچھ ہو قریب رخ ترے پروانہ آتاہی

ہمارا دل بھی وہ ناعاقبت اندیش ہی صاحب
یہ جب کمبخت آتاہی تو بیتابانہ آتاہی

سناہی نام زندان اونے صحرا مین غضب آیا
غبار اوٹھتاہی آندھی کیطرح دیوانہ آتاہی

شکستہ دل جو تیری بزم مین ہین واہ ری ساقی
اونھین کے سامنے ٹوٹا ہوا پیمانہ آتاہی

تمھین مین ڈھونڈھتاہون اوٹھکے ہی حضرت واعظ
نظر جسوقت مجھکو دور سے میخانہ آتاہی

ہماری عمر گذری ہی اسی خواب پریشا مین
کبھی کعبہ کبھی ہمکو نظر بتخانہ آتاہی

عجب انداز سی پیری گل بر رگ کی چلتی ہی
تری تلوار کو بھی ناز معشوقانہ آتاہی

بھلا ہو عشق تیرا دشت غربت مین مجھی مارا
نہ اپنا کوئی آتاہی نہ یان بیگانہ آتاہی

ہوا ہون پیر ہاتھو لیتی مگر دل تھام لیتا ہون
جوانیکا مجھے جب یاد کچھ افسانہ آتاہی

روش گلشن مین ہر نقش کف پاکی یہ کہتی ہی
یہان راتو نکو کوئی صورت مستانہ آتاہی

چلا جاتاہی تو منزل بمنزل واہ ری ہمت
مسافر اب نہ گھبرانا مسافرخانہ آتاہی

تردد کی جگہ ہی کہہ رہی ہین رند آپس مین
کوئی ہی بات جو زاہد سوی میخانہ آتاہی

کسی نے خودکشی کرلی کوئی لاکھو لیتی آتاہی
مجھے ہر کام پورا ہمت مردانہ آتاہی

شفیق اب اس غزل کو ختم کردو کہتے ہین محشر
کہ وہ اب فکر اسکی جلسہ سالانہ آتاہی

بت خدا ئیں تری ہو گئے خواہاں کتنے
آج ہندو ہوے جاتے ہیں مسلماں کتنے

منزل عشق میں کیوں بیٹھ رہو گے تھک کر
طے کئے ہیں انھیں تلووں نے بیاباں کتنے

سوت نے لوٹ لیا ہائے غضب کچھ نہ رہا
جاتے ہیں ملک عدم بے سر و ساماں کتنے

ہیں سگ یار بھی موجود ہما بھی موجود
ہڈیوں پر مری بیٹھے ہیں نگہباں کتنے

دیکھنے آئے تھے دربان سے خوش ہو کے کہا
میرے دیوانے نے توڑے در زنداں کتنے

دشت کو جاتا ہوں پر دیکھ تو لے چارہ گر
میرے تلووں میں رہے خار مغیلاں کتنے

قیس لکھتا تھا کہ کچھ اور بھی ہیں دشت نورد
اونکو بھی خار وہیں نظر آتے ہیں داماں کتنے

ہنس کے وہ بولا کہ مرنیکی تمنا ہے اگر
اتنی سی بات میں ہیں آپ پریشاں کتنے

کوئی بھی جاہے ترے زور کی تھکتا ہے ہمیں
تو نے اے دست جنوں پھاڑے گریباں کتنے

تیغ ابرو نگہ تیز غضب کی چتون
اک مرے قتل کو موجود ہیں ساماں کتنے

ہے یہ الفت کی کشش چارہ گرو دیکھو تو
ٹوٹ کر دل میں رہے ہیں مرے پیکاں کتنے

کہا بلبل نے کہ کچھ بس نہ چلا دیکھا کی
مٹ گئے سامنے آنکھوں کے گلستاں کتنے

کہا لیلی نے یہ مجنوں سے کہیں سن لینا
کوچۂ عشق میں مرتے ہیں پر ارماں کتنے

ہجر میں حسرت و ارمان بھی کام آئی مرے
دیکھئے بھلا انکو موجود ہیں مہماں کتنے

میرا سر شوق سے تم کاٹ لو یہ بھی سمجھو
بوسے تلوار کی لیتی ہے رگ جاں کتنے

پر یہ بھاتا جسے سمجھے ہو تپا دوا تنا
اوس میں ہیں راز بھلا موسئ عمراں کتنے

سننے کہتا ہے مسیحا یہ نہیں کم ہوتے
مرتے جاتے ہیں مریض شب ہجراں کتنے

اتفاقاً جو کوئی وادئ غربت میں گیا
ملتے آتے ہیں پریشاں سے پریشاں کتنے

کیا شفیق جگر افگار کی ہے قبر یہی
کرتے ہیں آہ و بکا حسرت و ارماں کتنے

کہا صیاد نے مر کر غریباں قفس چھوٹے
قفس بیکار ہیں اب سب نگہباں قفس چھوٹے

چمن آباد ہونگے سب اسیران قفس چھوٹے
یہ غل ہی بعد مدت کے پریشان قفس چھوٹے

اسیرون نے کہا صیاد سے یہ میرے بار یمین
قفس مین خاک اوڑیگی یہ اگر شان قفس چھوٹے

ارے صیاد تجھکو کیا کہین گو دیکھنے والی
اگر بے آب و دانہ آج مہمان قفس چھوٹے

رہا ہونیکے بعد آرام بلبل کو کہان آیا
بہت افسوس ہی اسکا کہ یاران قفس چھوٹے

رہا صیاد کرتا ہی مجھے مجھکو حیا آئی
مین چھوٹا جب کہ میرے ساتھ یاران قفس چھوٹے

تڑپتے تھے شبانہ روز ہر ہمت ہین ناکر
قفس غم کی تیلیان توڑین تو مردان قفس چھوٹے

رہا ہو کر چلے چارون طرف سب چہچہے کرتے
خبر ہر سمت یہ پہونچی کہ مرغان قفس چھوٹے

کہا صیاد نے مجھسے تجھے ہی قید سے الفت
تری گر موت آجائے تو پھر جان قفس چھوٹے

رہائی پر ہمارے دیکھنے والے یہ کہتے ہین
ہوا کیا حادثہ دست و گریبان قفس چھوٹے

تڑپنے پر مجھے صیاد نے سب سے جدا رکھا
قیامت آگئی مجھسے رفیقان قفس چھوٹے

رہا وہ ہوگئے بالو نکو جنسے دل بہلتا تھا
اکیلے رہ گئے ہم سب اسیران قفس چھوٹے

تجھے شوق اسیری تھا ہوا خود قید تو اگر
کوئی اہل قفس چھوٹے نہ خواہان قفس چھوٹے

شفیق ایسی زمین مین شعر کہتے ہو نہ گھبرانا
گریبان قفس چھوٹے نہ دامان قفس چھوٹے

کیا فائدہ اے چارہ گر اس چارہ گری سے
مرتا ہون مسیحا کی فقط بے خبری سے

نکھو مین دم آیا مرا درد جگر سے
حالت یہ ہوئی موت تری بے خبری سے

ون ہوتے ہین سب داغ جگر آہ سحر سے
گل جیسے ہون شاداب نسیم سحری سے

اصد در جانانہ ہوا تیرا ہو بخشا
یہ اوج ہوا تجھکو مری نامہ بری سے

غیار مین بیٹھ لول گی شب اونسے بسر کی
ہم مفت مین تڑپا کئے درد جگر سے

ے درد و غم و یاس اب چھوڑ دو مجھکو
الفت نہ کرو ملک عدم کی سفری سے

ظارے کی ہو تاب کسیکو نہین ممکن
موسیٰ کو غش آیا ہی تری جلوہ گری سے

ناصح مجھے سمجھاؤ نہین جانتا ہون مین / کیون قیس کی عزت ہوئی آشفتہ سری سے
دیوانہ مرا نام ہے رسوائے جہان ہون / کیا فائدہ ای دست جنون جامہ دری سے
دل سینے کے باہر ترا آنا نہین اچھا / ہے گوشہ نشین نام ترا پردہ دری سے
پھر منہ نہ دکھائے کبھی اپنا مہ کامل / گر سامنا ہو جائے کسی رشک پری سے

احباب شفیق آج یہ کہنے لگے ہنسکر / اچھا تجھے سمجھا ہے تری بے ہنری سے

کب ہین ضبط آہِ سوزان سے دہن مین آبلے / دلمین سینے مین جگر مین تن بدن مین آبلے
آہِ سوزان کے دھوئین سے مری یہ نقشہ ہوا / دیکھ لیجے پڑ گئے چرخِ کہن مین آبلے
دل جلا ایسا ہون شکوہ کرون مین لیتا ہون جب / پھوٹ ہی جاتے ہین میرے پیرہن مین آبلے
ایسا بیکس ہون کہ بعد از مرگ مجھکو قبر مین / پھوٹ کر رو یا کئے میرے کفن مین آبلے
ایک دم مین آئی اک دم مین گئی ملکِ عدم / ہمسے تو بہتر ہین کچھ چال اور چلن مین آبلے
پاؤن مین چھالے تھے لاکھون منزلون ہی چلا / جب مین پہونچا ہون تو پھوٹی ہین وطن مین آبلے
تیز ہے ایسی ہوئی الفت کہ جسکے پیتے ہی / اوسکی گرمی سے پڑی ساری دہن مین آبلے
پاؤن جہاں پر رکھا مینے وہ سبزہ جل گیا / آگ اب بڑھ کر لگائینگے چمن مین آبلے
وحشت کے پاؤن یون جکڑے کہ چھالے پڑ گئے / پھوٹ کر اتنو چپکتے ہین رسن مین آبلے
دشتِ غربت مین مجھے موت آئی یہ افسوس ہے / میرے باعث سے پڑے رنج و محن مین آبلے
ضبط ہو سکتا نہین ہر دم ٹپکتے ہین بہت / فرق لائینگے ہمارے بانکپن مین آبلے
تھک کے مین بیٹھا ہون یون منزل مین اوٹھنا ہے محال / اب خوشی سے پھولین اپنی انجمن مین آبلے

ابتدا سے تو شفیق زار ہے آتش بیان / اس سبب سے ہین ترے ہر موئے تن مین آبلے

قیس کہنے لگا کہ سدرہ جو مشکل مین رہی / زندگی بھر ہم یون ہی منزل ہی منزل مین رہے

کوستے مجھکو حسین یون اپنی محفل مین رہی
وہ نہ نکلے عمر بھر جو آرزو دل مین رہی

چارہ ساز ونسے نہ اپنا دردِ دل کچھ بھی کہا
ہوش مرتے مرتے اتنے تیرے غافل مین رہی

وقت زینت جو کہا ہمنے وہ آرایش ہوئی
آئینہ کیطرح ہم اوسکے مقابل مین رہی

لیکے انگڑائی ترا دیوانہ یہ کہنے لگا
یہ بھی اک جھک تھی جو ہم قید سلاسل مین رہی

اب بہت مشق تصور کے سبب آرام ہے
اپنی جا بیٹھے رہی پر اوسکی محفل مین رہی

بات ایسی کیجئے جو غیر کو ظاہر نہو
یا مرے دلمین رہی یا آپ کے دل مین رہی

گھر سے آئے تا لحد والسنے گئے سوئے عدم
بعد مرنیکے بھی ہم مشکل ہی مشکل مین رہی

حال مجنونکا سنا لیلے نے یہ رو کر کہا
دھوپ مین صحرا نشین ہے کون محمل مین رہی

قتل گہہ مین آج پھر جلاد آئیگا ضرور
حکم آیا ہے ترپ رقصِ بسمل مین رہی

مانگتے ہی دل دیا مینے اوسے تعجیل سے
کم سے کم اتنا اثر تو دستِ سایل مین رہی

میرے مرنے سے بہت عبرت سبھونکو ہوگئی
اب کوئی جانباز آکر کوچۂ قاتل مین رہی

ہجر غم مین موت آئی دفن بھی ہونگی قریب
غمزدہ لکا نام بھی دامان ساحل مین رہی

آتشِ غم راز مخفی جسم ہو محبوب کا
دست موسی کیطرح وہ آبلہ دل مین رہی

ہے گناہونکا سبب پر یہ تعجب ہے شفیق
ایسا خالق اور کوئی آرزو دلمین رہی

خوب دنیا کا کارخانہ ہے
جیسے ہم ویسا ہی زمانہ ہے

وصل کی شب گذر گئی یون ہی
اونکا گیسو ہے اور شانہ ہے

دلکو تاکا جگر بھی چھید دیا
یہ بڑی مشق کا نشانہ ہے

کہا بلبل نے مین ہون گوشہ نشین
مین ہون اور میرا آشیانہ ہے

عمر بھر مجھکو اعتبار آیا
کیسا حیلہ ہے کیا بہانہ ہے

دلکو ارمان دیکھکر لب لا
کیسا دلچسپ آستانہ ہے

میری میت پہ پاسبان بھی ہین
کیسا سنسان قید خانہ ہے

جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان
میرے گریہ کا اک فسانہ ہے

اب قناعت سے عمر کاٹ شفیق
شرفا کا یہی زمانہ ہے

چلا ہے وحشت سے رٹ ہر زبان پر قید خانیکی
یہ دیوانہ ہے لیکن بات کہتا ہے ٹھکانیکی

نہ معلوم کس قیدی پہ کیسی حادثے گذری
بہت دن ہو گئے ہین بند راہین قید خانیکی

شبانہ روز چلتا ہون قدم اک دم نہین رکتا
مری تقدیر مین ہین گردشین ساری زمانیکی

رہے صحرا مین ہم پابند ہو کر ایک جا بیٹھے
رہی پیش نظر تصویر ہر دم قید خانیکی

ہوا محشر بپا مین اپنی جا سے اوٹھ نہین سکتا
ابھی تک یاد ہے تکلیف مجھکو قید خانیکی

ابھی انگڑائی لی تونے تو ہے اوٹھا فتنے کہدے
کسی بیکس کو اے ظالم ادا یہ بھی دکھانیکی

خوشی مین رنج سے زائد تڑپنا بڑھتا جاتا ہے
خبر پائی ہے میرے دلی مطلب سے اونکے آنیکی

خوشی سے موت آئی ہے قدم زندان مین رکھتے ہین
محبت وحشت سے لائی ہے مجھکو قید خانیکی

مسیحا سے کہا چارہ گرون نے آپ کیون آئے
نہین ہے سانس اسمین اب ضرورت کیا دکھانیکی

اثر اتنا ہے او مین جو کوئی دیکھے وہ عاشق ہو
بنی ہین صورتین اچھی خدا کے کارخانیکی

مجھے ہے تجربہ اسکا مقدر کی برائی سے
ہین اچھے کام مین بدنامیان ساری زمانیکی

پھرے ہین عمر بھر نیرنگیان عالم کی دیکھی ہین
ہماری آنکھ مین تصویر ہے سارے زمانیکی

خوشی ہو یا کہ غم ہو اوسکو اپنے کام سے مطلب
ہوا کو بھی ہمیشہ سے ہے عادت خاک اوڑانیکی

شب وصلت بہت ہی مختصر کیونکر سے نکلین گے
بھری ہین دلمین میرے حسرتین ساری زمانیکی

نظر جسوقت ڈالی دل جگر دونون ہوئے زخمی
یہ کیسی قاتلونکو مشق ہے ناوک لگانیکی

ہماری لاش پر ہین ہنسکے وہ غیرون سے کہتے ہین
وہ مرتا ہے جسے عادت ہو صدمہ اوٹھانیکی

وہ میرے گھر مین آنیکو ہین اونسے غیر کہتے ہین
ابھی سے ہو رہی ہین تیاریان مہمان کے جانیکی

ہوا ہے کبھی ہر بلبل کو آنکھوں سے اوٹھائی
گر رہے کی ایک بھی تیلی جو بیرنے آشیانے کی

اسیر ہو کوئی آیا تو بلبل نے کہا اوس سے
بتاؤ خیریت پہلے ہمارے آشیانے کی

بڑا تھا عاشق بیکس کا لاشہ اوٹھا آتے ہین
حسین آئی ہوئی ہین تیاریان تیتا تو جانے کی

بھلا ایسے کو عشق کا سمجھنا سخت مشکل ہے
کوئی بھی بات ہو عادت نہین تھوڑی خرچ جانے کی

رہ میرے پاس سے اوٹھکر اکیلے جا کر سوتے ہین
اوٹھا ہون مین مگر ہمت نہین پڑتی جگانے کی

وہان جاتے ہین چھپ چھپ کے کبھی اونکو دیکھتے
نہین بھی پڑ گئی عادت تصور آزمانے کی

اودھر تاکید ظالم کی نہ آنسو ایک بھی نکلے
اودھر آنکھوں کو عادت پڑ گئی دریا بہانے کی

شفیق اب چپ رہو تمنے مزاج اونکا بگاڑا ہی
تمھین عادت ہی سننے کی اونھین باتین سنانے کی

گھر سے اپنے نکلے جب قاتل گئے
مرنے والے راستے مین مل گئے

جس جگہ جب اگر نہین آتا کوئی
اوس ٹھکانے آپکے بسمل گئے

آیا بیماری مین عیسی کا خیال
ضعف مین ہم سیکڑون منزل گئے

اونکی وزدیدہ نظر اوٹھنے لگی
ہے یقین پھر عاشقونکے دل گئے

دلکی عادت سے کہین ٹھہرے نہین
تا وہ جانان یون ہی بسمل گئے

دل خدنگ ناز نے چھیدے نہین
کیا خطا اوسکی نشانے ہل گئے

راہ فانی مین جو ہین رکھا قدم
جانے والے خاک مین سب مل گئے

دیکھ کے جلاد کی تیغ ادا
قتل گہہ سے سیکڑون گھایل گئے

اے مسیحا آج ضبط آہ سے
دل جگر کے زخم سارے کھل گئے

دیکھنے والونکے ہوش اوڑ گئے
جس ٹھکانے آپکے بسمل گئے

یہ تمھاری کیسی حالت ہے شفیق
آکے سب احباب تمسے مل گئے

گر پڑے جب تھک کے ہم سے ناتوان دیکھا کیے
ہو گئی جب آڑ گرد کاروان دیکھا کیے

موت کے ہاتھوں سے ایسی بیبسی عالم میں ہے
نوجوان تڑپا کیے اور نوجوان دیکھا کیے

کوئی جانا نہیں یوہیں کی زندگی ہمنے بسر
جا بجا غیروں کی تربت کے نشان دیکھا کیے

کچھ تعلق دلکو تھا ایسا خدنگ ناز سے
عمر بھر ہم اپنے سینے کے نشان دیکھا کیے

ہجر کی تکلیف کچھ دن اور سہنی تھی اونھین
مر گئے اچھے بھلے ہم ہمنحبان دیکھا کیے

ہجر میں جو حال تھا میرا وہ اونسے پوچھیے
مجھکو عبرت سے زمین و آسمان دیکھا کیے

کس دلیری سے کیا ہے کام اپنے قتل کا
سب تری ارمان دلکو نوجوان دیکھا کیے

خوف سے صیاد کے گلشن سے ہم باہر رہے
راتکو آ کے اپنا آشیان دیکھا کیے

جو نڈر تھے وہ رہے گلشن میں کس آرام سے
ہم ٹھکانا ہی برائے آشیان دیکھا کیے

عشق کی صحرا میں ہر وحشی کا ہوں میں راہبر
قیس بھی میرے ہی قدموں کا نشان دیکھا کیے

دل ہوا گھایل جگر پر ہاتھ ہم رکھتے رہے
تیر کس جا پر پڑا اور ہم کہاں دیکھا کیے

اونکی نظروں میں سمائیں آسمانکے جور کیا
عمر بھر جو گردش چشم بتان دیکھا کیے

چارہ گر کہتے تھے اس سے ناامیدی ہو گئی
دیر تک وہ آج نبض ناتوان دیکھا کیے

بزم خوبان میں تو دیکھتا تھا بار بار
ہم بھی چھپ چھپ کی تجھے او بدگمان دیکھا کیے

کیا جوانی چیز تھی جسمیں کہ بے خوف و خطر
کام کرتے تھے وہی جسمیں زیان دیکھا کیے

ساکن گور غریبان کچھ نہیں معلوم ہے
جو مٹی قبریں ہیں ہم اونکے نشان دیکھا کیے

آخری وقت جان کنی کچھ ایسی حالت تھی شفیق
مہربان کا ذکر کیا نامہربان دیکھا کیے

نہ آیا جسے چین وہ دل یہی ہے
جو اک عمر تڑپا وہ بسمل یہی ہے

اشارہ کیا اوسنے ہنسکے بولا
مجھے جسنے مارا وہ قاتل یہی ہے

ابھی آئینہ میں جسے دیکھا تونے
اگر ہے تو تیرا مقابل یہی ہے

اوذیت مین فرقت کی دل کہہ رہا ہی — نہ آسان کبھی ہو وہ مشکل یہی ہے
اوسے کیو اوڑایا خدنگ نظر نے — یہین کہتا رہا حسرت دل یہی ہے
اوسے چھیڑنیکو بروز قیامت — کہو لگا مین چپکے سے قاتل یہی ہے
تری تیغ ابرو کی ہی برق بسمل — جو تا حشر تڑپے وہ گھایل یہی ہے
بہت بن کی چلتا ہی مقتلمین ظالم — ادا اوسکی کہتی ہی قاتل یہی ہے
جنازہ مرا دیکھکر بولے سب سی — مری تیغ ابرو کا گھایل یہی ہے

شفیق اتنی ہو شاعرین بھی قوت
اوٹھین اونگلیان تجھپہ جاہل یہی ہے

ہجر کی شب ہی مختصر نہ ہوئی — لاکھ تڑپے مگر سحر نہ ہوئی
سے ہی ہنسی پر بگاڑ قاتل سے — اتنی سی بات درگذر نہ ہوئی
کیا صفائی ہے تجھ مین تیر نظر — چھد گیا دل مجھے خبر نہ ہوئی
وہ جو آئے مریض بچ جاتا — ایسی تدبیر چارہ گر نہ ہوئی
ایسا ناوار ہوئین فرقت مین — آہ بھی لایق اثر نہ ہوئی
نخل الفت بھی بے مراد رہا — کبھی شاخ اسکی بارور نہ ہوئی
نوک مژگان ہی بیچ سینے کے — غیر سے یہ اودھر اودھر نہ ہوئی
در قاتل پہ مجھکو پہونچاتی — موت بھی میری راہبر نہ ہوئی
چارہ گر حیف ہین مرگیا بیمار — کوئی تجویز کارگر نہ ہوئی
دل جگر اسطرح ہوئی گھایل — ایک کی ایک کو خبر نہ ہوئی
شب وصلت کو طول ہو جاتا — کوئی ایسی کبھی سحر نہ ہوئی
عشق مین ایکدن مرے ہاتھون — تمکو راحت دل و جگر نہ ہوئی
شب وصلت لڑائیکے ہاتھون — اپنی تو خیر سے بسر نہ ہوئی

آہ کی بھی ہین تو بل ہین ابرو پر
ہمسے سیدھی کبھی نظر نہ ہوئی

مر گیا گھٹ کے آپکا وحشی
ایکدن شب ہمین بسر نہ ہوئی

قبر ایسی زمین پہ ہے میری
جو حسینون کی رہ گزر نہ ہوئی

مر کے اتنا شفیق صدمہ ہے
قبر اوسکی قریب در نہ ہوئی

ناراض سنکے وہ بت بے پیر ہو نہ جائے
اولٹی ہمارے نالونکی تاثیر ہو نہ جائے

بیمار ہون نہ دشت مین اوٹھتا نہین قدم
یہ ضعف میرے پاؤنکی زنجیر ہو نہ جائے

خلوت مین ہین ہون وہ ہین مگر یہ خیال ہے
دشمن مرا کہین فلک پیر ہو نہ جائے

کہتے ہین بیچارہ گر سے تڑپنے نہ دو اسے
اسکے جگر کے پار کہین تیر ہو نہ جائے

ممکن نہین کہ بات کرے بزم مین کوئی
جب تک کہ ختم یار کی تقریر ہو نہ جائے

لکھتا ہون واقعات مگر یہ خیال ہے
ظالم کا ایک ظلم بھی تحریر ہو نہ جائے

اسواسطے برا نہین کہتا نصیب کو
ناراض مجھسے کاتب تقدیر ہو نہ جائے

وحشت جنون سدا مرے دلکا خیال رکھ
ڈرتا ہون چاک یار کی تصویر ہو نہ جائے

مقتل مین مجھکو کہکے لئے جاتا ہے یہ شوق
جلدی چلو کہ قتل مین تاخیر ہو نہ جائے

دیوانہ ہے شفیق مگر یہ خیال ہے
اس بیخودی مین یار کی تقصیر ہو نہ جائے

خون ناحق کے اثر سے اتنا تو مدہوش ہے
کیا خیال آیا ہے ظالم جواب خاموش ہے

ہین کہین آنکھین نہین معلوم وہ بیہوش ہے
ناامیدی ہے کسیکا منتظر خاموش ہے

غمزدہ سب دیکھ لین تہذیب اسکا نام ہے
بیکسونکو روتی ہے شبنم مگر خاموش ہے

کہتے ہین دیوانے مرجائینگے زندان مین ضرور
جائین صحرا مین کہ اون سبکو جنونکا جوش ہے

کہنا یہ قاصد جو وہ پوچھین مری وحشت کا حال
جسقدر غافل ہے تو اوتنا ہی وہ مدہوش ہے

ہاتھ مین زنجیر ہے پاؤن مین دوہری بیڑیان
خوف کیا عصیان کا مجھکو تری رحمت ہی بزرگ
دوستو اوس سے شکایت ظلم کی کیا فائدہ
حشر تک مجھکو سلایا ہی بڑے آرام سے
کون سا میخوار اوسکی بزم مین آج آ گیا
ہے یہ منشا بعد مرنیکے نہ کچھ اور کو
اوس سے جو کہتا ہون چپکے سے سنا کرتی ہی رف
وقت گلگشت چمن دیکھین تماشائی ذرا
میرے مرنیکی اودا سی نے کیا اتنا اثر
باغ عالم مین حسینونکی دورنگی خوب ہی
ہے کشش الفت کی گر اغیار دیکھین ضرر
آ کر میت پر مری وہ ناز سے کہنے لگے
غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت آ کر دیکھ لے

خود بخود ہنستا ہے کیا دیوانگی کا جوش ہے
جانتا ہون مین کہ تو عالم کا پردہ پوش ہے
شرم سے میت پہ میری آپ وہ خاموش ہے
اے لحد جا امن کی مجھکو ترا آغوش ہے
رند سب محفل مین خوش ہین ذکر نوشا نوش ہے
اس سبب سے قبر مین عاشق ترا روپوش ہے
راز دار عشق ہی یہ بھی قریب گوش ہے
کسکا ہے دست حنائی اور ہمارا دوش ہے
بزم سب سنسان ہی شمع سحر خاموش ہے
وضع مین سادہ کوئی کوئی مرصع پوش ہے
پھر وہی ہم ہین وہی دلبر وہی آغوش ہے
سانس بھی لیتا نہین اسدرجہ یہ بیہوش ہے
اب جنازہ ہے کسیکا اور کسیکا دوش ہے

یا نبی اللہ تیرا مرتبہ سمجھا شفیق
عرش اعلے پر گئی ایسی تری پاپوش ہے

شادی و غمسے جئین گی اور مرتے جائینگے
نا امیدی دیکے سب ارمان مرتے جائینگے
وقت زینت اونسے کہتی ہی ادا سنبھلے رہو
زخم لیتے ہون کہ ہمسا کوئی بھی زخمی نہو
سرگذشت عمر پوری حشر مین کہنا پڑی
پوری مشتاقی ہمارے دل پہ کی ناوک فگن

زندگی دن بہر صورت گذرتے جائین گے
حادثے ایسے ہی آنکھونسے گذرتے جائینگے
عاشقونکے دلمین سب نقشے اوترتے جائینگے
حشر تک ہم آپ ہی کا نام کرتے جائینگے
دل اگر ٹھہرا تو ہم بھی یاد کرتے جائینگے
نقص ہی اتنا لہو مین تیر بھرتے جائینگے

منتظر میخوار اوسکے بزم میں بیٹھے رہیں / آئیگا ساقی سبھونکے جام بھرتے جائینگے
کرکے زینت پھر نہ اونکو رات بھر چھیڑیں حضور / یہ اگر بگڑے تو پھر گیسو بکھرتے جائینگے
دیکھئے نا واقفان عشق کا ہے امتحان / تھا مگر دل سامنے قاتل کے ڈرتے جائینگے
آتش فرقت کی گر حدت بڑھیگی دلمیں اور / آبلے پوشیدہ ہیں جلنے او بھرتے جائینگے
اونکی خوشبو کی ہے بیکار کا غصہ مگر / تو لگا ڑے جائیگا گیسو سنورتے جائینگے
ہیں محافظ ساتھ لیکن ہمسے دیوانونکو کیا / جائینگے زندانمیں ورنہ حشر کرتے جائینگے
قیس بھی فرہاد بھی صحرا میں دونوں مل گئے / بہلیگا دل اپنے اپنے ذکر کرتے جائینگے
جسقدر تو فکر کرتا جائیگا اے چارہ گر / زخم جو سینے کے ہیں دلمیں اوترتے جائینگے

دیکھکر حالت تری احباب کہتے ہیں شفیق
ہنستے ہم آئے تھے اب افسوس کرتے جائینگے

بگڑے ہیں وہ دل زخمی کی قضا آتی ہے / ٹانکے ٹوٹے ہیں کہ اف اف کی صدا آتی ہے
شعلہ رخ عشق ہی تیرا یہ صدا آتی ہے / دلکے ہر زخم سے جب گرم ہوا آتی ہے
آپکی یہ بھی کرامت ہے کہ وقت زیست / ہاتھ باندھے ہوئے ایک ایک ادا آتی ہے
مرنے جینے کا نہیں لطف رہا فرقت میں / نہ تو یار آتا ہے مجھ تک نہ قضا آتی ہے
یہ تشفی اونہیں صحت کے لئے کافی ہے / ہنسکے کہتے ہیں مریضونسے دوا آتی ہے
طرفہ عاشق ہیں کہ قبضے میں ہے ہستی و عدم / روز ہم جیتے ہیں اور روز قضا آتی ہے
دن تو فرقت کا گذر جاتا ہے ہر صورت سے / رات آتی ہے کہ اک سر پہ بلا آتی ہے
قبر پامال مری کرتے ہیں یہ کہہ کہکر / اسکی مٹی سے مجھے بوئے وفا آتی ہے
شغل ہی چھوڑ دیا ہمنے زمانہ گذرا / اپنتو برسات میں بیکار گھٹا آتی ہے
نبض دیکھی نہ کبھی حال کسیکا پوچھا / اچھے عیسیٰ ہیں مریضونسے حیا آتی ہے
رات وہ ہجر کے کاٹے سے نہیں کٹتی ہے / جب مجھے یاد تری زلف رسا آتی ہے

ذکر کرتا ہی جنت کا فقط اے واعظ
اور کچھ بات بھی ای مرد خدا آتی ہی

پاؤن اوس شوخ کے کہتے ہین کشش اتنی ہی
جیسے ملنے کے لئے زلف رسا آتی ہی

شب تاریک مین عصیان کا بچنا ہی محال
عشق گیسو مین عجب سر پہ بلا آتی ہی

اوسکی رحمت بھی بڑی ہی جو ہمین بخشنے کے لئے
فرد عصیان کی برے پیش خدا آتی ہی

یاد وہ کس کو کرتے ہین رحمت ہی خدا کی ہمسر
کیسی میخانے پہ گھر گھر کے گھٹا آتی ہی

سر مرا کاٹنا مشکل ہوا کہتا ہے شفیق
ہم تو سنتے تھے بہت تمکو جفا آتی ہی

جاتے ہین مست وان دل مضطر لئے ہوئے
اوس بزم مین چلے ہین یہ ساغر لئے ہوئے

پہلو قرار کا دل مضطر لئے ہوئے
آتا ہی کوئی ہاتھ مین خنجر لئے ہوئے

مقتلمین جسنے دیکھا وہ بے موت مر گیا
خنجر ہے اس ادا سے ستمگر لئے ہوئے

وہ میرا نام آپ ہی سے لکھتے تو خوب ہی
جاتا ہون اپنے قتل کا محضر لئے ہوئے

تیر و سنے کوئی یہ کہے اب آکے دیکھ لین
وہ ساتھ ہین مجھے سر محشر لئے ہوئے

اوٹھتا ہے میرے پاس ہی ہنستا ہوا ابھی
دل میرا اپنے ہاتھ مین دلبر لئے ہوئے

اوس کی مین اوسکے زہر کی امید ہو گئی
برسون ہوئی ہین مجھکو وہان گھر لئے ہوئے

مدت کے بعد اوٹھے ہین کوچے سے یار کے
لو سیدہ اپنا تھوڑا سا بستر لئے ہوئے

ستا ہے ہم اب نہ آئینگے کوچے مین یار کے
غم تو یہ ہے کہ جاتے ہین بستر لئے ہوئے

فرقت مین اپنی جان سے ہم ہاتھ دھو چکے
وہ خواب مین بھی آئے تو خنجر لئے ہوئے

باقی رہے نشان یہ منظور ہے اونھین
آئے ہین میری قبر کا پتھر لئے ہوئے

دکھلانے جاتے ہین شمشیر خونچکان
آتے ہین قتل گہ سے کئی سر لئے ہوئے

دیوانے کا یہ حال ہی دستار ہے
فصاد چپکے بیٹھے ہین نشتر لئے ہوئے

کوئی اسیر مر گیا جاتا ہی سوئے باغ
صیاد اپنے ہاتھ مین کچھ پر لئے ہوئے

دربان نے اوٹھایا ہے کوچہ سے یار کی — جاتے ہین اپنے دوش پہ بستر لئے ہوئے
ہے میکشی حسینوں مین جاتے ہین سوئے باغ — سب اپنے اپنے ہاتھ مین ساغر لئے ہوئے
کہتے ہین اس مہینے مین کتنے ہوئے ہین قتل — اغیار پاس بیٹھے ہین دفتر لئے ہوئے

لاغر جو مجھکو دیکھا تو کہتے ہین وہ شفیق
یہ بوجھ اپنے سر کا ہے کیونکر لئے ہوئے

گر دل بیتاب تجھپر تیر چلتے جائینگے — رفتہ رفتہ سب یون ہی ارمان نکلتے جائینگے
کہنا اے قاصد مسیحا سے کہ اتنا سوچئے — ہونگے وہ اچھے کہ جنکے دل بہلتے جائینگے
جس جگہ جاتا ہی ہمکو مرکے پہونچینگے وہان — ہر زمانہ کی طرح کروٹ بدلتے جائینگے
دل ہوا گھایل مگر اس بات کا صدمہ بھی ہی — آتش فرقت سے تیرے تیر جلتے جائینگے
کہتا ہے اپنے مریضوں سے مسیحا آن کر — تم تو اچھے ہوگئے وہ بھی سنبھلتے جائینگے
ہو تماشائی کہ عاشق اونکو اس ہی کام کیا — دل لیمینگے جس سے ایسی راہ چلتے جائینگے
ظلم سے صیاد سب یہ قید مین مرجائینگے — گر اسیران قفس کے دل بہلتے جائینگے
وہ ابھی نام خدا کمسن ہین کیا بچپن ہین — بات کرنے مین بھی وہ مجھسے ٹہلتے جائینگے
درد دل کہتا ہی مجھسے اونکو آنے دیجئے — آئینگے ہنستے کف افسوس ملتے جائینگے
ہر در و دیوار پہ زندان کی ہی تصویر یار — ایسی صورت ہی تو دیوانے بہلتے جائینگے
بزم عالم کی یہی حالت رہی گی حشر تک — شمعین جلتی جائینگی پروانے جلتے جائینگے

دیکھکر حالت زمانہ مین عزیزون کی شفیق
جو بہت بیہوش ہین وہ بھی سنبھلتے جائینگے

یہ سنکے مرنیکا اب اضطراب رہتا ہی — کہین جہان مین کسیکا شباب رہتا ہے
کبھی جو صورت تصویر وہ کھنچی مجھسے — یہ سچ ہی پھر مرا نقشا خراب رہتا ہے
کبھی یہ زلفین اوسکی کبھی یہ فکر مین ہی — کہان کہان دل خانہ خراب رہتا ہے

مین ایکدن بھی نہ دیکھون جو ناصحا اوسکو | دل و جگر کو بہت اضطراب رہتا ہے
خدنگ ناز کی بے التفاتیو نسے حضور | ہمیشہ آبلۂ دل پرآب رہتا ہے
یہ کیسا غیرون نے ساقی کو آکے گھیر لیا | او نھین کے دور مین جام شراب رہتا ہے
حسین نہ حسن و دروزہ پر اتنا اترائین | سمجھ تو لین کہ بہت کم شباب رہتا ہے
سنا ہی مر کے لحد مین حیات ملتی ہے | کہ جتنی دیر سوال و جواب رہتا ہے

شفیق شاعری کو اپنی مغتنم سمجھو
کہ زندگی کا بہت کچھ عذاب رہتا ہے

ٹھوکرین کھاتا ہی عادی کوچہ دلبر کا ہی | ہو گیا غارت ہے مجھے افسوس اپنے دل کا ہی
رستہ مشکل سنا ہی عشق کی منزل کا ہی | آسرا اللہ کا یا کچھ سہارا دل کا ہی
سرخ ہی ایسا کہ شہرہ ناوک قاتل کا ہی | مجھکو بھی الفت ہی اسمین خون میرے دل کا ہی
زخم سب بہتی ہین کچھ ایسا التسلسل دل کا ہی | ساری عالم کی زمین پر خون تیرے بسمل کا ہی
بحر غم مین پھنس گیا ہون کس سی پوچھون کون ہے | راستہ سیدھا کہان سے وامن ساحل کا ہی
زخم کھاکر ہر طرف پھرتا ہی اتراتا ہوا | تیری بدنامی ہو گر نقشہ یہی گھایل کا ہی
شرم سے گردن جھکائے ہاتھ پیر پر ہو | مانگتا ہی دل لہ گیا نقشہ تری سایل کا ہی
زلزلہ عالم مین آئیگا رہی اتنا خیال | اب تڑپنے کا ارادہ آپکے بسمل کا ہی
جان دینا مجھکو آسان قتل کرنا اونکو سہل | جیسا دل میرا ہی ویسا دل عزیز قاتل کا ہی
ہمتو صورت بھی نہ دیکھین وہ رہی اونکی قریب | سچ تو یہ ہی کیا مقدر پر وہ محمل کا ہی
قتل گہہ مین تو ذرا جلا و جا کر دیکھ تو | جان خود دیدی ارادہ یہ تری گھایل کا ہی
دو ٹھکانے ہین حسینونکا جہان مجمع رہا | دل ہمارا یا مرقع آپکی محفل کا ہی
وہ مقابل ہین تو کیا پھرتا ہی گھبرایا ہوا | آج تو کچھ اور ہی نقشہ مہ کامل کا ہی
آپ جس جا پر کھڑی ہین وانسی ہٹ جائین حضور | وہ تڑپنی کا ٹھکانا آپکے بسمل کا ہی

وحشیونکی قید مین بھی خوب دلچسپی رہی ۔ ہر در و دیوار پر نقشہ تری محفل کا ہی
اوسکے عہد حسن مین عالم ہی مشتاق اجل ۔ جسکو دیکھو گھایل مری قاتل کا ہی
دست رنگین پا گلنار قاتل کے ہین مجھکو عید ہی ۔ کچھ تو ہی رنگ حنا کچھ خون میری دل کا ہی
دیکھ لینا حضرت موسیٰ ہزارون راز ہین ۔ وہ ید بیضا نہین چھالا ہماری دل کا ہی
رات کو عشاق سوتے ہین کفن پہنے ہوئے ۔ صبح ہوتے ہی ارادہ عشق کی منزل کا ہی

ہیچ نامہ اوسکو بھیجا سلسلہ کیونکر ہوا اے شفیق
پڑھ نہین سکتا کوئی خط کسی جاہل کا ہی

آنکھ سے آنکھ ملا دیجیے عزت کیا ہی ۔ کھینچئے دلکو مرے چشم مروت کیا ہی
کبھی غنچے سے کبھی ہنسکر مرا دل چھینا ۔ الغرض ایسے ستم ایجاد کی عادت کیا ہی
مر گیا غیر کوئی روتے ہو اوسکے غم مین ۔ آئنہ لیکے ذرا دیکھو تو صورت کیا ہی
اوسکی تصویر خیالی ہی مرے پیش نظر ۔ وصل کی رات ہی میری شب فرقت کیا ہی
اپنے جو مرتا ہی یہ اوسکو سمجھتے ہین برا ۔ کیسے منصف ہین حسین انکی عدالت کیا ہی
کبھی چھینا کبھی پھیرا کبھی پامال کیا ۔ دیجیے دل مرا بیکار کی محبت کیا ہی
مجھسے جب پہلے پہل آنکھ لڑی تھی تمسے ۔ اوسی انداز سے پوچھو مری حسرت کیا ہی

یہ کوئی بھی نہین سمجھا کہ شفیق اچھا ہی
شان معبود ہی سب میری حقیقت کیا ہی

اف کہیگے غش مین ہو مہ تابان ابھی ابھی ۔ دکھلاؤن گر اوسے دل سوزان ابھی ابھی
قاتل ہی اپنے دل کی تمنا اگر کہون ۔ ہوگا تو میری جان کا خواہان ابھی ابھی
خلوت مین ایسی بات کہونگا مین شوخ سے ۔ ہوگا وہ اپنے دلمین پشیمان ابھی ابھی
وہ بت جو اپنے رخ سے اوٹھا دے کہین نقاب ۔ آئینگے در پہ گبر و مسلمان ابھی ابھی
سفاک سنکے کہتا ہی زینت اگر کرون ۔ ہوجائے تیرے قتل کا سامان ابھی ابھی

ناصح نہ پوچھ ہوش میں آنا تو دور ہے تجھے — دیکھا ہے میں نے خواب پریشان ابھی ابھی
قائل ہے اپنے دل کی تمنا اگر کہوں — ہو گا وہ میری جان کا خواہان ابھی ابھی
کہتا ہے کوئی وقت دعا میرے کان میں — ہوتی ہیں مشکلیں تری آسان ابھی ابھی
دست جنوں کے خوف سے اٹھتا ہے یوں گلے — قائل بنا ہے میرا گریبان ابھی ابھی

ایسے تو کچھ ہوئی نہ پریشان تھے ابھی ہم شفیق آہ
کیوں ہو گئی وہ زلف پریشان ابھی ابھی

حور کی کیا فکر جنالی جائیگی — ساتھ تصویر حنالی جائیگی
آئے ہیں جانباز سب در پر ترے — تیغ اب کیونکر سنبھالی جائیگی
پھر بلایا مجھکو بزم غیر میں — بات پھر کوئی نکالی جائیگی
بوسہ ہر دشنام پر گر ہم بھی لیں — جب تمھارے منہ تو گالی جائیگی
تجھ میں سے بھی اے زمین کوئے یار — قبر کی تھوڑی سی جا لی جائیگی
کہتا ہے اونسے مرا شوق وصال — کب تمھاری خوردسالی جائیگی
ہجر کی شب کہتا ہے گھٹ گھٹ کے دل — کسطرح یہ رات کالی جائیگی
چھوٹے گر سونے سے مسی کی دھڑی — پھر ابھی اوٹھکر جمالی جائیگی
خون تیرے پاؤں سے گر چھوٹے نہیں — جب دلوں کی پائمالی جائیگی
ناامیدی سے مجھے موت آئیگی — گر نگاہ لطف خالی جائیگی
ظلم کی فہرست رہنے دیجیے — آپ سے روز جزا لی جائیگی
تم اوٹھے بیمار غم کے پاس سے — اوسکے چہرے کی بحالی جائیگی
امتحان لینے مرا پھر آئے ہیں — پھر کوئی حسرت نکالی جائیگی
یاد رکھ جس دن قیامت آئیگی — تیرے چلنے کی ادا لی جائیگی
گل کا بوسہ لے رہی ہے بے ادب — باغ سے بلبل نکالی جائیگی

کہتے ہین میخوار مفلس ہائے ہائے
یہ گھٹا تو یون ہی خالی جائیگی

دیدۂ گل کو خوف سے صیاد کے
ہے پھنسے بلبل ڈالی ڈالی جائیگی

نزع مین وہ آئے مشکل ہے مجھے
کس طرح سے موت ٹالی جائیگی

کہتے ہین میخوار سر کو پھوڑ کر
کب الٰہی خشک سالی جائیگی

اپنا دل ہم آج دیکھین گے ضرور
سینے سے برچھی نکالی جائیگی

جا کے خلوت مین سنبھلنا اے شفیق
تیرے دل کی آج تھالی جائیگی

لیجائین خواستگار دل بیقرار کے
تیار کیمیا کرین پارے کو مار کے

دیوانگان زلف دن آئے بہار کے
زنجیر دی رہی ہے صدائین پکار کے

جیسے جلی ہے آپکے شیدا کی قبر پر
آنسو کبھی تھمے نہین شمع مزار کے

روشن جو اپنے دست حنائی سے وہ کرین
آنسو بھی سرخ ہون مری شمع مزار کے

ہمنے لحد مین آکے بڑی سختیان سہین
کچھ آسمان سے کم نہین تختے مزار کے

یہ قبر مین لٹا کے حسد مجھسے دوستو
روزن بھی بند کرتے ہو میرے مزار کے

برچھی ہوا تھا سرمے کا دنبالہ قلب کو
دیوانہ کر دیا ہے مجھے گیسو سنوار کے

کہتا ہے تخلیہ مین کسی سے جو حال دل
احباب ہٹ گئے ہین لحد مین اوتار کے

کیونکر نہ شاعری تری مقبول ہو شفیق
سکے جہان مین چلتے ہین میری دیار کے

بگڑ بگڑ کے بت شرمسار کہتا ہے
تو مجھسے وصل کو کیون بار بار کہتا ہے

کبھی خزان تو کبھی وہ بہار کہتا ہے
وہ رنگیان چمن روزگار کہتا ہے

پلائے جا مجھے ساقی تو پوچھتا کیا ہے
زبان سے بس بھی کبھی بادہ خوار کہتا ہے

گیا ہے شیخ بھی بھٹی پہ فصل تار شمین
پیونگا مین بھی مے خوشگوار کہتا ہے

گئے ہین شیخ بھی بھٹی پہ اونکی شامت ہے
پیو پیو یہ ہر اک بادہ خوار کہتا ہے

بسر کی کون سی صورت وہ رزبان ہے تو
مین ایک کہتا ہون تو دس ہزار کہتا ہے

خدا نے چاہا تو اوس جا پہ جاکر دم لینگے
جہان ہمارا دل بیقرار کہتا ہے

عجیب نخل تمنا ہے ان حسینون کا
خزان انکا دور بھی فصل بہار کہتا ہے

صبا کا جھونکا نہین ہے خزان سمجھ جا تو
گلو نے آکے پیام بہار کہتا ہے

مجھے تو سمجھا ہے کیا واعظا بتا تو سہی
ہر اک بات کو تو بار بار کہتا ہے

لحد غریب کی ہے آکے فاتحہ پڑھ لو
سبھو نے میرا یہ سنگ مزار کہتا ہے

نہ یار ہجر مین آئے نہ موت آجائے
یہ ہی شفیق دل بیقرار کہتا ہے

پیش نظر ہے سیر ہر اک جلوہ گاہ کی
کچھ حد نہین جہان مین ہماری نگاہ کی

صیاد نے اسیرونکی حالت تباہ کی
اوسکی زبان کاٹ لی جس جس نے آہ کی

سنکر صدا بتون نے بھی حالت تباہ کی
کس ناتوان نے ایسی زبردست آہ کی

سو بوٹ سی بات کرتا ہے پہچانتا ہو نہین
چتون ہی اور ہوتی ہے بدلی نگاہ کی

لے لیکے نام یار کا دیوانہ مین ہوا
ذکر وفا نے کیا مری حالت تباہ کی

عصیان تمام ساتھ گئی بعد مرگ بھی
بے شبہ کوئی حد نہین اپنے گناہ کی

کانو نپہ ہاتھ سینے رکھے کہہ کے الحذر
پرسش ہوئی جو حشر مین میری گناہ کی

مردہ ہوا جو دل تو جگر روکے کہتا ہے
میت اوٹھی گی ساتھ تری خیر خواہ کی

کوچے مین اوسکے انکھونپہ پردے پڑ گئے
اوڑ اوڑ کے میرے منہ پہ پڑی گرد راہ کی

کہدونگا اوس سے حشر مین سنتے ہی تیرا نام
حالت خراب ہو گئی میرے گواہ کی

کوچے مین اوسکی جانہ سکے گھر نہ آسکے
سنتے تھے آج دیکھ لی افتاد راہ کی

خط دیکے اوسکی بزم مین کچھ نکتہ چین بھی ہین
قاصد خبر بھی لیا سفید و سیاہ کی

ہر سمت ہر مقام پہ آتا ہے تو نظر | کی ہمنے سیر خوب ترے جلوہ گاہ کی

اوڑتی ہے تیری خاک ملکوں ملکوں اے شفیق
کمبخت تو نے مرکے بھی حالت تباہ کی

زندگی بھر مبتلائے غم رہے | گیا وہ دنیا تھی کہ جسمیں ہم رہے
جسکے باعث سے ہزاروں غم رہے | اوسکو سینے میں چھپائے ہم رہے
جو کسی کے وقت بد میں کام آئیں | آدمی ایسے جہان میں کم رہے
کیا وہ قصہ تھا نہ اب تک طے ہوا | مجھسے وے ایسے مشورے باہم رہے
میں گیا جب غیر نے کی ایسی بات | کچھ مزاج یار بھی برہم رہے
ہے یقین اوسکو بھی رحم آجائیگا | گر انھیں قدموں پہ گردن خم رہے
ہم فقیرونکو جھکایا ساقیا | سیکڑوں کی خیر تیرا دم رہے
ابتدائے درد میں دیکھیں اونھیں | پھر نہیں معلوم کیا عالم رہے
موت فرقت میں بھی تو آتی نہیں | کس ٹھکانے پاؤں تیرے جم رہے
مرگیا دل ناصحا اتنا سمجھ | کچھ دلوں تو آنکھ میری نم رہے
نیم خوابیں میں مری گر موت آئے | پھر حسینوں میں مرا ماتم رہے
میرے سوئم میں وہ آکر کہہ گئے | کم سے کم چالیس دن ماتم رہے
ہے یقین سینے میں شق ہوجائیگا | ایکدم میں کسکا کسکا غم رہے
وقت زینت نام یوسف سن لیا | آئنہ دیکھا کئے برہم رہے
دل یہ کہتا ہے کہ تو مرجائیگا | ایک لحظہ بھی اگر ہم تھم رہے

ہے یقین تیری لحد پر اے شفیق
دھوپ دنکو رات کو شبنم رہے

ہمیشہ سے میری یوہیں چشم نم ہے | ہوا اپنا نہیں غم تو غیروں کا غم ہے

مرا ابتدا ہی سے ہونٹون پہ دم ہے
چمک ہو رہی ہے ابھی درد کم ہے

سمجھکر یہ ہی اوس جگہہ مین پڑا ہون
وہ پھر آئیگا جسکا نقش قدم ہے

طبیبون نے آکر لیا نام اونکا
نہ اب درد دل ہے نہ اب رنج و غم ہے

اگر وہ نہ آئے تو مین جان دونگا
کسی کی زبان ہے کسی کی قسم ہے

بیان اوٹھکے کر خواب جو تونے دیکھا
ارے سونے والے بہت رات کم ہے

اطبا مجھے دیکھکر کہہ رہے ہین
بچیگا یہ کیونکر محبت کا غم ہے

پریشان جو دیکھا تو بولے وہ ہنسکر
شفیق اب تجھے کسکا رنج والم ہے

کیا خوب عدل اوسکے خدنگ نظر مین ہے
جتنا کہ زخم دل مین ہے اوتنا جگر مین ہے

مینے سنا کہ غیر گئے اوسکے در پہ آج
یہ سچ ہوا تو موت مری اس خبر مین ہے

مین ڈر رہا ہون غیر کو اسکی خبر نہو
یہ راز جو حضور کی سعی نظر مین ہے

قاتل کی ان اداؤن نے بیچین کر دیا
قبضے پہ ہاتھ اور سر دبی کمر مین ہے

اک عمر گذری اک سے ہوا دوسرا جدا
اللہ اتنا فاصلہ قلب و جگر مین ہے

پہلو سے میرے لپٹا ہے دل کہکے الامان
سنتا ہا کیسا ہجر کی شام و سحر مین ہے

مرقد کا بھی نشان نہین وہ خاک اڑگئی
پتھر فقط پڑا ہوا اک رہ گذر مین ہے

واعظ کو سنکے کہنے لگے رند ہٹ چلو
تقریر سب بھری ہوئی اسکی اثر مین ہے

صحبت مین اونکی غیر نظر آئے چار سو
کس سے کہین کہ درد ہمارے جگر مین ہے

زندان مین سر کو پھوڑکے دیوانہ مرگیا
خون جا بجا بھرا ہوا دیوار و در مین ہے

مجھسے بلائین سب یہ شب ہجر کہتی ہین
بس تیرا خاتمہ بھی اسی رات بھر مین ہے

بلبل سے گل یہ کہنے لگے بوستان سے جا
وحشت بھری ہوئی تری ایک ایک پر مین ہے

مرنے سے تیری دوست یہ کہتی ہین اے شفیق
دنیا اداس ہوگئی کہرام گھر مین ہے

دیکھے دھوکا عمر فانی جائیگی
پیری آئیگی جوانی جائیگی

پیر ہین لکنت زبان کرنے لگی
اب ہماری خوش بیانی جائیگی

داغ دل سے وہم آتا ہے مجھے
قبر تک جسکی نشانی جائیگی

وصل کی شب مین اونھین گر نیند آئی
رائگان میری کہانی جائیگی

گمشدہ دلکا پتہ مل جائیگا
کچھ دنون تک خاک چھانی جائیگی

ہم صلاح خیر تو دیتے تمھین
کیون ہماری بات مانی جائیگی

زخم دل رہنے دو اے چارہ گر
قبر تک اوسکی نشانی جائیگی

دل ضعیفی مین بھی کوئی چوٹ کھا
جب تری عادت پرانی جائیگی

وہ خدنگ ناز آیا موت ہٹ
ساتھ میرے توبھی سانی جائیگی

کاٹ لی صیاد تونے گر زبان
بلبلونکی نغمہ خوانی جائیگی

پھر چمن مین آگئی فصل خزان
سبزہ کو پوشاک دھانی جائیگی

مثل موسی غش تمھین آجائے گر
جب تمھاری لن ترانی جائیگی

آمد پیری سنے کی جس گھڑی
پیشوائی کو جوانی جائیگی

پھر بلایا مجھکو بزم غیر مین
بات کوئی دلمین ٹھانی جائیگی

سوچ تو ادبار جب دن آگیا
مہربان کی مہربانی جائیگی

کہتے ہین شوق شہادت ہی جنھین
سر کٹے گا سرگرانی جائیگی

دیکے کہتے ہین اگر مین آگیا
مفت مین میری جوانی جائیگی

ہم عدم پہونچین گے اوٹھتے بیٹھتے
ساتھ اپنے ناتوانی جائیگی

سنتا ہون کہ سخت جان کی قتل کو
آج تیغ اصفہانی جائیگی

آگئے گر غیر کے کہنے سے مین تم
سب ہماری جانفشانی جائیگی

مثل مجنون کون ہے صحرا نورد
کس سے یہ سون خاک چھانی جائیگی

کہتے ہین صورت کو میری دیکھکر | کب بلاے ناگہانی جائیگی
چھپ کے اوس سے اوسکے در پر ہم گئے | پاسبانکی پاسبانی جائیگی

مرگئے فرقت مین تم گراے شفیق
اوسکے در کی پاسبانی جائیگی

جناب شیخ جو پینے کی جستجو کرتے | طلب ہر اک سے جام و ساغر و سبو کرتے
ہم اوسنے ملنے کی فرقتمین آرزو کرتے | امید جینے کی ہوتی تو جستجو کرتے
جو جانتے وہ مسیحا جلائیگا ہم کو | عوض مین جینے کے مرنیکی آرزو کرتے
فلک پہ جاتے جو رفعت پسند سودائی | وہان بھی خاک اوڑانیکی جستجو کرتے
تمھارے در پہ ہم آئے ہین حسرت سائل | جواب ملتا تو کچھ اور جستجو کرتے
جو وقت نزع کوئی اپنے سامنے ہوتا | نگاہ یاس سے ہر بار چار سو کرتے
وہ ہمسے پھر نہ بگڑتا کبھی نہ جل جاتا | ہم آپ اپنے مقدر سے گفتگو کرتے
جنون کی تیغ سے گذرتا جو تیرا سودائی | جناب قیس بہت اوسکی آبرو کرتے
ابھی تو تابہ کمر ہین جو حد سے بڑھ جاتے | قیامت آپکے گیسوئے مشکبو کرتے
جو دیکھ پاتے کہین اور تیرا نقش قدم | تلاش پھر تری دیوانے کو بکو کرتے
جو جانتے نہ گذر ہے تیری جانب سے | ہم اپنے پیرہن دلکی شست و شو کرتے
کہین تو کوچۂ زلف رسا مین ملجاتا | جو دل کی آپکے دیوانے جستجو کرتے
تم اونکی بزم سے گر ساتھ میرے اوٹھ آتے | مین دیکھتا کہ وہان میرا کیا عدو کرتے
نقاب اونکی جو ملجاتی بیٹھنے کے لئے | بگڑ نہ زخم تو پیدا گلون کی بو کرتے
تمھارے ساتھ وہ آتا ہماری محفل مین | بتائین کیا تمھین کیا خاطر عدو کرتے
حضور کے در دولت پہ ہیگی گل کاری | مین خوش تھا صرف اگر اپنا لہو کرتے
یہ بخیہ گرنے کہا دیکھتی ہی دل میرا | جو ہوتی کچھ بھی جگہ اسمین ہم رفو کرتے

یقین ہی کہ اثر اونہین کچھ تو ہو جاتا
جو عشق آہ مری طرح خوش گلو کرتے

شفیق پھر تو نہ کرتے نصیحتین ناصح
جو اونکے دلپہ کوئی وار جنگجو کرتے

عزیز چھوٹے دیار چھوٹا نکالا گھر سے عتاب کرکے
بھلا ہو الفت کا جسنے مجھکو مٹایا خانہ خراب کرکے

ہوا شہادتگہ مین جو سائل کیا ہی لاکھون جھکی گھایل
بھلا جہان مین ہو تیرا قاتل لیا مجھے انتخاب کرکے

بتون کی محفل مین شیخ آئین پھر اپنا فتوی ہمین سنا مین
مزہ محبت کا تو بھی پائین کسی سی الفت جناب کرکے

عدم کو دنیا سی جانیوالے عزیز اقارب سی چھٹنے والے
برا اثر ڈالا مرنیوالے ہماری آنکھین پرآب کرکے

کوئی جو ملنے کو دوست آیا غضب کا فقرہ زبان پہ لایا
خود آپ رویا مجھے رلایا گذشتہ ذکر شباب کرکے

ذرا ٹھہر تو بھی قلب مضطر کہ کھلنے ہی کو ہی راز دلبر
ہین حال اپنا بروز محشر بتا رہا ہون حساب کرکے

کسی کی فرقت مین یون تڑپنا ہمارے سینے سی یون نکلنا
نہ مانا دلنے کسیکا کہنا برا کیا اضطراب کرکے

کچھ اپنی الفت جتانے والی تمہین تو ہو جسپہ مرنے والے
کہا یہ کیا تو نے ہنسنے والی دہن کو زیر نقاب کرکے

کھلونا ہین دو جہان جنکے بنانے والے اسیر محبت کی بانکپن والے
بتا نہین جانتے ہین جانے والی ہمیشہ کار ثواب کرکے

برا سمجھتا ہی وہ کرم کو کہین بھی دیکھا ہی اس ستم کو
اوٹھایا صحبت سے اوسنے ہمکو ہمارے اوپر عتاب کرکے

کچھ اوسنے دیکھا تھا شبکو ایسا سحر کو اوٹھا تھا چاند بنکا
ابھی ابھی تو کسیکا شیدا ہوا ہی چپ فکر خواب کرکے

کسی کو دلپر کرینگا قابو یہ ہے بگڑنیکا ایک پہلو
جو ہمسے پوچھو تو اونکا گیسو سنور گیا پیچ و تاب کرکے

ہمین جلانا ہی جو تمہاری کبھی تو عزت بھی ہے ہماری
یہ ساتھ غیرونکے بادہ خواری ہمارے دلکو کباب کرکے

کسیکو غیرت بنایا تو نے کسیکو لیلے بنایا تو نے
فلک بتا تو مٹایا تو نے کیسے کیسے انتخاب کرکے

جہان مین جسکی تھی خوب عزت اوسکو دینا ہی آج ذلت
فلک تجھے تو ہوئی مسرت جہان مین یہ انقلاب کرکے

نہ کچھ بھی سمجھے اوٹھائی دولت یہ سب جو اونکی تھی کرامت
غضب ہی تمنے مٹائی عزت شفیق شغل شراب کرکے

ہمارے ہی درد کے اوسوقت وہ بھی ازدان ہوتی
جو اونکے حال بھی ایسے نصیب دشمنان ہوتی

ہماری جان جاتی ساتھ ولے بیجان ہوتی
ابھی کمسن ہین وہ نام خدا سی گر جوان ہوتی
ترے جو دلمین آیا بے تکلف سبکو کہتی ہے
وہ کیا جانے کہ ہمسے یار سی کیا عہد و پیمان ہین
وہ کہتے ہین کہ زخم دلکے سب جھوٹے بہانے ہین
بہت مقتلمین مجمع تھا جفاجو کیا حیا آئی
ہمارے حوصلے دلکے نہ تھکنے دیتی صحرا مین
بہت صحرا مین ڈھونڈھا کچھ پتا اوسکا نہین پایا
یہ اچھا ہی کہ سب چھوٹے ہوا کچھ راز بھی مخفی
شکایت کیا کسی کی ہو جو اپنی موت آجاتی
احبا نے ہمین غسل و کفن مین ایسا اوجھایا
عدم کے جانے والو کیا کہین ہم ضعف کی حاجت
سبب قلت کا یہ ہی مانگنے کی خو رہی باقی
بہت ناراض ہوئین نالہ بے اختیار ہی سے

جو شب کو دوست دلکی ساتھ سرگرم فغان ہوتی
کوئی بتلائے اونکے دیکھنے والے کہان ہوتی
دہن مین جیب بجاتی گر تری گرمی زبان ہوتی
نہ سمجھاتے کبھی ناصح جو میرے راز دان ہوتی
جو تم گھایل کبھی ہوتے تو سینے پر نشان ہوتی
جو ہوتا تخلیہ مرنے کے میرے امتحان ہوتی
اگر وہ خون مین ملکر شریک استخوان ہوتی
جو ہمکو علتیں ملتا ہجر کے قصے بیان ہوتی
یہ چھالے دلکی بڑھ جاتے تو ممکن تھا عیان ہوتی
نہ ہم ہوتے نہ غم ہوتا نہ جور آسمان ہوتی
اگر دو تین منزل اور جاتے ہم کہان ہوتی
جو طاقت کچھ بھی ہوتی ہم شریک کاروان ہوتی
نہ اتنی ہی کبھی دی سیر ہم پیر مغان ہوتی
اگر ہوتے تو یہ بھی صورت راز نہان ہوتی

شفیق زار عسرت چیز کیا ہی کیسی بیماری
تفضل اوسکا ہوجاتا تو پیری مین جوان ہوتی

تلاش دلربا مین پاؤن باہر گھر سے رکھا ہی
ملے اشجار کو خلعت یہ شان حق ہویدا ہی
کسی صورت سی ہو معشوق تک عاشق پہونچتا ہی
کلیم اللہ سی کہدو ہزارون راز ہین اسمین
یقین ہی زلزلہ عالم مین آتا گر تڑپ جاتا

ہوئے ہین اوسپہ عاشق ہم جسے دیکھا نہ بھالا ہی
بہار آئی ہی گلشن مین ہرا ایک ایک پتا ہی
ہمارا رہنما ایجان ترا نقش کف پا ہی
ید بیضا جسے سمجھے ہین میری دلکا چھالا ہی
بڑی مشکل سی میں نے ہجر مین دلکو سنبھالا ہی

گئی جان اپنی سانس آتی نہیں تنہا پڑے ہیں ہم
زیادہ سانس اگر آتی ہے تو تکلیف ہوتی ہے
یہ بلبل صاف کہتی ہے قفس میں جان کیا آئی
میں ایسا ناتوان ہوں ضعف سے غش کھا کے گر پڑتا
نشان عشاق نے دیکھا جہاں اسکے قدم ٹھیرے اور سجدے
بھرے جب زخم دل ہاتھوں سے اونے چاک کر ڈالے
قدر انداز تو بیدرد دیولی سے کام لیتا ہے
بھلا ہو عشق تیرا دشت غربت میں مجھے مارا
کمر کے عشق نے پہونچا کے تا مرقد کہا مجھسے
جنھیں ہے عشق تازہ ہم بھی تو کھیلیں نہ دورہ الفت
نہ اب عاجز کرو بس ذکر حسن و عشق جانے دو

نہ کوئی آنے والا ہے نہ کوئی جانے والا ہے
تردد ہے بہت نازک ہماری دل کا چھالا ہے
ارے صیاد میں نے ہوش گلشن میں سنبھالا ہے
خیال وصل جانان نے مجھے آکر سنبھالا ہے
خدا ظالم یہ گورستان ترا نقش کف پا ہے
جنون عشق نے یہ مشغلہ اچھا نکالا ہے
جگر بھی ساتھ نکلا تو نے جب ناوک نکالا ہے
نہ کوئی ہنسنے والا ہے نہ کوئی رونے والا ہے
چلے جاؤ عدم آباد کا سیدھا یہ رستا ہے
طریق عشق میں ہمنے بہت کچھ دیکھا بھالا ہے
نہ وہ عالم تمہارا ہے نہ اب وہ دل ہمارا ہے

نشانہ قبر سے ہمکو شفیق نے ار کیا مطلب
لحد میں دوستوں نے یا علی لکھکر اتارا ہے

مانا ہے شوخی اونکی نظر میں بھری ہوئی
گو دیکھنے میں نخل محبت ہرا نہیں
دیکھی ہیں تیرے عارض تاباں کبھی صبزہ زار
اف اف تپ فراق نے بیچین کر دیا
الفت کی چوٹ کھا کے کھلے شاید اور زخم
بیدرد گو ہی تھام لیا ہمنے دل جگر
پھر اوٹھ سکا نہ خندہ دندان نما سے درد
احباب بعد مرگ مجھے روئے تو دیکھکر

الفت ہے میرے قلب و جگر میں بھری ہوئی
تلخی ہے لیکن اسکے ثمر میں بھری ہوئی
جو روشنی ہے شمس و قمر میں بھری ہوئی
اک آگ سی ہے قلب و جگر میں بھری ہوئی
سانس آ رہی ہے خون جگر میں بھری ہوئی
ہے یہ ہماری آہ اثر میں بھری ہوئی
ایسی چمک ہے زخم جگر میں بھری ہوئی
حسرت تھی ایسی قلب و جگر میں بھری ہوئی

تھا دوستو انکو خوف نہ یہ حشر تک رسی
ایسی یہ تھی روئی زخم جگر مین بھری گئی

بولے وہ مجھسے شعر نہ پڑھ اے شفیق زار
ساری غزل ہی تیری اثر مین بھری ہوئی

جب نہ لطف سے تیری بے پیر نظر آئی
دیوانے کو جوش آیا زنجیر نظر آئی

انکو تو نہین دیکھا تصویر نظر آئی
گو خواب نہین دیکھا تعبیر نظر آئی

تلوار کوئی دیدے جو اپنا گلا کاٹون
اوس چشم مین سرمی کی تحریر نظر آئی

بوسہ نہ دیا مینے خنجر کی طرف دیکھا
بگڑی ہوئی کیا میری تقدیر نظر آئی

کس شوق مین دل تڑپا گردن کی رگین کھینچ گئین
جب ہاتھ مین قاتل کے شمشیر نظر آئی

پھیرے ہوئے آنکھ اوٹھی ہم یار کی محفل سے
غیرونکی سوا جب دم توقیر نظر آئی

ظالم کو ہوئی اپنے اوسوقت پشیمانی
حالت مری جب اونکو تغییر نظر آئی

اوس بت کو جہان دیکھا حیرت ہوئی عالم کو
اللہ کی قدرت کی تصویر نظر آئی

تلوار لگا ہین [illegible] ابرو کو کمان پایا
جو تیری مژہ دیکھی اک تیر نظر آئی

وہ وقت شفیق آئے احباب کہین مجھسے
گر شکر خدا قبر شبیر نظر آئی

سب قیدیونکو گھر سے جانے سے یاس ہے
دیوانہ ایک مر گیا زندان اوداس ہے

اے دل سمجھ لے تیر قضا اونکے پاس ہے
اتنی سی زندگی پہ بہت بیحواس ہے

قدرت ہوئی کہ خاک مین اوسکو ملا دیا
اب مجھسے پوچھتے ہین کہ دل تیرا پاس ہے

ٹانکے جگر مین دینا تھا دلمین لگا دئے
او بخیہ گر سنبھل ذرا کیون بدحواس ہے

دیوانہ ایک تھی کہتا ہے دشت مین
فرہاد و قیس مر گئے صحرا اوداس ہے

بولے ملازمون سی رہے یادگار یہ
جسکو کیا ہے قتل یہ اوسکا لباس ہے

دیوانہ رو نہ کہتا ہے اے نامہ بر بتا
میرا جواب خط بھی کوئی تیرے پاس ہے

سنسان رات کیسی ہی ہر سو اندھیرا ہی
کفنایا مجھکو دوستون نے وہ بھی آگئے
مجھکو اثر نے عشق کی بیکار کر دیا
جب وہ نہ مجھکو قتل کرے وہ نہ آئنگی
ارمان آج مر گئے اندھیر ہو گیا
فرہاد قیس ہجر مین کچھ دن جیے ضرور
دشمن کا کیا ذکر کوئی دوست بھی نہین

اللہ کیا مری شب فرقت اداس ہی
ہنس ہنس کے کہہ رہی ہین یہ کیسا لباس ہی
ہین بھی اداس ہون مرا دل بھی اداس ہی
کیا موت کو مری مرے قاتل کا پاس ہی
یہ دلکا غمکدہ مرا کیسا اداس ہی
مجھکو شب فراق مین جینے سے یاس ہی
اللہ کس قدر مری میت اداس ہی

فرہاد و قیس سے بھی سوا تیرا نام ہے
سب کہتے ہین شفیق تجھے عشق راس ہی

کسی سبب سے کوئی جی نڈھال ہوتا ہی
سبب سے غیر کے اونکو ملال ہوتا ہی
کہا تھا غیر سے مرنیکو ہم مری پہلے
اک آہ گرم سے بلبل کی جلکے خاک ہوا
وہ مجھسے ہوتے ہین ناراض غیر سنتے ہین
نمک چھڑکتے ہین ہنس ہنس کے مجھسے کہتے ہین
یہ کہکے اوٹھ گئے سب رند بزم واعظ کی
حسین جو ہین تو نزاکت بھی بڑھ گئی ایسی
ہم ایسے ہجر کے مارے وہین ہوچکے ہین
وہ مجھسے کہتے ہین ناخن تراش کر اپنا
اثر مریض کا چارہ گر دنیہ اتنا ہے
اوٹھا نہ سیج مرے اقربا نے یہ کہکر

ہنسی کی بات مین اونکو ملال ہوتا ہی
وہ ہنس رہی ہین مجھے اشتعال ہوتا ہی
کہا کسی سے کسیکو خیال ہوتا ہی
قفس مین سنتے تھے لوہی کا حال ہوتا ہی
اب اونکی بزم مین دوسرا ملال ہوتا ہی
تمھارا زخم جگر اندمال ہوتا ہی
یہان جب آؤ حرام حلال ہوتا ہی
اب اونکو بار ہمارا خیال ہوتا ہی
جہان نہ نام کو ذکر وصال ہوتا ہی
یہ آسمانیہ جا کر ہلال ہوتا ہی
وہ مر رہا ہے اودھر غیر حال ہوتا ہی
جگر کے گھاؤ کا بھرنا محال ہوتا ہی

تمھارے حلم سے ملتا ہے کچھ نہ کچھ مجھکو
بلند جب مرا دست سوال ہوتا ہے

شفیق موت کے دن ہین ترقیان کیسی
گیا جو وقت اب اوسکا خیال ہوتا ہے

سمجھے تھے سست مر چھوٹا رنج وطن سے چھوٹے
تھا شاعر دلکا گلشن جسمین خزان نہ آئی
احباب کی تھے جلسے تھے لطف کیسے کیسے
جو گھر مین تھی مصیبت ہم جانتے تھے راحت
پیری نے جب ستایا رخصت ہوئی وہ مجھسے
صیاد دیکھ رہا ہی کیسے تھے میری قیدی
کہتے ہین دوست اسکو لیٹا ہوا ہو ویسے
ہاتھون نے ہنسکے اپنے اپنے گلی کو کاٹا
تھا قتل مجھ جو انکا تو لید خون سوا تھی
ویسے ہمارے زلفین بل کھا کے کہہ رہی ہین
غربت مین موت آئی صحرائے پرخطر مین
اے میرے تیر افگن جب مشق کا مزا ہے
صیاد کی خوشی سے ہم رہ گئے قفس مین
کیسے زمین پہ گر کے وہ خاکمین ملے ہین

اب اسپہ مر رہے ہین اہل وطن سے چھوٹے
کچھ دل ہی جانتا ہے جیسے چمن سے چھوٹے
دنیا سے گویا چھوٹے اوس انجمن سے چھوٹے
قسمت سے ہے شکایت پھر بھی وطن سے چھوٹے
ایک ایک کر کے دندان میرے دہن سے چھوٹے
جب مر گئے تو پھر کیا گرفت کہن سے چھوٹے
مرکر خیال شیرین کیا کوہکن سے چھوٹے
ہم جیسے قید ہستی یا بانکپن سے چھوٹے
فوارے کیا لہو کے میرے کفن سے چھوٹے
ممکن نہین ہے قیدی ایسی رسن سے چھوٹے
کسطرح میرا مردہ زاغ و زغن سے چھوٹے
فوارہ میرے خونکا ہر موئے تن سے چھوٹے
جن جنکو چھوٹنا تھا سو سو جتن سے چھوٹے
جو ٹوٹ کر ستارے چرخ کہن سے چھوٹے

جب لکھنؤ کو چھوڑا چھوٹا شفیق دل بھی
چھوڑا غزل کا کہنا جب اہل فن سے چھوٹے

لائی ہر سانس مین ہنگام سحر کیسی ہے
آنکھ سے آنکھ لڑی تیر پڑا سینے پہ

آج جانا تری ہی زخم جگر کیسی ہے
کوئی دیکھے مرے قاتل کی نظر کیسی ہے

تیغ ابرو کا کیا وار تو تمنے اچھا
کھینچ جو آنکھ مین رکھی وہ سپر کیسی ہے

آفتین لاکھ ہوئین آنکھ نہ جھپکی میری
دیکھنا ہے شب فرقت کی سحر کیسی ہے

تیر دلپر نہ پڑا ہو گیا بسمل کیسا
ارے جلاد تری سیدھی نظر کیسی ہے

وصل کی شب مین جگاتا ہون انھین رہ رہ کر
چاندنی دیکھنا یہ وقت سحر کیسی ہے

مین عدم جاتا ہون روتے ہین احبا میرے
بدشگونی یہ مری وقت سفر کیسی ہے

ضبط کرتا ہون تو چھپ کے عیان ہوتا ہے
اُف چمک آج تری درد جگر کیسی ہے

ضبط اب آہ مین کرتا ہون مجھے روک نہین
یہ بتا دے مجھے امید اثر کیسی ہے

سکے دل تھامتے ہوئے گھر سے وہ باہر نکلے
دشمنون کیون مری مرنیکی خبر کیسی ہے

قاصد آیا ہے نہو جاؤن کہین شادی مرگ
جلد مین دیکھ لون اس خط مین خبر کیسی ہے

الفت اوس شوخکی برستی ہے سر آفتین
خوف آتا ہے نہین اسکو نظر کیسی ہے

سب حسینان جہان پیش نظر ہین میرے
ایک تصویر پہ پڑ دیکھے ادھر کیسی ہے

فاتحہ کے لئے کون آیا ہے یارب ایسا
آج تربت پہ مری لوبے اگر کیسی ہے

ساکن ملک عدم پوچھتے ہین مجھسے شفیق
اب بتاؤ کہ وہان قبر کیسی ہے

یہ حکم ہے سب ساتھ ہون وہ شخص جدھر جائے
ناواقف الفت ہے یہ کچھ کھا کے نہ مر جائے

دل سامنے آنکھون کے جو دم توڑ کے مر جائے
پھر کسکی عیادت کے لئے درد جگر جائے

سب طالب دیدار رہین دلکو سنبھالے
وہ بام پہ آتا ہے ذرا اور سنور جائے

پھر سنہ کے چھپانیکا مزا تجھکو دکھاؤن
ظالم مرے دلمین تری تصویر اوتر جائے

دیوانہ جو زندان مین نیا آیا ہے شبکو
کہتے ہین خبر میری اوسے شام و سحر جائے

فرمایا کہ یہ آپ ہی بیمار پڑا ہے
کیا اوسکی ہو تدبیر جو خود آپ ہی مر جائے

فرہاد نے تیشہ کو اوٹھایا ہے یہ کہکر
دنیا مین اگر آئے تو کچھ کام بھی کر جائے

یہ پرسش اعمال میں تعجیل فرشتو — سب حال مرا سننا ذرا دل تو ٹھہر جائے
دنیا کے اٹھانے دیا مجھکو جواب آج — اب آپکا یہ صاحب آزار کدھر جائے
کیسی شب وصلت ہی گئی جائیں جو باتیں — خوش ہوں انھیں قصوں میں اگر عمر گذر جائے
جلاد بجز میرے نہو دوسرا گھایل — میں سامنے ہوں جس سمت ترا تیر نظر جائے
اے دوستو تم جاؤ نہ بہلے گا مرا دل — ممکن نہیں یا تو نہیں شب ہجر گذر جائے
گردن یہ مری پھیر کے خنجر کو ہٹالے — ظالم ترے ہاتھوں میں کہیں خون نہ بھر جائے
دیوانے سدا دشت میں سوتے ہیں یہ کہکر — ایسا نہو سونے میں کہیں لطف سحر جائے
آیا ہے کوئی بام پہ زینت کئے پوری — دل تھام کے اوس سمت سراغ دلبر جائے
کمسن ابھی جلاد ہے کیا قتل کریگا — تلوار چمکنے سے کہیں آپ نہ ڈر جائے
آئے نہ عیادت کو یہ اچھی ہے مسیحائی — پر خوف ہے یہ بھی کہیں بیمار نہ مرجائے
اب دیکھتا ہے مجھکو تبسم کی نظر سے — یہ ہجر کی آفت نہ کہیں غیر کے سر جائے
بیمار کراہا تو ڈھکا سر کو یہ کہکر — کانوں میں مرے یہ کہیں آواز نہ بھر جائے

دولت بھی جوانی بھی شفیق آپنی کھوئی
اب سوچ میں بیٹھے ہیں کہ یہ وقت گذر جائے

مدت ہوئی فرقت کو کیا وصل کو ہم کہتے — ٹلجاتے جو وہ ہمکو کچھ رنج و الم کہتے
وہ بات اگر منہ سے کچھ اپنے صنم کہتے — سو مرتبہ سنتے وہ سو مرتبہ ہم کہتے
یہ جھوٹ ہے غیروں نے ہم قصۂ غم کہتے — اوس وقت بگڑنا تھا اگر آپ سے ہم کہتے
گر قیس ہمیں ملتا دونوں کا بہلتا دل — کچھ قصۂ غم سنتے کچھ قصۂ غم کہتے
ہمنے جو اونھیں دیکھا کچھ ہوش نہ باقی تھا — کس بات کو ہم سنتے کس بات کو ہم کہتے
اک وار میں ہوجاتے گر قلب و جگر گھایل — ہم بھی ترے ابرو کو شمشیر دو دم کہتے
اے دل تری حالت کو سنتے نہیں وہ بالکل — گر کچھ بھی اثر لیتے سو مرتبہ ہم کہتے

اے دل نہ بگڑ اتنا ہی عقل تری کیسی — وہ ملنے کو آئے تھے ہم قصۂ غم کہتے

گذرے ہین جو دنیا سے امید تھی یہ اونسے — وہ خواب ہی مین آکے کچھ حال عدم کہتے

اے دوستو یہ کہنا دم بھر کے لئے آتے — فرصت جو نہ تھی تمکو ہم حال بھی کم کہتے

وہ وقت اخیر آئے غفلت تھی ہمین زاہد — کیا اونکی زبانین تھین کیا دیدۂ نم کہتے

اوٹھتے جو وہ پہلو سے اوسوقت تو آجاتی — اے موت تجھے ہم بھی پھر تیز قدم کہتے

لکھا ہی مجھے خط مین باعث یہ آنے کا — ہم تمکو اگر ملتے تم قصۂ غم کہتے

گر ایک اشارے سے اغیار کو موت آتی — وہ بھی تری ابرو مین تلوار کا خم کہتے

وہ ظلم جو کرتے تھے ہم اوسکو کرم سمجھے — وہ ہنسے بگڑ جاتا گر ہم بھی ستم کہتے

اوٹھے جو وہ صحبت سے روکا نہ اونہین تا ہم — یہ کام تمھارا تھا کس طرح سے ہم کہتے

ارمان شفیق اتنا بس دلمین رہا باقی
وہ قصۂ غم سنتے ہم قصۂ غم کہتے

وہان زخم یہ باتین کیا کرتے ہین مرہم سے — ہماری زندگی بس ہی خدنگ ناز کی دم سے

کہا بلبل نے ہمکو رشک آتا ہی کہین کس سے — یہ گل کچھ راتکو باتین کیا کرتے ہین شبنم سے

اک آہ سرد سے سب دل جگر کے زخم آئے ہین — یہ سب شاداب گلشن ہی ہماری چشم پرنم سے

خدا کیواسطے اے درد پہلو سے نہ اوٹھ جانا — مزا ہی زندگی کا دلکو میری تیری ہی دم سے

قدر انداز تو کیا جانے دلمین تیر انقشہ ہی — لگانا تیر سینے پر ٹھکانا پوچھکر ہم سے

مثال ابر باران خون کی بوندین ٹپکتی ہین — کسی کی تیغ بران سے کسیکی چشم پرنم سے

تصدق مین اوسی کے بن گیا یاقوت رمانی — بہت گلنار پتھر ہو گئے فرہاد کے دم سے

شفیق اہل محلہ سب ترے آگے کہتے ہین
ہماری نیند اوڑتی ہی تری راتونکے ماتم سے

نزع مین آنا ہوا وجہ مباہات مجھے — حشر تک یاد رہیگی یہ ملاقات مجھے

اب مرے سامنے آنے کہ نہیں دوش ہوا
جلسے احباب کے باغون مین رہا کرتے تھے
مجھسے اور آپسے کچھ لطف کی باتین ہوتین
ہاتھ پہلو پہ ہے ایک ایک مین ہے تیز چھری
پوچھئے دل سے مرے شعر کی کیسی ہے زمین
گر اجازت مجھے ہوگی تو ضرور آؤنگا
مدتین گذرین کہ تائب ہوا میخاری سے

یاد آتی ہی نہین کہنی کتنی جو بات ہے مجھے
یاد آتی ہے بہت اگلی وہ برسات ہے مجھے
زندگی بھر نہ کوئی ایسی ملی رات ہے مجھے
دل بیتاب کی کرنا ہے مدارات ہے مجھے
خاک جب چھانی تو ملنے لگی ذرات ہے مجھے
آپکے ملنے کے معلوم ہین اوقات ہے مجھے
آج بھولا کا نا تھا پھر پر خرابات ہے مجھے

میرے احباب کی یہ مجھپہ عنایت ہے شفیق
وہ ہمیشہ ہی کہا کرتے ہین خوش ذات مجھے

ہم اوسکی دید سے مایوس و اشکبار آئے
پکارتے ہین خزائین تمہاری دیوانے
یہ لوگ گور غریبان مین سوئے ہین کیسے
خزانکے دور مین اشکو نے تر کیا صحرا
ادائین کہتی ہین یہ بھی اونھین سکھاؤنگی
خدنگ ناز جو لیٹے تو مینے اونسے کہا
جہانین انکو تغافل شعار کہتے ہین
سب اونکے دیکھنے والے کلیجہ تھامتے ہین
کسی کے عشق مین صحرا نشین بخود ہین
خزانین کہتے ہین دیوانے بغیر از نسیم
یہ چارہ گر نے کہا اب یقین کامل ہے
سنا ہے مر گیا اس سے ہمین بھی یاد آیا

امید وار گئے تھے امید وار آئے
الہی اب تو اجل آئے یا بہار آئے
جواب کچھ نہین سو بار ہم پکار آئے
یہ چاہتا ہون کسی طور سے بہار آئے
کسی سے بات کرین وہ کسیکو پیار آئے
کہا یہ نے آپ جو ہو دلکے دوستدار آئے
جو مٹ گیا تو مرا ڈھونڈھنے مزار آئے
یہ کسکے لباس سے ماتم مین سوگوار آئے
انھین خبر بھی ہنوز یہ پا جو خار آئے
گھٹا نہ آئے کسی سمت سے غبار آئے
جگر سے تیر جو نکلے لہو کی دھار آئے
کہین یہ ہم دل گم گشتہ کو پکار آئے

تمام عمر نہ پورا ہوا کوئی وعدہ
اب اونکی باتکا کسطرح اعتبار آئے

شفیق دفن مین تعجیل کا سبب یہ ہوا
سبھونکے کاندھے پہ اک بوجھ تھا اوتارائے

آنکھ سے آنکھ لڑے تیر نظر یار بڑھے
خون دل پینے کو میسر لب سوفار بڑھے

جان نثاران محبت یہ دعا کرتے ہین
ہم بھی جیتے رہین اور حسن کی سرکار بڑھے

تیرے دیوانیکی عزت نہین مجنون سے کم
دیکھا وحشی کو ترے دشت مین اور خار بڑھے

مجھکو دیکھا جو تڑپتے تو اوٹھے گھبرا کر
مرتے دیکھا تو مری جانکے مختار بڑھے

مصلحت اپنی جسے آپ سمجھتے ہین خوب
چھپکے پردے مین جو بیٹھے تو خریدار بڑھے

قید سے چھوٹے تو دیوانونکا مجمع ہوگا
طول مین اور ذرا وادی پر خار بڑھے

دلسے نکلے جو مرے بام فلک تک پہونچے
حوصلے اور ترے آہ شرربار بڑھے

سچ تو یہ بات ہے وہ موجد آرائش ہین
اونکو دیکھا تو زمانے مین طرفدار بڑھے

نیچی نظرون سے جو دیکھا ہے متاع دل کو
مسکراتے ہوئے کیا دلکے خریدار بڑھے

خاک مین مجھکو ملایا ہے تری گردش نے
ظلم کچھ اور ترا چرخ ستمگار بڑھے

مجھکو امید ہے تو قتل کریگا شبکو
ساتھ قد کے ترے نادان تری تلوار بڑھے

منہ پہ رہتے ہین بہت مہندی لگی ہاتھ اونکے
فکر یہ ہے کہ کہین سرخی رخسار بڑھے

آدمی وہ ہے ہر اک کام کے آگے جائے
گر زمانے کیطرح قوت رفتار بڑھے

اک نظر دور سے دیکھا تو اوسے غش آیا
ہوش مین آکے تو پھر طالب دیدار بڑھے

قتل ہوجاؤن مگر ایک نظر دیکھ تو لون
میرا قاتل بھی کہین کھینچ کے تلوار بڑھے

تیرے ساقی کا تلون بھی مزہ دیتا ہے
کبھی مینخوار گھٹائے کبھی مینخوار بڑھے

کسطرح حضرت موسی کو نہ دکھایا جلوہ
حشر تک اور بلندی تری کہسار بڑھے

عمر بھر غور کیا اور نہ سمجھا عاشق
ایسے خوبی سے ترے گیسوی خمدار بڑھے

بعد یوسف کے اگر مصر مین ہو کوئی وہ حسین
اونکو یہ عذر نزاکت ہی کہ چلنا چھوٹا

مجھکو امید ہی پھر گرمی بازار بڑھے
ہمکو حسرت ہی رہی موت کی رفتار بڑھے

اسکو خواہش ہی ترا دل بھی شفیق ایسا ہو
خوف ہی مجھکو حسینوں مین نہ تکرار بڑھے

متفرقات

وہ جو ناراض ہوئے اشک ہمارا ٹھہرا
حکم اونکا تھا تو بہتا ہوا دریا ٹھہرا

ضعف اوٹھنے نہین دیتا ہی قدم مجنونکی
اپنے ناقے کو ذرا دشت مین لیلا ٹھہرا

ابھی دلجوئی بیمار تجھے لازم ہے
تیرے ہنسنے سے مرا دل بھی مسیحا ٹھہرا

وہ بھی رویا کئے منہ ڈھانپ کے میت پہ مری
اونکے کوچے مین بہت دیر جنازا ٹھہرا

جوش گریہ نے بڑھا ایسا کہ ڈبویا مجھکو
ایک دم بھر نہ مری اشکونکا دریا ٹھہرا

رکھتے ہی جل کے ہوا خاک نہ کچھ دیر لگی
زخم سوزاں پہ نہ اک آن بھی پھاہا ٹھہرا

عمر بھر ساتھ مری اوسکو بھی گردش ہی رہی
دل نہ ٹھہرا مری قسمت کا ستارا ٹھہرا

ناوک افگن ترے ناوک سے تعلق یہ ہی
تیر جب آکے پڑا دل بھی ہمارا ٹھہرا

منزل عشق بھی اوس پر نہ ہوئی طے ہم سے
ایک دم بھر نہ کبھی پاؤں ہمارا ٹھہرا

مینے دم توڑا تو منہ پھیر کے سب لوگ اوٹھے
پاس میرے نہ کوئی اپنا پرایا ٹھہرا

ہم جو مر مر کے وہان پہونچے تو ہی شکر کی جا
کوئے جانان عدم آباد کا رستا ٹھہرا

قبر مین ساتھ مرے دلنے تڑپنا چھوڑا
بعد مرنیکے بھی ٹھہرا تو کہو کیا ٹھہرا

مینے جب غور کیا آئے وہ آنکھوں مین مری
مجھسے اور یار سے جس [illegible] ٹھہرا

وصل ہو یا کہ شب ہجر یہ تڑپا ہی کیا
کوئی حالت ہو مگر دل نہ ہمارا ٹھہرا

جی گیا مین دل مردہ بھی تڑپنے ہی لگا
جب مری قبر پہ کچھ دیر مسیحا ٹھہرا

مجھکو دیکھا تو وہ گھبرا کے یہ فرمانے لگے
ہین ترے پاس ہیون اب دلکو خدا را ٹھہرا

شب فرقت مین مری جان بچائی کسنے
یار کا نام لیا جب دل شیدا ٹھہرا

ہجر مین سینۂ سوزان بھی شفیقؔ ایسا ہی
دل جو ٹھہرے تو سمجھ آگ پہ پارا ٹھہرا

نبی جتنے ہین اونکا سردار احمدؐ
خدائی کا اوسکی ہے مختار احمدؐ

یقین ہے گنہگار ہم بخشے جائین
ہے امت کا اپنی طرفدار احمدؐ

نہ ہم عاصیونکو وہان بھول جانا
جنان مین جو ہو تیرا دربار احمدؐ

پڑھایا ہے کفار کو تو نے کلمہ
جہان پر کھنچی تیری تلوار احمدؐ

ترے عاشقونکے ہوئے دل تصدق
جو دیکھی تری زلف خمدار احمدؐ

زمین پر جہان نقش پا تیرا دیکھا
تصدق ہوا چرخ دوار احمدؐ

قدم تو نے جب حوض کوثر پہ رکھا
پہونچ جائین گے تیرے میخوار احمدؐ

وہی شکل بخشش وہی راہ جنت
میسر جو ہو تیرا دیدار احمدؐ

ترے نام پر جیتے ہین مرنے والے
ہوئی زندگی اونکو دشوار احمدؐ

تمنا رہ الفت مین تیری کر دینین
زبان سے کہون اپنے سو بار احمدؐ

خدا سے سفارش کرو حشر مین تم
سزا پا رہے ہین گنہگار احمدؐ

جنھین عشق تھا حشر تک مر کے پہونچے
دکھا دینا اون سبکو دیدار احمدؐ

ادہر موت آئی گئے وہ جنان مین
جو تھے ولے تیرے طرفدار احمدؐ

رہے ہوش مین مرنے والے تمہارے
زبان سے کہا آخر کار احمدؐ

شفیقؔ ایسے جاہل کو تو بخشوانا
نہین اور کچھ مجھکو درکار احمدؐ

کیا مبارک ہوئی بلبل کو نظارے صیاد
سبب قید ہوے تیرے اشارے صیاد

کہا بلبل نے کہ نوچے ہین تو برباد مگر / دفن کر باغ مین یہ پر مین ہمارے صیاد
کہا بلبل نے کہ اسطرح مرا دل چھیدا / جہان ارمان تھی وہین تیر اوتاری صیاد
زخم دل ڈالے ہین تونے تو مری پاس سی ہٹ / آتش افسردہ مین سب خونکی شراری صیاد
دام پھیلا دیا بلبل کو گرفتار کیا / چھپ کے بیٹھا رہا گلشن کی کناری صیاد
صید یون نی تجھے دیکھا تو تڑپتا چھوڑا / سب ہین خاموش تری خوف کی ماری صیاد
جان پر کھیل گئی ظلم نہین اوٹھ سکتا / تیرے قیدی ہین بہت گور کناری صیاد
جاکے دربان نے کہا ہوگئے قربان تجھپر / تیرے مہمان قفس آج سدھاری صیاد
مرکے بھی بلبل ناشاد کبھی جی اوٹھے / اپنے قیدی کو اگر آکے پکاری صیاد
کہا بلبل نے مجھے شربت دیدار پلا / اب زبان خشک ہوئی پیاسکے ماری صیاد
بلبلین کہتی تھین روزن ہین قفس کی جتنے / ہم اسیرونکی ہین قسمت کی ستاری صیاد
اس رہائی سی تو بہتر ہے کہ تو قتل کرے / ابتو شل ہوگئے بازو بھی ہماری صیاد
اسکی غفلت سی ہوئی قید مین سبکو تکلیف / سامنے آتا نہین شرم کے ماری صیاد
زخم گریبان سی جو کچھ خون کی قطرے نکلے / یہ سمجھ لے وہ مری دلکے ہین پاری صیاد

اپنا دل آپ پھنسائیگا شفیق ایسا ہے / اپنی زلفون کو ذرا اور سنواری صیاد

اطاعت مین تمھاری دل مرا ہو پارسا ہوکر / بتو قدرت نمائی کرتے ہو فرضی خدا ہوکر
پھنسے دریائی غم مین آپ کرکے تجربہ حاصل / ڈبوئی میری کشتی حضرت دل ناخدا ہوکر
دیا مجھکو جو نامہ مین خوشی مین جا بنسے گذرا / یہان قاصد بھی گر آیا تو پیغام قضا ہوکر
مجھے جو پوچھتا ہی بعد میرے ہنسکے کہتے ہین / کسی گوشے مین جا بیٹھے ہین وہ ہمسے خفا ہوکر
مجھے سمجھانیکا جب لطف حاصل ہو تجھے ناصح / کہ چندے ٹھوکرین کھائے کسی پر مبتلا ہوکر
ذرا سینے مین ایجان رہنے دیجے اپنے تیرونکو / کہ اسنے خون ٹپکیگا مرے دلسے جدا ہوکر

مرا دل گرتے ہو پامال اگر تم خون سے بچنا
تمہارے پاؤں سے لپٹے گا یہ رنگ حنا ہو کر

نظر نیچی ہی ماتھے پر پسینہ آیا جاتا ہی
ابھی خلوت مین آئے ہو مگر شرم و حیا ہو کر

حسینونکو بچاتا ہی خدا کس کس بناوٹ سے
بلا جو سر پہ آئی رہ گئی زلف رسا ہو کر

نہین جب مانگتے تھے ہم تو ہمکو حرص بھی کم تھی
ہوس بڑھنے لگی کچھ اور مصروف دعا ہو کر

شفیق زار کہتے ہین وہ یہ میری ستانیکو
وفا کا نام تمنے کھو دیا اہل وفا ہو کر

آبلہ پا ہون تو کس کسکا ہی احسان سر پر
میرے رکھتے ہین قدم خار مغیلان سر پر

پھیلی ہی رات ہی ناواقف الفت پہ کٹھن
آفتین سیکڑون آئین شب ہجران سر پر

ہمہ تن ڈھیر ہی مٹی کا کوئی دیوانہ
ایسی اوڑا اوڑ کی پڑی گرد بیابان سر پر

ایسا سب شور مچاتے ہین کہ جسکی نہین حد
سب کو دیوانے اوٹھا لیتے ہین زندان سر پر

شام ہوتے ہی چمکنے لگے لاکھون جگنو
لطف دیتے ہین بہت ذرۂ افشان سر پر

تیری ان بانکی اداؤن نے مجھے مارا ہی
کسطرح آج دوپٹہ ہی مرے جانان سر پر

تیرا دیوانہ اوسے جانکی طرح رکھتا ہی
کبھی دلبر کبھی تصویر گلستان سر پر

سر کو پھوڑا ہی تو زخمونکی ہوئی گلکاری
تیرے وحشی نے بنایا چمنستان سر پر

بکھرے کیا منہ پہ تری بال ہین گھونگھر والے
حسن دیتی تھی بہت زلف پریشان سر پر

بت ناداں جو مرا مانگ مین سیندور بھرے
آفتین آئینگی پھر گبر و مسلمان سر پر

کوچۂ یار مین بھی حسرت دیدار رہی
کہکے یہ خاک اوڑاتا ہی پر ارمان سر پر

سینکے قاتل نے مرے برق گرائی کیسی
یک بیک آہی گیا موت کا سامان سر پر

اے شہ حسن اگر حکم ابھی تم دیدو
پریان لے آئین ابھی تخت سلیمان سر پر

حال میرا ہی برا مجھکو تسلی دیکر
ہاتھ رکھتے ہین مری جان کی خواہان سر پر

دل جگر تجھپہ تصدق کرون جان بھی دیدون
تو اگر آ تو بٹھا لون تجھے مہمان سر پر

ہے شب قدر مین بس خوبی اعمال پہ بہا
کبھی سجدے کیے رکھا کبھی قرآن سر پر

وحشیوں مین کبھی قرار مرتبہ ایسا ہی شفیق
قیس رکھتا ہے ترا تار گریبان سر پر

جان میری ہے اسی یار وفادار کے ساتھ
تن بھی تڑپ بے گا ہمیشہ دل بیمار کے ساتھ

مر دے بھی اوٹھتے ہیں پازیب کی جھنکار کے ساتھ
یہ بھی فتنہ ہے قیامت تری رفتار کے ساتھ

میری سمجھانے سے آنا تو اثر او نپہ ہوا
اب نہیں گھر سے نکلتے کبھی اغیار کے ساتھ

اب نہ درمان نہ دوا اور نہ شفا موت آئے
سب یہ سامان گئے صاحب آزار کے ساتھ

دل کو کچھ عقل نہیں آئی یہ نادان رہا
یہ ہمیشہ ہی رہا کرتا ہے ہشیار کے ساتھ

دیکھنے والوں کی اب جان کا بچنا ہے محال
اور معشوق نکل آئے مرے یار کے ساتھ

دلکو مدہوش بناتی ہیں تشیلی آنکھیں
کچھ عجب نازہے مخمور ہیں میخوار کے ساتھ

یون تو مرنیکو ہزارون ہی ہیں مرنیوالے
کوئی جانباز رہا ہے مرے جفا کار کے ساتھ

خوبرویان جہان سے نہیں مطلب ہے اوسے
آسمان ظلم کیا کرتا ہے ناچار کے ساتھ

ساتھ نظروں کے تری جنبش ابرو بھی ہو
تیر بھی چلتے ہوں ظالم تری تلوار کے ساتھ

اوسکی فریاد پہ صیاد اگر توڑتا ہے
جان بلبل کی نکل جائیگی منقار کے ساتھ

تیر افگن مرے سینے مین اسے رہنے دے
سب لہو دلکا نکل آئیگا سوفار کے ساتھ

کیا تماشہ ہے کہ آئینہ جو دیکھا اوسنے
سانپ لہرانے لگے گیسوئے خمدار کے ساتھ

اے مسیحا دم آخر وہی کچھ کام آئی
عمر بھر موت رہی تھی ترے بیمار کے ساتھ

رات بھر گذری شفیق آپ ذرا یاد کریں
اوسنے اقرار کیا تھا مگر انکار کے ساتھ

جام ہی لینا بنوٹ سے کبھی سرشار ہو جانا
کہیں تم تنتے ہی بنتے نہ بادہ خوار ہو جانا

عیادت کو مری آتے ہیں وہ خوش قسمتی میری
مبارک ہو مجھے اس طور سے بیمار ہو جانا

بہی رازو نیاز عشق کا حاصل ہوا اچھا
ذلیل اونکو دیکہے عالم مین ذلیل وخوار ہو جانا

تری دونو ادائین ابروئے خم دار اچھی ہین
عنایت سے جھکین کہنچکر کبھی تلوار ہو جانا

صفائی ہم تری تیر نگاہ یار دیکھین گے
اشارہ مین ہمارے دل جگر کے پار ہو جانا

تمھین نام خدا بڑھنا مبارک ہو یہ دل بولا
اوسی قد کے برابر گیسوئے خمدار ہو جانا

مسیحا آنکر پہر عیادت کہہ گئے مجھسے
تپ ہجران بڑھا کر صاحب آزار ہو جانا

ابھی کمسن ہو آرائش پہ آرائش کی کوشش ہے
شباب آئے حسینون بھر نئے پھر سردار ہو جانا

سمجھ مین کچھ نہین آتا یہ الفت کی کرامت ہے
اونھین دل دیکر اپنی جان سے بیزار ہو جانا

ہوئے گلنار میرے خون سے بالکل سراپا لو
وہ دشمن کی شکل سے کوئی زمین پار ہو جانا

دکھا کر اپنا جلوہ ہنسکے وہ کہنے لگے مجھسے
کسی دن اور بھی اے طالب دیدار ہو جانا

کوئی بھی بات ہو تیوری چڑھائی ہو مجھسے دور رہی
کہین اکدن نہ میرے قتل پر تیار ہو جانا

یہ دلمین ٹھان لی سب کچھ کہین گے یہ عجب ہے
گئے جب اونکے آگے صورت دیوار ہو جانا

مجھے نازک مزاجی اونکی اکدن مار ڈالے گی
ہنسی کی بات مین بھی ہر گھڑی تکرار ہو جانا

وہ گھر سے نکلے ہین دل چھپیان دیوانگی ہو
جہان نقش قدم بننا وہان گلزار ہو جانا

کوئی دیوانہ گر کر اوٹھ نہین سکتا قیامت ہے
کہ اوسکی چار جانب خاک کا انبار ہو جانا

اب اوسنے بات بھی کرنی بہت مشکل ہوئی مجھکو
گئے محفل مین ہم اور مجمع اغیار ہو جانا

کوئی بھی بات مین کہدون وہ سمجھین یا نہ سمجھین پر
زبان سے مین کہون کچھ بھی او دھر انکار ہو جانا

چلا یا بعد مدت کے شفیق اوسنے تمھین جاؤ
وہان ہی جا رکا کھٹکا ذرا ہشیار ہو جانا

بتایا کسقدر اخلاق سب پر مہربان ہوکر
زمین سے جھک کے خود ملنے لگا یہ آسمان ہوکر

ہوا مضبوط دل غم فرقتین میرا امتحان ہوکر
کرین اب ظلم مجھپر اکدل سخت آسمان ہوکر

خدا کی شان سے حیوانین یہ پردہ داری ہے
کہ یہ پانی کی چادر مین چھپی ہین مچھلیان ہو کر

حسینان جہانسے کب ہمین امید تھی ایسی
کرینگے ظلم بھی ہمپر شریک آسمان ہو کر

ابھی ہو بچپنا ہنس ہنسکے مجھسے بات کرتے ہو
مجھے تم قتل کر ڈالوگے اکدن نوجوان ہو کر

جو مین کہتا ہون وہ سب قید مین دیوانی کہتی ہین
شریک حال ہین سب میری میری ہمزبان ہو کر

جو مجھسے پوچھئے تو عید کے دنکا بہانہ ہے
دکھانے اپنی زینت آئی مجھپر مہربان ہو کر

کسی کے ہجر مین مجھسے تعلق غمکا ہی ایسا
رہا ہی تن بدن میں ہر میری مغز استخوان ہو کر

دل اونکے پاس سی آیا ہی اک مدت مین پھر جب بھی
نہ کچھ مجھسے کہے کمبخت اونکا رازدان ہو کر

یہ دل کہتا ہی مجھسے رہرو ونکی ٹھوکرین اچھی
رہونگا اونکے بھی در پر مین سنگ آستان ہو کر

ہوا مٹی کی رنگت میرا چہرہ ضبط کرنے سے
یہ سارا راز کھولے دیتا ہی درد نہان ہو کر

عیادت کو مری آئے ہین طنزا یہ کہتے ہین
اوٹھایا کوہ غم کسطرح تمنے ناتوان ہو کر

ترا ممنون ہوئین غور صادق تیرا کیا کہنا
رہی تصویر اونکی گوشۂ دلمین نہان ہو کر

معاذ اللہ ضبط آہ سوزان ہی بہت مشکل
اوڑا جاتا ہی سارا رنگ رخ میرا دھوان ہو کر

تماشائی ہین مقتل مین یہ کوئی مرنے والا ہی
سبھو نکو ہو گئی عبرت ہمارا امتحان ہو کر

یہ مجھسے غم کہتی ہی کوئی حالت تمہاری ہو
رہونگی ساتھ منزل ہجر مین گرد کاروان ہو کر

قدر انداز نے سیکھا ہی ایسا حسن اخلاقی
لگاتا ہی نظر کے تیر جھکتا ہی کمان ہو کر

لگائی تیغ ابروایک نے تیر نظر اوسنے
اوٹھے بزم حسینا سے تو ہم بھی خستہ جان ہو کر

ہمارے خواب مین آئے نظر نیچی کئے بیٹھے
رہا آنکھونکا پردہ بیچ اونکے درمیان ہو کر

کیا ہی ضبط گریہ سب رگونمین اشک پھیلے ہین
بنا طوفان کرتے یہ بھی عالم مین روان ہو کر

منانے سے نہین منتی ہین بگڑی ہین بہت زلفین
رہین گی یہ شریک گردش چشم بتان ہو کر

ملا ہے خون عاشق انگلیون مین دیکھتے نا وان
دکھائین گی یہ اپنا رنگ تجھکو تیلیان ہو کر

اوجاڑا آشیان اسنے تو وہ بجلی گراتا ہے
بہت زور آسمان کو ہی شریک باغبان ہو کر

مرا دیوانہ کہتا ہی کہ اوڑکے تا فلک پہونچون
یہ رفعت بیڑیون کی ہی تمہاری نردبان ہو کر

یہ ہر ہر ظلم چرخ پیر اکدن یاد ہی رکھنا — لباس نیلگون تیرا اوڑیگا دہجیان ہو کر
کہا یہ دل نے مجھسے حسرت و ارمانکا مجمع ہی — عدم جاتا ہون مین شوکت سے میر کاروان ہو کر

شفیق اتنا اثر گر شاعری مین ہو تو اچھا ہی
گلے سے اپنے لپٹا لین وہ مجھکو شادمان ہو کر

سہرا

چاہئے باندھ لے نوشاہ وہ سر پر سہرا — لیکے آئین جو یہان صاحب دختر سہرا
کائین کہتا ہے نوشاہ کے سر پر سہرا — آج چمکائیگا کس کس کا مقدر سہرا
باندھ کر بزم مین آیا ہی جو وہ مہر جمال — رخ روشن سے ہوا اور منور سہرا
اسطرف شوق اودھر شرم وحیا مانع ہی — چاہئے باندھنا دونو کے برابر سہرا
ایسی تقریب مین یہ مجھکو خوشی زائد ہے — آج دیکھیگا برادر کا برادر سہرا
خوف ہی اوسکو کہین مجھسے نہ شرماجائے کہین — اس لئے ناچتی ہی زلف معنبر سہرا
منتین مانتے والونکی مرادین آئین — آج ارمان بھری دیکھیگی مادر سہرا
اسطرح چال نہ چل حسن سے نظر بچکے لگے — پاؤن پر گرتا ہے نوشہ کے یہ کہکر سہرا
سر پہ نوشہ کے چڑھا ہی بڑی عزت ہی اسے — کیون نہو اپنے نصیبے کا سکندر سہرا
بڑھ گئے یہ باد بہاری نے خبر دی سبکو — لیکے گلشن سے آب نیکو ہے صرصر سہرا

شاعری کرتے ہوئے تیئس برس گذری شفیق
یہ نہ سمجھے کہ کہا جاتا ہی کیونکر سہرا

قطعہ

مدتون سے یہ سوچتے تھے ہم — بات ایسی تو کوئی کر جائین
دم جو نکلے تو اسطرح نکلے — دیکھنے والے لوگ ڈر جائین
جب خبر ہو محلے والون کو — سب کے سب آکے گھر مین بھر جائین

یہ قطعہ شفیق کا ہمن ہے

سر و پا کا نہ ہوش اونکو رہے
اپنے آپے سے سب گذر جائین

چشم حسرت مری کرے یہ اثر
چشم تر آئین نوحہ گر جائین

کہ رہے ہون عزیز لاشے پر
تمتو جانے ہو ہم کدھر جائین

سنکے اونکو بھی کچھ نہ تاب رہی
لیکے احباب جب جدھر جائین

ایسے مرنیکا نام ہے مرنا
یون تو مرنیکو آج مرجائین

قطعہ

کیا کیا حسین باغمین پھرتے ہین اتراتن
سب جھولیون مین اپنی گل تر لئے ہوئے

انکھیلیون کی چال جوانی کا جوش ہے
شانون پہ اپنے زلف معنبر لئے ہوئے

افشان لگا کے رات کو سوتی ہین یہ حسین
پیشانیون پہ لاکھون ہی اختر لئے ہوئے

عشاق قتل ہونگے اونسے بھی بیگناہ
ہاتھون سے ابروونکی ہین خنجر لئے ہوئے

چشمونکی اونکی پتلیان کیا قہر ڈھائینگی
آنکھون کے گرد پلکونکا لشکر لئے ہوئے

دنبالہ دار سرمہ سے ہوتا ہے یہ عیان
نیزہ سنیہ ہے چشم ستمگر لئے ہوئے

کیا ضو فگن دہن مین ہے دندانکی آب و تاب
جیسے صدف شکم مین ہو گوہر لئے ہوئے

ایسی حسین سیف زبانی دکھاتے ہین
گویا کہ لفظ لفظ ہے خنجر لئے ہوئے

کسطرح اپنا حسن چھپاتے ہین یہ حسین
زیر نقاب ہین مہ انور لئے ہوئے

باندھے ہوئے ہین اپنے دوپٹونکی گاتیان
سینے پہ اپنے حسن کا جوہر لئے ہوئے

دیکھا ہے ان حسینونمین کچھ لطف میکشی
ہین گورے گورے ہاتھونمین ساغر لئے ہوئے

جاتے ہین جھومتے ہوئے کیا سوی میکدہ
میخوار اپنے ساتھ برابر لئے ہوئے

ان مہوشونکو چھوڑ دے ہشیار ای شفیق
ہین تیرے واسطے مے احمر لئے ہوئے

قصیدہ در مدح حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ

ہے بنی زیب تمہین صاحب عرفان ہونا ‌ ‌ ‌ خوب شایان ہی تمہین شارح قرآن ہونا
راہ معبود مین یون چلکے بتایا سبکو ‌ ‌ ‌ اسطرح چاہئے ہی بندہ یزدان ہونا
تجھکو اچھا کیا معبود نے اے ختم رسل ‌ ‌ ‌ ہو مبارک تجھے خالق کا ثنا خوان ہونا
تجھکو اسطرح سے معراج ہوئی صلّ علیٰ ‌ ‌ ‌ پاس اللہ کے تیرا ہوا مہمان ہونا
تونے اے ختم رسل بات خدا سی کی ہی ‌ ‌ ‌ ابتو واجب ہی تجھی خرم وشادان ہونا
یہ بھی کیا کم ہی کہ تو عرش برین تک پہونچا ‌ ‌ ‌ اور پھر غیب سے دعوتکا بھی سامان ہونا
خوب محبوب کی خاطر یہ ہوئی وقت طعام ‌ ‌ ‌ پردۂ غیب سے اک ہاتھ نمایان ہونا
شب معراج کا سب حال دو عالم پہ کھلا ‌ ‌ ‌ مرضی حق نہ تھی اس راز کا پنہان ہونا
تو برا جانتا تھا سلطنت دنیا کو ‌ ‌ ‌ تیری تقدیر مین تھا فخر سلیمان ہونا
خوب اللہ نے بکنے سے بچایا ابتک ‌ ‌ ‌ آپکو زیب نہ تھا یوسف کنعان ہونا
فضل معبود سے یہ اوج مبارک ہو تجھی ‌ ‌ ‌ سارے خاصان خدا کا تجھے سلطان ہونا
منکرونکو ذرا اعجاز نمائی دکھلا ‌ ‌ ‌ تیرے قبضے مین ہی دشوار کا آسان ہونا
اور اک مطلع پر نور شفیق آج سنا ‌ ‌ ‌ جس سے ظاہر ہو ترا سب پہ سخندان ہونا

مطلع

تمپہ ظاہر ہی بے سر و سامان ہونا ‌ ‌ ‌ حشر مین امت عاصی کی نگہبان ہونا
سامنا خالق عادل کا ہی دیکھین تو حضور ‌ ‌ ‌ اپنی خود امت عاصی کا پریشان ہونا
جب چلین سوئے سقر اپنی بد اعمالی سے ‌ ‌ ‌ ہم گنہگارونکے اوسوقت نگہبان ہونا
جانتے ہین کہ قیامت مین بھی ہونا ہی یہی ‌ ‌ ‌ ہمکو خود اپنے گناہونسے پشیمان ہونا
مردہ دل امت عاصی ہی جلادے مولا ‌ ‌ ‌ اوسکے کام آئے ترا عیسی دوران ہونا
اپنا دیدار دکھا اسکی خبر ہے تجھکو ‌ ‌ ‌ تیری امت کا مریض تپ ہجران ہونا

ہم گنہگاروںکو یہ باور ہے گا مولا — آپکے صدقے سے کم بوجھکا طوفان ہونا
حشر مین تیری سفارش سے ملیگی جنت — دیکھنا امت عاصی کا بھی شادان ہونا
حشر مین فخر خدا کم ہوا باعث سے تری — ہور سولوں کو ترا بندۂ احسان ہونا
دو جہان ہین ترے قدمو ںسے منور مولا — اس سے ظاہر ہے ترا مہر درخشان ہونا
تیری ہی نور سے اسلام نے رونق پائی — تیری باعث سے ہے امت کا مسلمان ہونا
سچ تو یہ بات ہے اسلام کی عزت رکھلی — آپکے بچّوںکا امت پہ سے قربان ہونا
مرتبہ تیرا دو عالم مین ہے یہ ختم رسل — تہا نواسے کا لقب شاہ شہیدان ہونا
اب یقین ہوتا ہے خاتون جنان کے باعث — مشکلین امت عاصی کی بھی آسان ہونا
در جنت مین گذر امت عاصی کا ہو — شان ہے آپ ہی کی مالک رضوان ہونا
یا نبی آپسے کہتا ہون مین اپنی حالت — آپکے علم مین ہے میرا پریشان ہونا
آپ سمجھین اگر اچھا تو یہین ہے دینا — مصیبت سے مرا دست و گریبان ہونا

مشکلین ہون جو زمانے کی نہ گھبرا ئے شفیق
آپ کہدیجئے ہنسکر نہ پریشان ہونا

قصیدہ در تہنیت ولادت حضرت خاتم الرسالتؐ

دو جہان مین دھوم تھی جب مصطفا پیدا ہوا — کہتے تھے جبریل فخر انبیا پیدا ہوا
کہتے تھے جبریل و آدم یہ ہمین ہے تجربہ — مشکلین حل ہوگئین مشکلکشا پیدا ہوا
اب ترا دریاے رحمت جوشمین ہوگا سوا — کشتی امت کا اپنی ناخدا پیدا ہوا
تا قیامت ایک ہی عالم رہیگا حسن کا — دو جہا ںمین کون ایسا مہ لقا پیدا ہوا
منکر و نکو کلمہ اپنے نامکا پڑھوا دیا — دو جہا ںمین کون ایسا دوسرا پیدا ہوا
یہ شب معراج خاطر تونے کی وقت طعام — انکی خواہش تھی کہ بس دست خدا پیدا ہوا
راز خالق منکر و نیز اس سے ظاہر ہوئینگے — وہ بھی خود کہدینگے یہ محبوب کا پیدا ہوا

ہے یہ ایسا راز خالق جسکو سب معلوم ہے
دوست موسیٰ مین فقط اک آبلا پیدا ہوا

روشنی مین اسکی سب اسلام کا کلمہ پڑھین
نور ایمان بڑھ گیا شمس الضحیٰ پیدا ہوا

مومنونکی حاجتین نکلا کرینگی حشر تک
یہ جہانمین منبع جود و سخا پیدا ہوا

حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ تھے کچھ شک نہین
یہ محمدؐ بھی لسان کبریا پیدا ہوا

حضرت عیسیٰ کا بھی اک معجزہ مشہور ہے
اسکا نائب بھی نصیریکا خدا پیدا ہوا

جتنے گذرے ہین جہانمین اولیا و انبیا
حق تو یہ ہے یہ سبھونکا بادشا پیدا ہوا

اے محمدؐ مین ولادتکا تری لکھونگا حال
مین ہون ان پڑھ میرے دلمین ولولا پیدا ہوا

تو مدد کر نظم کی سب مشکلین آسان ہون
مدحکا بھی میرے دلمین حوصلا پیدا ہوا

اے شفیق اب تو بھی اوسکا نام لیکر نظم کر
ہو کہ عالم بھر مین اک حاجت روا پیدا ہوا

فکر کرتی ہے یہ مطلع دوسرا پیدا ہوا
ہے مسرت دو جہانکا بادشا پیدا ہوا

مشکلین آسان ہوئین کہتی تھین بی بی آمنہ
گھر مین عبد اللہ کے حاجت روا پیدا ہوا

ساری اشیاء جہان کو حکم سجدہ کا ہوا
ہر زبان سے نعرۂ صل علیٰ پیدا ہوا

سلطنت اسکی ہوئی راز خدا ظاہر ہوا
بانی اسلام یہ معجز نما پیدا ہوا

ایک کاہن نے کہا آکر یہ عبد اللہ سے
آپکے گھر شافع روز جزا پیدا ہوا

جاننے والے سب اسکی خوش ہوئی اس بات سے
خلد مین جانیکا یہ ہی راستا پیدا ہوا

اسکو خالق نے بنایا مالک کون و مکان
مرضی معبود کا یہ مقتدا پیدا ہوا

جتنا سن اسکا بڑھا اوتنا کھلا راز خدا
ہو گئی شہرت تو چرچا جابجا پیدا ہوا

عمر جب اسکی چہل سالی کی آپہونچی قریب
یہ خیال قدرت رب العلا پیدا ہوا

اب نبوت اسکی ظاہر سب پہ ہو وہ وثقلین
شور ہوا اسلام مین خیر الوریٰ پیدا ہوا

پھر تو اسکے نامکا ڈنکا جہانمین بج گیا
ذکر دنیا مین اسیکا جابجا پیدا ہوا

لیکے فرمان خدا ہر سمت یہ جانے لگا — کفر اور اسلام مین اک دغدغا پیدا ہوا
صاحب اعجاز کہتا تھا کوئی ساحر کوئی — دیکھکر اعجاز اسکا غلغلا پیدا ہوا
امتحان لینے لگے کفار انکا آن کر — اونکی جو خواہش تھی ویسا واقعا پیدا ہوا
بھاگتے تھے سرنگون کفار انکے نام سے — جا بجا سب منکرونکو دغدغا پیدا ہوا
پھر خدا کی راہ مین اسنے کئی ایسے جہاد — اوسکو مارا اسنے جو پھر جفا پیدا ہوا
بانی اسلام اسکا نام عالم مین ہوا — کشتئ امت کا یہی ناخدا پیدا ہوا
مدح گوئی اس جہالت پر کرو گو تم شفیق — رک گئی تم جب نہ کوئی قافیا پیدا ہوا
بعد مراتب کی ترے کوئی نہین ہی جانتا — صلب سے تیرے یہی نور خدا پیدا ہوا
جیسی بی بی فاطمہ تھین ویسا ہی شوہر ملا — کیا اسی باعث سی یارو مرتضے پیدا ہوا
نور کیا وہ کہتے ہین سب جنکو بی بی فاطمہ — کون ایسا شافع روز جزا پیدا ہوا
اے رسول اللہ وہ نائب تمہارا ہی ضرور — بطن سی اسکے اک ایسا لاڈلا پیدا ہوا
وہ فدائی ہی بزرگو لکا ترے ختم الرسل — فضل خالق سی نواسہ دوسرا پیدا ہوا
اور بھی اسلام کی رفعت جہانمین بڑھ گئی — فاطمہ کے گھر مین شاہ کربلا پیدا ہوا
یہ ہے وہ جو تیری امت پر فدا ہو جائیگا — کشتئ امت کا تیری ناخدا پیدا ہوا
بعد تیرے تیری امت اوسکو ماریگی ضرور — ہائے خوشی مین غم غریب نینوا پیدا ہوا
یا رسول اللہ میری حاجتین بر آئین سب — بعد خالق بس تو ہی حاجت روا پیدا ہوا
تیرے ہوتے مشکلین میری نہ پھر آسان ہون — دو جہانمین تجھسا کب مشکلکشا پیدا ہوا
اک اشارے مین ترے سب کام بنتے ہین مرے — جس سی عزت جائیگی وہ سانحا پیدا ہوا
اے رسول پاک میرے دلکو ہوتا ہی یقین — غیب سی کوئی نہ کوئی سلسلا پیدا ہوا

دو جہانکے بادشہ ہین تیرے حامی اے شفیق
عرض کر جو تیرے دلمین مدعا پیدا ہوا

ایک ذرہ جو ہی ساقی ترے میخانے کا
وہ بھی حصہ ہی مری عمر کے پیمانے کا

اپنے میخوار کی اب جلد خبر لے ساقی
ورنہ ڈر سے مجھے اب خوف ہی مرجانے کا

دل مردہ کو مرے تو ہی جلا اے ساقی
راستہ دیکھ رہا ہون مین ترے آنے کا

تیری الفت مین مرون قبر منور ہوگی
ہی مری خاک مین ذرہ ترے کاشانے کا

نہ تو صحرا کو گیا مین نہ گیا زندان کو
تیری چوکھٹ پہ رہا سر ترے دیوانے کا

مے الفت سے ہی سرشار ترا متوالا
تیرے قدمون پہ رہا سر ترے مستانے کا

اوسکی ضد سے تو پیالے مین پیے جاتا ہون
ابتو زاہد نہین مجھکو کبھی بہکانے کا

تشنہ می ہون مری اسمین خطا کیا ساقی
شوق ہونٹونکو ہی ساغر سے لپٹ جانے کا

در پہ ساقی کے پڑا رہتا ہے جو آٹھ پہر
حشر تک ہی وہ ٹھکانا اوسی مستانے کا

اور میخوار مہ نو بھی جسے کہتے ہین
ہے کنارہ ترے ٹوٹے ہوئے پیمانے کا

مجھکو بھی ضد ہی کہ ساغر مری لب سے نہ ہٹے
ابتو زاہد کبھی مجھکو نہین سمجھانے کا

تیرے کوچے مین ہی میخوارونکا مجمع ساقی
اپنے میخانے مین کیا دخل ہی بیگانے کا

مین وہ میکش ہون کہ گلشن مین اگر جاتا ہون
نگران رہتا ہون انگور کے ہر دانے کا

اپنا ساقی ہی نصیر ایکا خدا میخوارو
وہ جلاتا ہی ہمین شوق ہی مرجانے کا

جام خالی مرا بھر دے جو کہین دست خدا
مرتبہ اور بڑھیگا مرے پیمانے کا

در میخانہ پہ چھائی ہی گھٹا ای ساقی
لطف ہی ابر مین بجلی کے چمک جانے کا

برق سے گھٹتا ہی دل آتا ہی میرا ساقی
ابتو موقع ہی تڑپنے کا نہ تڑپانے کا

دل یہ کہتا ہی فلک سے بھی تجھے ڈھونڈ کے لاؤن
پر جو پا جائے ابھی قصد ہوا اوڑ جانے کا

اب کہو مطلع ثانی بھی کرو فکر شفیق
آگئی موت تو یہ وقت نہین آنے کا

مطلع
دل ہی مشتاق ترا وقت بتا آنے کا
آتش شوق سے اب خوف ہی جل جانے کا

فاطمہ بنت اسد خانہ حق تک پہونچین
راستہ ہو گیا حجر مین نکل جانے کا

شوق یہ ہی در مقصود پہ سر مین گو دھر دن
یہ نتیجہ ہوا اللہ کے گھر آنے کا

کسکے قدمونکی ہی مشتاق زمین کعبہ
وقت ہی کعبہ کی دیوارونکے بڑھ جانے کا

کیسا مولود ہی یہ جس سی ملائک خوش ہین
گھر مین اللہ کے سامان ہی زچاخانے کا

آپ اس شان سے تشریف زمین پر لائے
پہلے سجدہ کیا اللہ کے شکرانے کا

بادہ کش دیکھ لین تہذیب اسی کہتے ہین
جام جب بھرتا ہی سر جھکتا ہے پیمانے کا

سر جو سجدے سے اوٹھا کلمۂ توحید پڑھا
یہ حدیثین ہی ٹکڑا نہین افسانے کا

اب بتونکی بھی خدائی مین پڑینگے رخنے
رنگ کچھ آج دگرگون ہی صنم خانے کا

گھر مین اللہ کے مہمان ہی ہمارا ساقی
تین دن ہوگئے در بند ہی میخانے کا

سوئے کعبہ چلے آتے ہین رسول مقبول
شوق ہی بھائی کو بھائی سی لپٹ جانے کا

فاطمہ بنت اسد گود مین لیکر نکلین
سامنا ہوگیا لو شمع سے پروانے کا

شاعر ہین تجھے دیتا ہے شفیق ایسا خدا
جسمین کچھ دخل ہی اپنے کا نہ بیگانے کا

در واقعات غدیر

چمن مین آتش گل کے ہوئی احکام یہ جاری
بہار آئی ہی اب ہر شاخ سی لگی چنگاری

نہالان چمن انگڑائیان لے لیکے کہتے ہین
ہوا شاداب گلشن دیکھا نازک ہی بیماری

یہ دن نوروز سی کچھ کم نہین کہنے لگی بلبل
رنگ گل کو جو توڑا رنگ کی چھٹتی ہی پچکاری

بہار آئی چمن مین گل نہین پھولون سماتی ہین
کسیکا رنگ ہی دھانی کسیکا زنگاری

زمین نرم سے سبزہ نکلا ہوتا ہی نمو ایسا
جگہ کوئی نہین خالی بھری ہی ایک اک کیاری

جوانان چمن سی چپکے چپکے کہتی ہی بلبل
چھپا ہی مہندیونکی پتیون مین رنگ گلناری

شجر یون بارور ہین چھپ گئین سب پتیان انکی
وہ کثرت ہی کہ شاخون از ثمر رعد بدشواری

سحر کا وقت ہی باد صبا مین ہی اثر ایسا
ہوا کھانیکو گلشن مین چلے آتے ہین آزاری

کہان باغ جہانمین میکشونکا آج ہی جھرمٹ
مئی حب علیؑ کی ہی کہین اسوقت میخواری

یہ ساقی کون آتا ہی چمن مین کیا مسرت ہی
کہ پہلے ہی سی ہے انگور کے خوشونسی مئ جاری

مطلع

شفیق ابتو اثر مین ڈوبکی مطلع کوئی کہنا
کہ حج آخری سی آرہی ہی فوج سرکاری

یہ کسکی حکم سے اس دشت مین ہوتی ہی تیاری
ببولونکے درختونمین نظر آتی ہی گلکاری

مبارک ہو تمھین مژدہ علی ابن ابیطالبؑ
کہ ایسے دشت مین نازل ہوئی ہی رحمت باری

رسول پاک کو جبریل نی یہ حکم پہونچایا
علیؑ ابن ابیطالب کو دیدو اپنی مختاری

وہ چورا ہا خدا کی راہ کا اسلامکا مجمع
جہانپر ہر طرفسے آرہی تھے لوگ درباری

وہ اک چھوٹا سا چقر خمکدہ ساری خدائیکا
خدا کے حکم سے ہونے لگی اوسجا پہ میخواری

بنایا سب نی ملکر دیدیا جب حکم احمد نے
کجاوے پر کجاوا ہو گئی ممبر کی تیاری

اوسے کیو اسطے احمد نی ممبر پر قدم رکھا
جسے اسلام کی ہر وقت کرنی ہی مددگاری

رسول پاک نی دست خدا کو یون کیا اونچا
سپیدی دونون بغلون کی نمایان ہوگئی ساری

کہا مین جسکا مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے
رہیگا تا قیامت حکم یہ میرا یون ہی جاری

کوئی پہلے سبھونسی یا علیؑ بخ بخ لگے بولے
کسی کی پھر زبان پر کلمۂ حق ہوگیا جاری

مبارک ہو مبارک ہو تمھین اے ساقی کوثر
مبارک ہو مبارک ہو غدیر خم کی میخواری

قدم دست خدا کی شوق سی اقبال نی چومے
متانت کہہ رہی ہی زیب ہی ایسے کو سرداری

شفیق ابتو غزلکا بھی کوئی مطلع سنا دینا
دکھا دینا زبانسے کھینچکر تصویر دلداری

مطلع

حسینون سی ملا مین اس لئی سیکھی دل آزاری
رقیبونکے کلیجونپر لگائے زخم بھی کاری

تمھین زیبا ہی صاحب قاتل کفار بھی کہنا
تمھاری نام ہی کم ہوگئی ہی مردم آزاری

زمانہ ہوگیا تونے بتونکو یون کیا گھایل
ابھی تک یاد ہی کفار کو تیری دل آزاری

ترے دشمن کی آقا جان بچنی غیر ممکن ہی
لڑائی آنکھ جسنے پڑ گیا تیر نظر کاری

زمانہ ہوگیا یوسف بکی تھے ہو گئی شہرت
قیامت تک تمھاری حسن کی ہی گرم بازاری

تمھین معلوم ہوگا علم ہی ہر بات کا تمکو
دکھایا کسنے جلوہ طور پر تھا کون دیداری

ترے کوچے مین دیوانونکی دلچسپی کے ساماں ہین
خدا کی شانسے وہ ہی درِ دولت پہ گلکاری

شفیق ایسا پریشان حال ہی اب آیئے مولا
ہمیشہ سے سنا ہی آپکو شوقِ مددگاری

نظم درستایش عالیجناب السید حسین صاحب شستری ایدہ اللہ تعالے

کیا رہا سایہ فگن ہر سر پہ چرخ اخضری
تا قیامت سبکو دکھلائی بہار اختری

کیا تری تعریف ہو سید حسین ذی حشم
تیرے دادا کی امامت نانا کی پیغمبری

خاندان فخر دو عالم ہی ترا سید ہے تو
کیا بزرگون کو ترے حق سے ملی بالاتری

دو جہانمین یون تو خاصان خدا گذرے بہت
زیب ہی نانا کو تیرے افسرونکی افسری

تیرا ہی دادا رسول پاک کا نائب ہوا
دین پیغمبر کی اوسنے ہر طرحکی برتری

ہر طرح اسلام کو لایا ہی راہ راست پر
ہر طرح اسلام کی اوس ہی سے ہوئی ہی رہبری

تیرے دادا کو لقب دست خدا کا مل گیا
دو جہانمین ہو گیا مشہور زور حیدری

مختصر زور ید اللہی دکھایا آپنے
اک اشارہ مین ہتیلی پر تھا باب خیبری

یون ملایا خاکمین باقی نہین نام و نشان
کیا گھٹایا آپنے لڑ لڑکے زور کافری

کافرونکا خرمن ہستی جلا اور خاک تھا
برق کی مانند چمکی ذوالفقار حیدری

جب نبی نے اوسکو خیبر مین پکارا یا علیؑ
ایک دم بھر مین دکھائی آپنے جا لمبی تری

راہ خالق مین بکی ایسا کیا کار اہم
تابع فرمان ہوا سوجا لے نے شاہ بربری

مشکلین خلق خدا کی اوس ہی آسان ہو گئین
کام یہ سب ہو گئے دادا ہی تیرے سر سری

یون گذرنیکو تو شاہان جہان گذرے بہت
زیب ہی دادا کو تیرے افسرونکی افسری

جسکو حق اچھا کہی تعریف کیا اوسکی شفیق
جس سے وابستہ رہی ہر وقت لطف داوری

مطلع ثانی بھی آسانی سے کہنا اے شفیق | تو غزل گو ہے دکھا دے سبکو اوج دلبری

یون در دولت پہ ہے تمہارے حسن کی جلوہ گری
حسن ایسا ہے کہ جسکو دیکھنے آئے پری

تیرے ہی نقش قدم سینے پہ رکھتی ہے زمین | کرتا ہے تجھپر تصدق نجم چرخ چنبری
ضو فگن وہ راتکو یہ ضو فگن آٹھون پہر | کیا مقابل ہون تری آنکھو سے زہرہ مشتری
گر ترے رخکی صفا سے وہ مقابل ہو کبھی | پھینے اپنے دیکھکے دھبے دھوئے ماہ انوری
ہے نجابت بھی سیادت بھی بزرگو نسے ترے | ہے غلط فہمی کرے تجھسے جو کوئی ہمسری
تیرے ماتھے کے پسینہ کا اگر قطرہ گرے | قطعہ | کیا عجب کی بات ہے پیدا ہو آب گوہری
وہ در نایاب ہے اوسکی بھلا کیا قدر ہو | کیا کوئی قیمت لگا سکتا ہے اوسکی جوہری
نام مین اتنا اثر تیرے ہے اے ابر کرم | جو بھی مرجھائی ہوئی کونپل وہ ہوتی ہے ہری
تو خدا کی شان سے کیا مجمع اوصاف ہے | زیب ہے تجھکو بھی اپنی قوم کی سکریٹری
تھوڑی سی ہمکو بھی جا جنت مین ملجائے ضرور | ہے وہان بارہ اماموں کی جو اک بارہ دری
کربلا کے تشنہ لب بیٹھے ہین سب بالائے حوض | ہے بزرگو نسے ترے آباد بزم کوثری
ساقی کوثر پلاتے ہین سبھو نکو بھر کے جام | پی رہی ہین سب کے سب جام شراب احمری
یا علی مرکز ترے دربار تک پہونچا شفیق | آج تو پورا ہو اسکا بھی سوال آخری
حاجتین وابستہ میری ہونگی تجھسے عمر بھر | مین خراسانی ہون تو سید حسین شستری
تیرے فرزند و برادر حشر تک جیتے رہین | حشر تک اونپر رہے ہر وقت لطف داوری
گر قصیدہ مین غزل کہنا ہے تجھکو اے شفیق | آج تو ساقی سے لے جام شراب احمری

غش نہ آجائے تمھین ہوتی ہے وہ جلوہ گری
میکشون ہشیار اب شیشے سے نکلے گی پری

جوش مے کو دیکھکر پیر مغان ہنسنے لگا | بے پئے رندون مین اب چلتی ہے جنگ زرگری

عاشقوں کے دل بلا گردان ہزاروں ہو گئے
اس طرح سے دوش پر پھیلی ہی زلف عنبری

چارہ گر تیر نظر کے سیکڑوں ناسور ہین
دیکھ زخموں پر مرے ممکن نہین بخیہ گری

جب چلا دو گام بھی بن بن کر رکھتے ہین قدم
کیون تصدق ہو نہ اوسکی چال پر کبک دری

بھر کے ساغر بھیجے جاتے ہین ہماری یاد پر
کیا نئے انداز سے کی آپنے ساقی گری

قید خانے سے نکل کر جانب صحرا چلے
ہو مبارک آپکے وحشی کو آشفتہ سری

آئینہ ہی سامنے زینت کی کوئی حد نہین
دمبدم ایجاد ہوتی ہی ادائے دلبری

جنکے افشاں سر سے اوڑھا ہی دوپٹہ یار نے
بر گیا پر ذرا چھپ جاتی ہی بزم اختری

ہی جہالت مین تمھاری شاعری ایسی شفیق
دیکھکر تمکو گلے لینے لگا تے ہمسرے

قومی نظم

پوچھتا کیا ہی مسیحا کیا ہمین آزار ہی
ہم تو کیا تھے ہین ہماری قوم تک بیمار ہی

عارضہ ایسا ہی جس سی جان بچنی ہی محال
چارہ سازی کی لیے اک چارہ گر درکار ہی

چارہ ساز ایسا ہو جسکو شافی مطلق کہین
اوسکے بن صحت نہوگی وہ ہمین آزار ہی

خون کی جا سب رگون مین فکر کا ہے مادہ
ہی دل نازک اور اوسمین غم کا اک انبار ہی

ناتوان ایسے ہین جس سی بات کر سکتے نہین
سانس کا لینا بھی جسم زار کو دشوار ہی

ناتوانی وہ ہی جس سی لب ہلا سکتے نہین
ضعف ہی ایسا تبسم کا بھی پورا بار ہی

دل جلایا گرمی افکار نے افسوس ہی
سانس ٹھنڈی لین تو مثل آہ آتشبار ہی

چارہ گر صحت سی بالکل نا امیدی ہو گئی
ایک تیر غم ہمارے دل جگر کے پار ہی

ناتوانی کہہ رہی ہی یہ زبان حال سے
گر نہ صحت ہو تو ایسی زندگی بیکار ہی

قوم اپنی ناتوانی پر ذرا بھی اک نظر
زور سی چلنا بھی تجھکو وقت دم دشوار ہی

گردشین سارے زمانے کی ہین تیرے واسطے
تیرا بچنا ہی کٹھن ایسی تری رفتار ہی

قوم تجھکو چاہیے ہی دیکھکر رکھنا قدم
جسطرف جاتی ہی تو وہ راہ ناہموار ہی

قرض لینا چھوڑ دی اے قوم کہنا مان لے
جان بری اس سے ہی مشکل یہ بڑا آزار ہی

ایک لیکے سو کا دینا یہ بھی کوئی عقل ہے
سو مین تو ہی ہین کہ جنمین قرض کی بھرمار ہی

قوم پھر سمجھاؤنگا تجھکو ذرا تو صبر کر
اب سمجھ کہنا ہی وہ جس امر کی درکار ہی

ضعف تیری کیا عالت ہی ذرا انصاف کر
سب ہین اچھے میرا ہی فرقہ نحیف وزار ہی

ضعف نے مجھسے کہا میری شکایت ہی فضول
اپنے اپنے فعل کا ہر شخص خود مختار ہی

قرض لینے کا بہت ہی شوق یہ سمجھیں ذرا
اس کی صورت سے بڑھیگا سود یہ رفتار ہی

قرض کا لینا ہر اک کو ہی بناے مفلسی
کم ہوئی عزت تو عالم مین ذلیل وخوار ہی

گر ہوا دعویٰ عدالتمین کٹی گی زندگی
قرقی و وارنٹ پھر اپنے گلے کا ہار ہی

زر لیا تھوڑا سا اور دینا بڑا مال کثیر
اسمین نقصان ہر گھڑی ہی یہ برا بیپار ہی

جائدادین اپنی سب جاتی رہین اس قرضمین
پھر ٹھکانا ہی نہین رہنے سے بھی ناچار ہی

اپنی دولت دوسرے کو دیکے یہ حاصل ہوا
آپ تو مفلس ہوئے اور دوسرا زردار ہی

قرض کی لینے سے باز آ قوم کہنا مان لے
قرضکا لینا ہر اک عاقل کو ننگ و عار ہی

شوقین کپڑے کیا شوقین مفلس ہوگئی
ٹاٹ ہو لیکن کہے جاتے ہین دھاریدار ہی

بوٹ کی فرمائشین جانے لگی ہین دور دور
جسطرف کو دیکھیے جوتونکا اک طومار ہی

ضعف نے جو کچھ کہا القوم سب تو نے سنا
اب بتا مجھکو تجھے اقرار یا انکار ہی

گر لباس فاخرہ سے ہوگئی عزت تو کیا
ہون پھٹے کپڑے زمانہ کہدے خوش اطوار ہی

عزت ذاتی کی کوشش چاہیے ہر شخصکو
اپنی دولت کو بچائے وہ بڑا ہشیار ہی

قوم اب بھی صرف ناجائز کو گر جائز رکھا
پھر یہ ہی ٹیڑھی زمین اور چرخ کجرفتار ہی

قوم گر اپنے بزرگونکے چلن پر تو چلے
چار دنمین دیکھ لے ہر شخص پھر زردار ہی

شرم کی جا ہی کہ ایک جاہل نصیحت گر بنے
جو تجھے سمجھا رہا ہی وہ شفیق زار ہی

احوال طوفان بارش لکھنؤ سنہ ۱۳۲۱ھ

اور اس مطلع کی مجھکو فکر ہی اسدم خدا — مجھسے ان پڑہ کا بھی تو ہی مالک و مختار ہی

پردہ دار وںکا بڑا مجمع سر بازار ہی
لکھنؤ جو شہر تھا کل آج وہ مسمار ہی

جس مکانکی موت آئی قبر بھی وہ سجا بنی — جس طرفکو دیکھئے مٹی کا اک انبار ہی
ہر مکان ٹوٹا یہ کہتا ہی زبان حال سی — کیا بنائیگا مجھے میرا مکین ناچار ہی
دیکھتا ہی مجھکو حسرت کی نظر سے کیا مکین — گیا رہے مجھ مین نہ میری چھت ہی نہ دیوار ہی
پرورش بچون نی پائی مجھ مین کس آرام سے — اب ڈرانی شکل میری دیکھنا دشوار ہی
بی بیان کل تک جو مجھ مین بیٹھی تھین پردہ نشین — آج بے پردہ وہی ایک ایک پردہ دار ہی
نقش پا جسکے نہ میری حد سی باہر تھے کبھی — آج سر ننگے وہی بی بی سر بازار ہی
راہ مین بی بی کوئی بیٹھی ہی جا ڈرتا نکر — گر پڑا اوسکا مکان دو دن یا کری ناچار ہی
مسجد و نمین کربلا ؤنمین بھری ہین بی بیان — کچھ سبب ایسا ہی وان رہنا انھین دشوار ہی
خانہ بربادی سی ہر مومن کا نقشا ہے برا — جس کسیکو دیکھئے جینے سے وہ بیزار ہی
غم یہ ہی کیونکر عزاداری کرین مظلوم کی — تعزیہ رکھنے کو بھی کوئی جگہ درکار ہی
یا حسین ابن علی امداد کا اب وقت ہی — خالق اکبر سے تم کہدو تو بیڑا پار ہی

قدرداں تجھکو کوئی ملجائیگا ایسا شفیق
آپ پوچھے گا تجھے کس چیز کی درکار ہی

در حالات زبان اردو

جاننے والے ہین یہ شان زبان اردو — لکھنؤ دہلی ہی ایوان زبان اردو
خوب دونون نی فصاحت سی اسی زینت دی — اسنے پڑھنا انھین ارکان زبان اردو
لکھنؤ دلی کی یہ ملک ہی کچھ شبہ نہین — انکے قبضے مین ہی سامان زبان اردو

بج گیا ملک فصاحت مین انھین کا ڈنکا — یہ ہی عالم مین ہین شاہان زبان اردو
اسکے ارکان جو گرنے تھے سنبھالا ہمنے — ہمین دونون ہی رہی جان زبان اردو
طلبا آنکے عالم کے سبق ہمسے لین — ہمین دنیا مین ہین شایان زبان اردو
ہمنے شیرین سخنی خوب بتائی سبکو — روز آتے رہے مہمان زبان اردو
اپنے قبضے مین رہیگا در دولت اسکا — ہے قلم اپنا ہی دربان زبان اردو
فصحا ہو گئے عالم مین ہمارے دم سے — لاکھون ہی آئینگے خواہان زبان اردو
مستند ملک فصاحت مین ہی ہر لفظ اپنا — ہمسے قایم رہا ایمان زبان اردو
سارے عالم مین ہمین اہل زبان ہین بیشک — ہمنے قایم کئے ارکان زبان اردو
جنبش لب سے ہماری ہوئی زینت اسکی — ہمنے پیدا کئے سامان زبان اردو
ہو فصاحت بھی بلاغت بھی یہی واجب ہے — وہ ہی مصرع کا ہے دیوان زبان اردو

یہ تو سب جانتے ہین جاہل مطلق ہے شفیق
پوچھنا اوس سے ہے کیا شان زبان اردو

چند تواریخ طبع دیوان بحساب ابجد ہجی

از نتیجہ فکر جناب سید علی محسن خانصاحب آبر لکھنوی

خاص مشفق مرے جناب شفیق — نامور ہین میان خاص و عام
شعر گوئی مین حد کی مشاقی — قبضہ مین فن شاعری ہے تمام
بے پڑھے بے لکھے یہ قوت نظم — تیری قدرت ہے خالق علام
مختصر یہ کہ چھپ گیا دیوان — قدردانون کا بس ہے آگے کام
فکر تاریخ کی مجھے بھی تھی — دل پکارا اوٹھا لکھے میرا نام
سنہ ہجری یہ ۱۳۰۵ کیون ہو اے آبر — آپ اپنی نظیر اب یہ کلام ۱۳۰۵

از نتیجۂ فکر جناب سید منیر آغا صاحب اشہر لکھنوی

از سخن زادگی ہر خوشسخن	سرحدے از کلام آباد است
مگر اینست قول ملک قبول	حد لطف سخن خداداد است

نوٹ

سنہ ۱۹۱۶ء

مصنف صاحب سی سنہ ۱۹۱۶ء مین فرمایش کی گئی تھی اور سنہ ۱۹۱۷ء مین یہ دیوان طبع ہوا یہی وجہ ہی کہ تاریخ مذکور مین سنہ ۱۹۱۶ ہین

از نتیجہ فکر جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی تلمیذ جناب مشتاق لکھنوی

میرے مشفق شفیق لایق نے	خوب ملک سخن مین نام کیا
طبع موزون کی کب کرامت ہی	مدح آلِ نبیؐ کا ہے یہ صلا
جسکو کہتے ہین مبدءِ فیاض	انکی جاگیر مین خدا نے لکھا
فطرتاً شعر نظم کرتے ہین	اکتسابی نہین ہی شان ذرا
طبع موزونکی وہ روانی ہے	جیسے بہتا ہوا کوئی دریا
گوکہ ناخواندہ ہی یہ صاحبِ فہم	لیکن اہلِ قلم مین درآیا
ایسی فرد کمال رکھتا ہے	واہ کیا کہنا لکھنؤ تیرا
دیکھکر انکے حافظے کی شان	نام حافظ زمانہ بھر بھولا
عیب سی پاک وصاف ہین اشعار	شائگان ہی کہین نہ ہے اکفا
شکر صد شکر اس زمانے مین	کلیات انکا چھپ گیا پورا
حمد مین نعت مین مناقب مین	وہ قصیدے کہے کہ صلِ علیٰ
صحبت خاص ناصر دین مین	مینے اعجاز بارہا ہے سنا
مجھسے تاریخ کو کیا ارشاد	بے نیا دوست جانکر اپنا
رکھا سینے پہ مینے دستِ قبول	اور ہوا سال طبع کا جویا

دیکھکر نظم لاجواب کی شان
کیون تعجب ہی سال طبع یہ لکھو

دل نے بیساختہ یہ مجھسے کہا
فیض ہی سب رسول اُمّی کا

۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب نواب سید عسکری مرزا خانصاحب بلیغ لکھنوی

عالم ہو کس طرح ثنا خوان شفیق
ایسے ہوتے ہین لکھنؤ کی آن بڑہ

اللہ کی قدرت ہی یہ سامان شفیق
جو اہل نظر ہون دیکھین دیوان شفیق
۱۳۳۴ھ

ولہ

فطرت کی ابتدا ہی سے یہ فکر ہی بلیغ
جی چاہتا ہی جلد یہ دیوان چھپ چکی

سکہ ہو ملک نظم مین نام شفیق کا
شہرہ ہو لکھنؤ مین کلام شفیق کا
۱۳۳۴ھ

ولہ

جو مشہور ہین سید احمد حسین
بڑا نام پیدا کیا نظم مین
لکھو جلد تاریخ ہجری بلیغ

کہ آسان نہین جنکی مدح و ثنا
خدا نے کی اعلیٰ طبیعت عطا
کہ دیوان خوش فکر بھی چھپ گیا
۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب سید محمد جعفر حسین عرف محمد صاحب بہار لکھنوی

مرے احباب خاص مین سے ہین
شاعر خوش مذاق و خوش گفتار
جسکو کہتے ہین سب غزل گوئی
کیا مبارک ہی اے بہار یہ سال

دل پہ لکھا ہوا ہی نام شفیق
ہے مرے دلمین احترام شفیق
ہے وہ اک شغل صبح و شام شفیق
بفراست چھپا کلام شفیق
۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب میرزا ذاکر حسین صاحب قزلباش ثاقب لکھنوی

ہے زیر طبع اک مجموعۂ عشق — فسانہ ہے یہی از قاف تا قاف
شفیق خوش بیاں کا ہے یہ دیوان — زبان خلق پر ہیں جسکے اوصاف
روانی طبع کی شعروں سے ظاہر — ہو جیسے چشمۂ شیرین و شفاف
نہ تعقید ہیں نہ اغلاط معانی — زبان لکھنؤ مشہور اطراف
یہ ہے دیوان کی تاریخ ثاقب — عروسان سخن کا حجلہ صاف

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب احمد علیخاں المخاطب بہ غریب صاحب آثر لکھنوی

یہ علم و فن سے جو تنخواہیں غبار جسم میں ہو وہ گہر ہیں — تلاش و شعر اثر ہیں کمال ہوتی ہے عقل حیران ۴۰۰
ذکاوت ذہن ہی کچھ ایسی قلم کہاں انکا دوات کیسی — کھینچی تصور سے شکل جیسے نگین ہوئی دین زیت اصیو جان ۲۰
لکھی ہے وہ کسلئے غزل ہر ہوئی ہے اصلاح بھی جو اکثر — یہ لفظ رخصت ہے وہ اگر رہی ہمیشہ کو دل میں مہمان ۱۰
ہر ایک مصرعہ کا حرف بھلا جو لیکے شدت قلم نے لکھا — کیے پھر اعداد جمع یکجا تو سال ہجری ہوا نمایان ۲۰
مین کر چکا سال طبع نو ون دو منقوطہ گن زبان ہو — قلم جو مرجانکا ہو تو لکھوں شفیق رنگین سخن کا دیوان ۱۰۰

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مرزا بادشاہ مرزا ثمر شاگرد افصح الفصحا وابلغ البلغا جناب پیارے صاحب رشید مدظلہ العالی

ثمر یہ جوش مسرت مین کہہ اوٹھا آخر — مرے شفیق مرے دوست کا کلام چھپا
موافق اپنی لیاقت کے وہ بھی دیتا داد — مگر ہے غیر کے طعنوں کا اسکو خوف سوا
یہی کہیں گے کہ تھا دوست دوست کی سی کہی — معاف کرنا اسی ہے وہ کچھ بھی کہہ نہ سکا
یہ سچ ہے دوست کی تعریف مستند ہی نہیں — کلام وہ ہے کریں جسکی غیر مدح و ثنا
یہی صفت ہے تمہارے کلام میں بھی شفیق — زبان پہ غیر کی ہوگا بلند صل علی
تمہارا حکم جو تھا تو بھی کہہ ثمر تاریخ — بس اس خیال سے حرف ردی کو خارج کیا

بہت خلوص سی پھر یون لکھا سن ہجری
شفیق خوب یہ دیوان بے عدیل کہا
۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنوی

دیوان جناب سید احمد حسین کا
حرفونکی ارو شنی سی ہی اک شمع انجمن
خال رخ حسین ہی یہ جو نقطہ ہی اسمین کہی
جو کوئی مد ہی حور کے ماتھی کی ہے شکن
محجوب شمع پردۂ فانوس مین ہوئی
معنی ہین لفظ لفظ مین گھونگھٹ مین بالھن
کچھ اسمین شک نہین کہ گل سرسبد یہ ہی
تازہ بہار کیون نہو ہے روکش چمن
دیوان شفیق کا ہی وہ بیمثل ولاجواب
پتلی کیطرح آنکھونمین رکھتے ہین اہل فن
سلک گہر ہی نظم مین جاوید اونکی نظم
گویا بھرا ہی موتیونسے حق نے یہ دہن
خود سال طبع مین اُبھی ہی اک حسن دلفریب
جوہر سبا ہی راز کا آئنہ سخن
۱۳۳۵

از نتیجۂ فکر جناب سید سرفراز حسین خبر خلف جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز و تلمیذ حضرت اوج مد ظلہ

سخن آرا شفیق نکتہ پرور
سخن کا گھر ہے جنکے دم سی آباد
نہین ہکو پڑھے اور او سے شاعر
ہین شاگردی اہل فن سی اوستاد
بہت ہی پر اثر منظوم والا
بفیض مدح اہلبیت امجاد
یہ دعوی حافظہ کرتا ہے اُنکا
کبھی ہمکو نہین ہی بھولنا یاد
مضامین نظم مین الہامیہ ہین
یہ شان اختراعی ہی نہ ایجاد
سنین طبع لکھوای خبر اب
مصنف کا بجالاؤ تم ارشاد
ہوئی جب امتثال امر کی فکر
خدا سے مین ہوا خواہان امداد
کہا دلنے نہ کیون مقبول ہو نظم
کہ ہین نایاب اشعار خداداد
۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب حکیم مرزا قدر احمد صاحب دانش لکھنوی

طبع کرد احمد حسین نکتہ سنج
آن کلامے راکہ باشد جوش زن
گفت دانش بعد سال طبع نیز
سال طبعش ہست ہم ز قلب جان
بہر تاریخ است این مصراع نیز

ذی شرف ذی قدر ذیجاہ خلیق
در کلامش چشمہا مثل رحیق
قابل نقل است دیوان شفیق
روح و جان ماست دیوان شفیق
جاہد فکر است دیوان شفیق
۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ذبیح دہلوی

شفیق لکھنوی کا چھپ گیا دیوان
عنادل ہیں چمن میں زمزمہ پیرا
بیان اچھا زبان بھی خوب شیرین ہی
ذبیح دہلوی سن - نظم رنگین ہی
۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب ذاخر لکھنوی

نظم شفیق ذاخر کیا پوچھتے ہو کیا ہے
اللہ ری حسن بندش بیتاب ہیں نگاہیں
لطف اسکا جانتے ہیں فرقت کے مرنے والے
جسکا ہی حال صلبت وہ نظم کہہ رہی ہی
تخئیل ہی جہانپر وہ ہی بلند ایسی
افسانہ ہائے حسرت آئی ہیں گر کہیں پر
دیوانگان الفت گر قید ہیں کہیں پر
دلکی کشش کی حالت دکھلائی ہی جہانپر
اصناف شاعری پر قدرت یہ کی ہی حاصل

عشاق کی وفا ہی معشوق کی ادا ہی
دیکھیں ہیں شعر جسنے دل اوسکا کھو گیا ہی
قصہ جہان ہی غمکا وہ درد لا دوا ہی
برہم کسی سے شاید معشوق خود نما ہی
دلنے شکار عنقا گردونپہ کر لیا ہی
لیلے کی کیفیت ہی مجنون کا ماجرا ہی
وحشت کی ابتدا ہی فرقت کی انتہا ہی
زندان کی در پہ کوئی دل تھامے رو رہا ہی
عالم کی کیفیت کو بند اک جگہ کیا ہی

توصیف عمر داخر ممکن نہین قلم سے
وہ کہدو سال ہجری جو دلکا مدعا ہے
مجموعہ جمال و زینت عشاق و مہوشان ہین
آئینہ کرامت دیوان شفیق کا ہے

سنہ ۱۳۲۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب رضا فرنگی محلی

مرتب ہو کے دیوان چھپ گیا خوب
مبارک اے شفیق نکتہ پرور
رضا کہہ بے نقطہ تاریخ اسکی
ہوا مسرور ہر کامل سراسر

سنہ ۱۳۲۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید باقر حسین صاحب شہرت لکھنوی خلف حضرت لطافت مرحوم

کلام شفیق اسقدر بامزا ہے
زباں نوہر احباب کی مرحبا ہے
کرین فخر کیونکر نہ ہملوگ اسپر
یہ ہین فرد ایسا نہین دوسرا ہے
کوئی دیکھے خوش قسمتی لکھنؤ کی
نہ ہے ایسا کوئی نہ کوئی ہوا ہے
جسے چاہے جس قسم کی دیدہ دولت
عجب کیا ہے ہر شے پہ قادر خدا ہے
جو منکر ہون اسکے کوئی اونسے کہدے
یہ مسلک تمھارا نہایت برا ہے
جو ہے پھولتی پھلتی ہر نظم انکی
یہ دین اوسکی کیا رشک کی اسمین جا ہے
یہ رنگین طبیعت ہین اور زود گو ہین
سخن مین اثر ہے زبا مین مزا ہے
ہین نا آشنا پڑھنے لکھنے سے بالکل
نہین جھوٹ کچھ اسمین سچ واقعا ہے
مگر شعر کہنے مین مشتاق ہین یہ
کہ دعوی سے یہ قول بیشک مرا ہے
نہو گر یقین انکا دیوان اوٹھا کر
یہ خود دیکھ لے ملک دشوار کیا ہے
کہی اسکی تاریخ ہجری مین شہرت
یہ مجموعہ نازک خیالات کا ہے

سنہ ۱۳۲۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید صدر الاسلام صاحب صدر لکھنوی

سچ یہ ہے خالقِ عالم کی عنایت ہے شفیق
صفدر کا مصرعۂ تاریخ بھی ہے نورانی

صورتِ مہرِ فلکِ مطلعِ دیوان چمکا
عالمِ نظم پہ روی سہ تابان چمکا

۱۳۲۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب صفدر صاحب

چھپ رہا ہے شفیق کا دیوان
لکھدو صفدر یہ طبع کی تاریخ

طبع موزوں کا ہی فکر عالی ہے
نظم میں جان اسی نے ڈالی ہے

۱۳۲۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی مرزا الطاف حسین صاحب عالم لکھنوی

اشتیاق طبع بیحد تھا دل پرشوق کو
چھپ گیا غزلوں کا دیواں یہی تھا خط طرح
حبذا ذہن رسا و طبع موزون آفرین
آئین آئین ہیں کہاں بیاح دنیا سخن
مصرع سال اشاعت میں یہ عالم کہا

مدتوں کے بعد نکلا آج ارمان شفیق
پورا پورا اب ہوا اردو پہ احسان شفیق
شاعری لیسی ہوئی جاتی ہے قربان شفیق
منصفی کی آنکھ سے دیکھیں ذرا شان شفیق
پردہ ساز شاہ معنی ہے دیوان شفیق

۱۳۲۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

واہ گلہائے مضامین ہیں شگفتہ کیا کیا
سال ترتیب کی ہی فکر فصاحت جو ہمیں

کہیں سب اہل سخن اسکو گلستان شفیق
(لکھدو) کیا لائق توصیف ہے دیوان شفیق

۱۳۲۴ھ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی عبد الرحیم صاحب کلیم الکھنوی

بہ چمن بہار آمد چہ خزان بگشت راہی
سخن شفیق صاحب لبود آنچنان بجلوہ

ز دہن نفس برآید چو نسیم صبحگاہی
چو سواد زلف جانان دم طبع شد سیاہی

به هلالی و زلالی نه کنم چسان شمارش
شده شهرهٔ کلامش چو ز ماه تا به ماهی

ببلاد شاعری و بممالک معانی
به نظام شهریاری به سریر پادشاهی

بنوشت سال چاپش چه کلیم هر ہجری
همه نوع نظم زیبا چو عطیهٔ الهی

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر مختار جناب محمد مختار احمد صاحب تلمیذ جناب رضا فرنگی محلی

قائم کئے ہیں تلاطم دریائے نظم میں
انجم ذرا بھی شناور بحر عمیق ہو

کرتے ہو سینکے مجتہد الشعر حل اوسے
کیسا ہی مسئلہ وہ اہم یا دقیق ہو

اہل زبان ہو حافظ علم عروض ہو
دشمن سخن ہو تو وہ بھی تمہارا رفیق ہو

مضمون جو لکھے ادق وہ کہو سہل ممتنع
دق سامعین ہوں نہ سخنور کو ضیق ہو

والسب ہوں معترض کی جو الفاظ کی خلاف
تیغ سخن سے قطع زبان فریق ہو

فرمایش شفیق ہے مجسم ہو سال طبع
پھر شرط یہ ہے سب سے جو افضل طریق ہو

مختار حل معمہ ہو بے وحی کسطرح
تائید غیب جبکہ کلام شفیق ہو

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

شکر خدا شفیق کا دیوان چھپ گیا
ہر شعر جسکا بزم سخن میں ہے یادگار

ہر لفظ میں اثر ہے ستم کا بھرا ہوا
سینے میں جنکے دل ہیں وہ کیوں ہوں نہ بیقرار

ایک اک غزل میں سلسلہ بندی حسن و عشق
یوں ہے کہ جیسے سلک گہر ہائے آبدار

مضموں میں کیوں نہ آہ عنادل کا ہو اثر
کھائی ہیں چوٹیں قلب و جگر پر ہزار بار

دیوان چھپا ہے شاعر امی لقب کا آج
کیا افتخار جسکو شرف بخشے کردگار

اے سرزمین لکھنؤ تیری ہو کیا ثنا
تجھ میں مرے شفیق سا ہے فخر روزگار

وہ شاعر یگانہ کہ جسکے کلام کی
اک دھوم ہو رہی ہے سر بزم اعتبار

احمد حسین نام تخلص شفیق ہے — احباب خاص و عام کا سو جان سے نثار
محشر نے سال طبع کہا اور یون کہا — روحِ سخن شفیق کا دیوان پر بہار

سنہ ۱۹۱۶ع

از نتیجۂ فکر جناب احمد خانصاحب نظم شاگرد جناب رشید لکھنوی

مقبول ہوا نامِ الٰہی سے کلام — اُمی نے کیے نظم مضامین دقیق
ہر شعر مین ہے حسن بلاغت کا وفور — ہر لفظ ہے دریاے فصاحت مین غریق
منظوم ہوئے عشق کے کس حسن سے راز — تحقیق رہی طبع سخنور کی رفیق
غواص ہی فکر سخن سنج جہان — پایاب ہوئی شعر کی ہر بحر عمیق
مصراع سن طبع لکھو شوق سے نظم — الہام و کرامت ہے یہ دیوان شفیق

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب عباس مرزا خانصاحب نفس لکھنوی

نمود ابر سیہ شد ز دامن کہسار — رجوع کرد سوئے باغ ہمچو باد بہار
رسید ہر سر طرف چمن بشوق تمام — ز طرز خاص شدہ درفشان و گوہر بار
برفت آب روان گرد پائے صحن چمن — بشست چہرۂ گلشن تقاطر امطار
بحکم باد بہاری فشاند دامن ابر — غبار رنج خزان را ز چہرۂ اشجار
ز شستشوی باران تمام ارض چمن — بسان پاک دلان گشت صاف آئنہ وار
درین زمانہ کہ موج نسیم جان افزاست — چرا نشستہ اے باغبان در گلزار
منم کہ شیشۂ خالی نہفتہ زیر بغل — بہ فکر بادہ تجسس نمودہ در بازار
بشوق آب طرب بر در تو آمدہ ام — نشستہ ام با امید تو پشت بر دیوار
بیا بگو کہ ز رنج خمار بیتابم — کجاست کلبۂ ساقی و خانۂ خمار
ز صاف و درد کہ داری بیار و عذر مکن — مکن دریغ چہ ممکن بود کم و بسیار

شنیده‌ام که تو هم ذوق میکشی داری
که ناگهان بدر باغ باغبان آمد
بلب تبسم و روی خطاب جانب من
سلام کرد و بخشید و نزد من بنشست
بخنده گفت که چون طبع میشود دیوان
تراکه شوق بتاریخ گفتن است بسے
نفس بصنعت صوری نوشت تاریخش

بیا او زود بیا عذر کج میار و بے آر
پری جمال و گل اندام و یاسمن رخسار
بدست جام بلورین پر از مے گلنار
بجمن خویش چو مستان باده کش سرشار
بگو برای کلام شفیق چند اشعار
چه خوش بود که برآید بیک کرشمه دو کار
هزار و سه صد و سی و چهار و یک بشمار

سنہ ۱۳۳۵ھ

ولہ

بتوفیق یزدان کلام شفیق
لفقش مصرعہ سال تاریخ گفت

شود در جہان مرجع خاص و عام
امین سخن شوخ و صائب کلام

سنہ ۱۹۱۷ء

از نتیجۂ فکر جناب واجد حسین صاحب واقف لکھنوی

در عین بہار گشت بلبل خاموش
منقوط نوشت سال طبعش واقف

گلزار سخن چو دید شد حلقہ بگوش
این نظم عطیۂ الہی پر جوش

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب محمد مشرف خانصاحب وصل لکھنوی پوسٹ ماسٹر پنشن یافتہ تلمیذ حضرت امیر مینائی مرحوم حال وارد صفدرگنج ضلع بارہ بنکی

ہو گیا مطبوع دیوان شفیق
خنجر مضمون ہے یا تیغ نگاہ
حاسدوں کے اوڑ گئے ہوش و حواس
فکر جب مجھکو ہوئی تاریخ کی

سرنگوں ہے دیکھکر ہر اہل فن
ہر نکیلی شعر میں ہے بانکپن
نکہت جملونکے ہوئے کشتہ ہرن
ہاتف غیبی ہوا یوں نغمہ زن

وصل لکھ منقوطا ہیں یہ سال طبع | آج پایا شاعر شیرین سخن

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب پرنس محمد وصی علیخان عرف سلطان صاحب وصف لکھنوی

کلام شفیق است نایاب تر | کہ طبع است آن قلزم بے کنار
بہر جملہ آن حیط صبح سخن | صفائے بیانش بآئینہ دار
عدو پیش آن خود ہزیمت گرفت | مضامین بود خنجر آبدار
بگوشِ جہان رفت صیتِ سخن | بہر شعر می داشت شان وقار
رقم کرد تاریخ از فکر وصف | کلام فراست چمن پر بہار

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید محمد ہادی صاحب خان بہادر آنریری ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ غازی پور

ان پڑھ فضل خدا سے شاعر ہو جائے | موزون ہو اور کسی کیواسطے حمد و سپاس
اشعار شفیق کا بھلا کیا کہنا | بندش یہ لطیف اور زبانین یہ مٹھاس
وہ باغ لگا دیا کہ جسکے اندر | ہر پھول میں ہے کمال فن کی بو باس
دیوان چھپا تو دی یہ ہاتف نے ندا | شاباش لبرای شفیق با حرف شناس

سنہ ۱۹۱۷ء

از نتیجۂ فکر جناب چودھری رحم علی صاحب ہاشمی تلمیذ حضرت عزیز لکھنوی

مشتاق تھی مدت سے نظر اہل نظر کی | سونی تھی بغیر اسکے ہر اک بزم معانی
تیار وہ دیوان شفیق اب ہوا آخر | تخئیل کی شوخی میں ہے تصویر جوانی
لکھ ہاشمی خستہ جگر مصرع تاریخ | ہر شعر میں ہے بحر لطافت کی روانی

سنہ ۱۹۱۷ء

تاریخ ختم تصنیف دیوان سید احمد حسین عرف ننھو صاحب شفیق

رشحۂ کلک پروفیسر مولوی مرزا محمد ہادی صاحب مرزا

جبکہ دیوان ہوگیا کامل
سال تصنیف لکھدو اے مرزا

شاعر و ہین بڑھا دو قادر شفیق
بے تکلف کلام یار شفیق

۱۳۳۴ھ

تاریخ از نتیجۂ فکر جناب نواب محمد باقر علیخان صاحب قلق شاگرد حضرت حمید لکھنوی

کیا خوب کہین شفیق نے سب غزلین
ایکتا کا الف بڑھاؤ تاریخ ہو قدر

سارے شاعر بوصف دیوان ہین
سب اہل سخن معترف دیوان ہین

تاریخ از نتیجۂ فکر جناب باقر صاحب حمید لکھنوی برادر حضرت رشید لکھنوی

۱۳۳۵ھ

ہے حافظہ طبع بھی رسا ہے
ہان ان کو بجا ہے طبع پر ناز
تاریخ کہو حمید ہجری

حق تو یہ ہے قدرت خدا ہے
دیوان شفیق چھپ رہا ہے
دفتر اک حسن و عشق کا ہے

تاریخ از نتیجۂ فکر عالی حضرت استادی قبلہ و کعبہ جناب سید مصطفی میرزا صاحب عرف پیارے صاحب رشید مدظلہ العالی

۱۳۳۵ھ

ننھو صاحب شفیق شاعر
کہتا ہون ادب کو ترک کر کے
مین نے دیکھی ہین تھوڑی غزلین
بے لکھا پڑھا ہوا ایسا کامل
تاریخ کی تھی رشید کو فکر

جنکا دیوان یہ چھپا ہے
مرا یہ دوست باوفا ہے
میری بھی زبان پہ واہ واہ ہے
یہ سحر نہین اگر تو کیا ہے
آخر لکھا قدرت اک خدا ہے

۱۳۳۵ھ

نوٹ چونکہ تاریخہاے مذکورہ دیر مین وصول ہوئین لہذا درج سلسلہ نہی ہو سکین۔